نزول المسيح

كيف انتم اذا نزل فيكم ابن مريم وامامكم منكم

خدائے تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے کہ کتاب مستطاب منبع ایقان و عرفان مسمّی بہ

صادقم و از طرف مولیٰ با نشانہا آمدم
صد در علم و ہدیٰ بر روئے من بکشادہ اند

نزول المسیح

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

فی آخر الزمان

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اس وقت کے اولوا الالباب و اولوا الابصار نے برأی العین مشاہدہ کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر کمترین مہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی۔ تا ٹائٹل تریخ مطبع میگزین قادیان میں چھپکر طیار ہوا

ماہ اگست ۱۹۰۹ء | بار اوّل ۔ تعداد اشاعت ۲۹۰۰ قیمت ۱۲ | شعبان الم[illegible]

عام بشارت

من استوی یوماہ فھو مغبون

بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو کہ براہین احمدیہ حصہ پنجم جسکی اشاعت کا مدت مدید سے وعدہ چلا آتا تھا ماہ اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہو کر نور افزائے چشم مشتاقاں ہو چکی ہے قیمت نسبت بحقیقۃ الوحی گویا کچھ بھی نہیں یعنی ۱۲؍ فی نسخہ خرچ سے بھی کم ہے وجہ یہ کہ کتب خانہ تجارتی نہیں یہ وہی کتاب ہے جسکی قیمت مع دوسرے حصوں کے سابق میں پانچ روپیہ سے لیکر سو روپیہ تک تھی بہت سی روحیں اسکی شوق دید میں صرف دل کی تمنا ہی لیکر اگلے جہان میں پہنچ گئیں جو زندہ ہیں اور انکو اس آسمانی خزانہ کے کھلنے کی اطلاع نہیں انہیں جاگنا چاہیئے اور دوڑ کر ان موتیوں کو جو نہایت ارزاں ملتے ہیں خریدنا چاہیئے مضامین کے متعلق کسی فہرست دینے کی ضرورت نہیں پہلی حصص کی عام قبولیت کے علاوہ اسقدر لکھدینا کافی ہے کہ حضرت اقدسؑ کی تمام تصنیفات کا لب لباب اسمیں موجود ہے۔ ایام زیر طبع میں بعض دوستوں نے بہت الحاح سے چند ورق کا مجھ سے لیکر کتب خانہ کے اندر ہی مطالعہ کیا تو انہوں نے شرح صدر سے بیان کیا کہ ہم جو کل تھے آج وہ نہیں ہیں یعنی ہماری معرفت میں بیحد ترقی ہوئی ہے۔ چونکہ تقطیع کتاب کی سابقہ حصص سے ملتی ہے اسلئے صفحات بھی پہلے حصوں سے منطبق نہیں ضمیمہ کا صفحہ ۲۳ لغایت ۸۳ یا ایسے معارف سے مملو ہے کہ بجز مسیح الزمان کے کوئی انکو بیان کر سکتا ہے اور نہ یہ معارف کسی کو سوجھ سکتے ہیں جس سے حضرت اقدسؑ کا قلب مطہر نہایت ہی مصفا اور منور اور ایک شیشۂ عطر کی طرح معطر و متعنبر معلوم ہوتا ہے اگر کوئی اور نشان بھی ظاہر ہوا ہوتا تو صرف یہی تفسیر بحکم لا یمسہ الا المطھرون آپکے صدق دعوے پر گواہ ناطق اور شاہد عادل کافی تھی ہم کہانتک ناظرین کے منہ میں ایسے پُر از صدق الفاظ سے پانی بھر جاویں صرف سرورق کے دو تین شعر لکھکر اس اشتہار کو ختم کرتے ہیں جو خود مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام نے اس کے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔

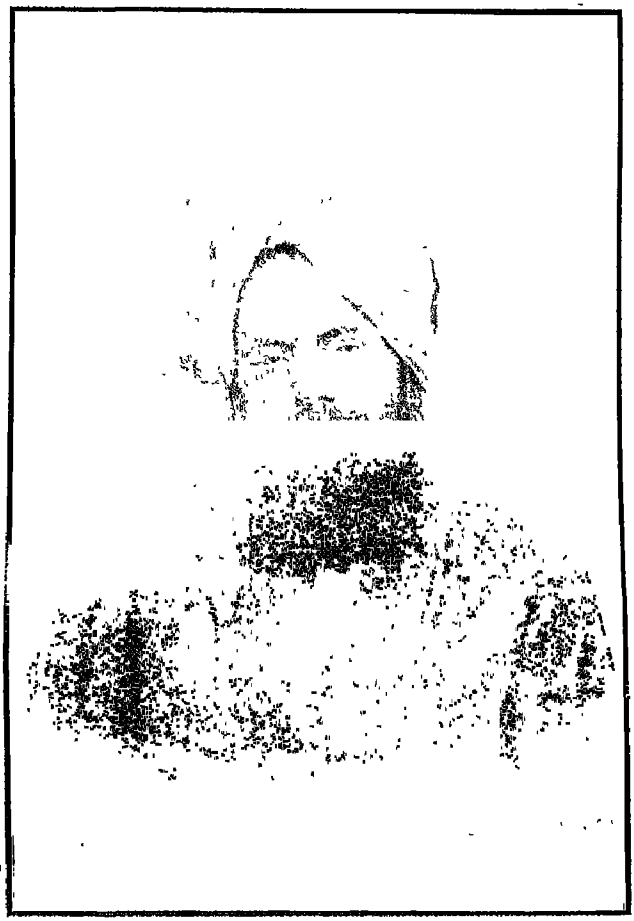
یہ دیکھیئے

آنانکہ بعد عادتِ ما حملہ ہا کنند ٭ وز راہِ جہل عربدہ ہا برملا کنند ٭ گر یک نظر کنند درین نسخۂ کتاب ٭ ہست این یقین کہ ترک عناد و ابا کنند

باور نمی کنم کہ نیاید عنادِ شاں ٭ ویں امر دیگر است کہ ترک حیا کنند

المشتہر

خاکِ نعلین نبوی مہدی حسین خادم المسیح مہتمم کتب خانہ حضرت اقدسؑ از قادیان-۲-۱ اگست ۱۹۰۹ء



حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

یہ لوگ ارادہ کر رہے ہین کہ خدا کے نور کو اپنے مونہہ کی پہونکون سے
بجھا دین اور خدا تو باز نہین رہے گا جبتک کہ
اپنے نور کو پورا نہ کرے اگرچہ کافر لوگ
کراہت ہی کرین

ہم نے طاعون کے بارے میں جو رسالہ **دافع البلا** لکھا تھا اس سے یہ غرض تھی کہ تا لوگ متنبہ ہون اور اپنے سینون کو پاک کرین اور اپنی زبانون اور آنکھون اور کانون اور ہاتھون کو ناگفتنی اور نادیدنی اور ناشنیدنی اور ناکردنی سے روکین اور خدا سے خوف کرین تا خدا تعالےٰ ان پر رحم کرے اور وہ خوفناک **وبا** جو ان کے ملک مین داخل ہو گئی ہے دُور فرما دے۔ مگر افسوس کہ شوخیان اور بھی زیادہ ہو گئیں اور زبانین اور بھی دراز ہو گئین۔ انھون نے ہمارے مقابل پر اپنے اشتہارون میں کوئی بھی دقیقہ ایذا اور سب وشتم کا اٹھا نہین رکھا اور کسی قسم کی ایذا سے دستکش نہین ہوئے مگر اُسی سے جس تک ہاتھ نہین پہونچ سکا۔ لعنت اور سب وشتم مین ترقی کی کہ شیعہ مذہب کے لوگون کو بھی پیچھے چھوڑ دیا کیونکہ شیعہ نے تو اپنے خیال مین لعنت بازی کے فن کو حرف الف سے

شروع کرکے حرف یا تک پہنچا دیا تھا یعنے ابوبکر سے یزید تک مگر یہ لوگ جو اہل حدیث اور حنفی کہلاتے ہیں انہوں نے اس کارروائی کو ناکامل سمجھ کر لعنت بازی کے دائرے کو اس طرح پر پورا کیا کہ جس شخص کو خدا نے آدم سے لیکر یسوع مسیح تک مظہر جمیع انبیاء قرار دیا تھا یعنی الف سے حرف یا تک اور پھر تکمیل دائرہ کی غرض سے الف آدم سے لیکر الف احمد تک صفت مظہریت کا خاتم بنایا تھا اُسی پر لعنتوں کی مشق کی -

فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

لیکن یاد رکھیں کہ یہ گالیاں جو ان کے منہ سے نکلتی ہیں اور یہ تحقیر اور یہ توہین کی باتیں جو اُنکے ہونٹھوں پر چڑھ رہی ہیں اور یہ گندے کاغذ جو حق کے مقابل پر وہ شائع کر رہے ہیں یہ اُنکے لئے ایک روحانی عذاب کا سامان ہے جس کو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے طیار کیا ہے دروغگوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں - کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے منصوبوں سے اور اپنے بے بنیاد جھوٹوں سے اور اپنے **افتراؤں** سے اور اپنی ہنسی ٹھٹھے سے خدا کے ارادے کو روک دیں گے یا دنیا کو دھوکہ دیکر اس کام کو معرض التوا میں ڈال دیں گے - جس کا خدا نے آسمان پر ارادہ کیا ہے - اگر کبھی پہلے بھی حق کے مخالفوں کو ان طریقوں سے کامیابی ہوئی ہے تو وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے - لیکن اگر یہ ثابت شدہ امر ہے کہ خدا کے مخالف اور اس کے ارادہ کے مخالف جو آسمان پر کیا گیا ہو ہمیشہ ذلت اور شکست اُٹھاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی ایک دن ناکامی اور نامرادی اور رسوائی درپیش ہے خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا اور نہ جائے گا - وہ فرماتا ہے :-

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ

یعنے خدا نے ابتدا سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دیدیا ہے کہ وہ اور اسکے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے پس چونکہ میں **اسکا رسول** یعنے فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی **نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اُسی نبی کریم خاتم الانبیاء**

کا نام* پاکر اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا **مظہر** بن کر آیا ہوں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنے آدم کے زمانہ سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے۔ کہ

حاشیہ یہ قول اس حدیث کے مطابق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنے والا مہدی اور مسیح موعود **میرا اسم** پائیگا اور کوئی نیا اسم نہیں لائے گا یعنی اسکی طرف سے **کوئی نیا** دعوے نبوت اور رسالت کا نہیں ہوگا بلکہ جیسا کہ ابتدا سے قرار پاچکا ہے وہ **محمدی نبوت** کی چادر کو ہی **ظلی** طور پر اپنے پر لے گا اور اپنی زندگی اُسی کے نام پر ظاہر کرے گا اور مرکر بھی اسی کی قبر میں جائیگا تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے اور یا علیحدہ رسول آیا بلکہ بروزی طور پر **وہی آیا** جو **خاتم الانبیاء** تھا۔ مگر ظلی طور پر اسی راز کے لئے کہا گیا کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جائے گا کیونکہ رنگ دوئی اُس میں نہیں آیا پھر کیونکر علیحدہ قبر میں تصور کیا جائے۔ دُنیا اِس نکتہ کو نہیں پہچانتی۔ اگر اہل دُنیا اس بات کو جانتے کہ اس کے کیا معنے ہیں کہ **اسمہٗ کاسمی ویدفن معی فی قبری**۔ تو وہ شوخیاں نہ کرتے اور ایمان لاتے اِس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی **نہیں ہوں** یعنے باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ اور میں **رسول اور نبی** ہوں یعنے باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جسمیں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا **کامل انعکاس** ہے اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعوے کرنیوالا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفےٰ اور مجتبےٰ نہ رکھتا اور نہ خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھ کو خطاب دیا جاتا بلکہ میں کسی علیحدہ نام سے آتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہانتک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو کیونکہ **ظل** اپنے اصل سے الگ ہو ہی نہیں سکتا اور ایسا کیوں کہا گیا اسمیں راز یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے **خاتم الانبیاء**

جس زمانہ مین ان مولویون اور ان کے چیلون نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے اُس زمانہ مین میری بیعت مین ایک آدمی بھی نہین تھا۔ گو چند دوست جو انگلیون پر شمار ہو سکتے تھے میرے ساتھ تھے۔ اور اِس وقت خدا تعالے کے فضل سے ستر ہزار کے

بقیہ حاشیہ ٹھیرایا ہے اور پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شان نبوت کیساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسر شان نہ ہو اس لئے خدا تعالے نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلی طور پر نبوت محمدی اس مین رکھ دی تا ایک معنے سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے *

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ خدائے حکیم علیم نے وضع دنیا دوری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہین نیک نیکون کے مشابہ اور بد بدون کے مشابہ مگر ایام میں یہ امر مخفی ہوتا ہے اور زور شور سے ظاہر نہین ہوتا۔ لیکن آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ اُمّت مرحومہ دوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اُسنے مجھے پیدا کرکے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدم ابراہیم نوح موسیٰ داؤد سلیمان یوسف یحییٰ عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت مین گویا تمام انبیاء گذشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہان تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے اُنکا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا چنانچہ قرآن شریف میں اسی کیطرف اشارہ کرتا ہے اور فرماتا ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین

پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس امت کے بعض افراد کو گذشتہ نبیوں کا کمال دیا جائیگا اور نیز یہ کہ گذشتہ قوموں کے مادہ فاسدہ بھی بعض منکروں کو دی جائینگی اور بڑی شدومد سے

قریب بیعت کرنیوالون کا شمار پہونچ گیا ہے کہ جو نہ میری کوشش سے بلکہ اُس ہوا کی تحریک سے جو آسمان سے چلی ہے میری طرف دوڑے ہین - اب یہ لوگ خود سوچ لین کہ اس سلسلہ کے برباد کرنے کے لئے کس قدر انہون نے زور لگائے اور کیا کچھہ ہزار جان کاہی

بقیہ حاشیہ

آئندہ نسلون کی گذشتہ لوگون سے مشابہتین ظاہر ہو جائینگی - چنانچہ بعینہٖ یہودیون کی طرح یہودی پیدا ہو جائینگے اور ایسا ہی نبیوں کا کامل نمونہ بھی ظاہر ہوگا اسی کی طرف سورۃ الانبیاء جزو ۱۷ مین اشارہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۔ حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ - ان آیات کا یہ منشا ہے کہ جو لوگ ہلاک کئے گئے اور دُنیا سے اُٹھائے گئے اُن پر حرام ہے کہ پھر دُنیا مین آوین بلکہ جیسے گئے سو گئے ہان یاجوج و ماجوج کے وقت مین ایک طور سے رجعت ہوگی یعنی گذشتہ لوگ جو مر چکے ہین اُن کے ساتھہ اُس زمانہ کے لوگ ایسی اتم اور اکمل مشابہت پیدا کرلیں گے کہ گویا وہی آگئے - اسی بنا پر اس زمانہ کے علما کا نام یہود رکھا گیا اور مہدی مسیح کا نام ابن مریم رکھا گیا اور پھر اسی خاتم الخلفاء کا نام باعتبار ظہور بتین صفات محمدیہ کے محمد اور احمد رکھا گیا اور مستعار طور پر رسول اور نبی کہا گیا اور اسی کو آدم سے لیکر اخیر تک تمام انبیاء کے نام دئے گئے تا وعدہ رجعت پورا ہو جائے - یہ ایک باریک دقیقہ معرفت ہے اور ابھی ہم لکھہ چکے ہین کہ سورۃ فاتحہ سے بھی التزامی طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمانون مین سے منعم علیہم بھی انبیاء گذشتہ کی طرح ہونگے اور مغضوب علیہم بھی یعنے یہودی ہونگے غرض تمام نبیون کے نزدیک زمانہ یاجوج و ماجوج زمان رجعت کہلاتا ہے یعنی رجعت بروزی نہ رجعت حقیقی - اگر رجعت حقیقی ہو تو پھر سب ہی حقیقی چاہئے نہ صرف حضرت عیسیٰ ہی - کیا وجہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رجعت تو بروزی طور پر مہدی کے لباس میں ہو اور عیسیٰ کی رجعت واقعی طور پر - شیعہ کو یہ دھوکا لگا ہے کہ انہون نے اس زمانہ کو رجعت حقیقی کا زمانہ

سکے ساتھ ہر ایک قسم کے مکر کئے یہاں تک کہ حکّام تک جھوٹی مخبریاں بھی کین خون کے جھوٹے مقدموں کے گواہ بنکر عدالتون مین گئے اور تمام مسلمانون کو میرے پر ایک عام جوش دلایا اور ہزار ہا اشتہار اور رسالے لکھے اور کفر اور قتل کے **فتوے** میری نسبت دئے۔ اور مخالفانہ منصوبون کے لئے **کمیٹیان** کین۔ مگر ان تمام کوششوں کا نتیجہ بجز نامرادی کے اور کیا ہوا۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ضرور ان کی جان توڑ کوششون سے یہ تمام سلسلہ **تباہ** ہو جاتا۔ کیا کوئی نظیر دے سکتا ہے کہ اس قدر کوششین کسی جھوٹے کی نسبت کیگئین اور پھر وہ تباہ نہ ہوا بلکہ پہلے سے ہزار چند ترقی کر گیا۔ پس کیا یہ **عظیم الشان** نشان نہین کہ کوششین تو اس غرض سے کی گئیں کہ یہ تخم جو بویا گیا ہے اندر ہی اندر نابود ہو جائے اور صفحہ ہستی پر اس کا نام و نشان نہ رہے **مگر وہ تخم بڑھا اور پھولا اور ایک درخت بنا** اور اسکی شاخین دور دور چلی گئیں اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہزارہا پرند اس پر آرام کر رہے ہیں۔ اور اس نشان کے ساتھ ایک عظیم الشان نشان یہ ہے کہ آج سے تیئیس برس پہلے براہین احمدیہ مین یہ الہام موجود ہے کہ لوگ کوشش کرین گے کہ اس سلسلہ کو مٹا دین اور ہر ایک مکر کام مین لائینگے مگر مین اس سلسلہ کو بڑھاؤں گا اور کامل

بقیہ حاشیہ: خیال کر لیا۔ مگر یہ انکی غلطی ہے۔ حدیثون سے صاف طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ آخری زمانہ مین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی دنیا مین ظاہر ہونگے اور حضرت مسیح بھی مگر دونون بروزی طور پر آئین گے نہ حقیقی طور پر۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح کے مقابل پر یہودی بھی جوش و خروش کرینگے مگر وہ یہودی بھی بروزی ہین نہ حقیقی۔ قدیم سے حدیثون مین یہ تشریح ہے کہ انہی مولویون کا نام اسوقت یہودی رکھا جائیگا۔ اور درحقیقت سورہ فاتحہ نے بکمال صفائی یہ پیشگوئی کر دی ہے کیونکہ سورہ فاتحہ مین یہ دعا سکھلائی گئی کہ ایسا نہ ہو کہ ہم وہ یہودی بنجائین جو عیسٰی علیہ السلام کے دشمن تھے پس مسلمان لوگ ایسے یہودی کیونکر بن سکتے ہین جبتک انمین بروزی طور پر مسیح موعود پیدا نہ ہو اور اسکی مخالفت کرین۔ منہ

کروں گا اور وہ ایک فوج ہو جائے گی۔ اور قیامت تک اُن کا غلبہ رہے گا اور میں تیرے نام کو دُنیا کے کناروں تک شہرت دوں گا اور جوق در جوق لوگ دور سے آئیں گے اور ہر ایک طرف سے **مالی مدد** آئے گی۔ مکانوں کو وسیع کرو کہ یہ طیاری آسمان پر ہو رہی ہے اب دیکھو کس زمانہ کی یہ پیشگوئی ہے جو آج **پوری** ہوئی۔ یہ خدا کے نشان ہیں جو آنکھوں والے انکو دیکھ رہے ہیں مگر جو اندھے ہیں ان کے نزدیک ابھی تک کوئی **نشان ظاہر** نہیں ہوا ❊

اِس صدی میں سے بیسواں سال بھی شروع ہو گیا مگر انکا **مجدد اب تک** نہ آیا۔ آسمان نے رمضان کے **کسوف خسوف** سے گواہی دی۔ اور یہ گواہی نہ صرف سُنّیوں کی کتاب دار قطنی میں درج ہے بلکہ شیعوں کی کتاب اکمال الدین نے بھی جو نہایت معتبر سمجھی جاتی ہے یہی حدیث کسوف و خسوف کی مہدی موعود کی **علامت** لکھی ہے مگر پھر بھی ان لوگوں نے صریح بے ایمانی سے اِس حدیث کو بھی **رد کر دیا**۔ کیا با وجود اتفاق دو فرقوں کے پھر بھی یہ حدیث صحیح نہیں ؟ ایسا ہی **طاعون** کی حدیث کتاب اکمال الدین میں بھی موجود ہے اور سنیوں کی کتابوں میں بھی کہ مسیح کے زمانہ میں طاعون پھیلے گی۔ مگر افسوس کہ ان لوگوں کے نزدیک یہ **نشان** بھی کچھ نشان نہیں صلیبی جوش کی حالت موجودہ نے بھی تقاضا کیا کہ آسمان سے **کوئی ایسا پیدا** ہو کہ جو اس فتنہ کو فرو کرے مگر ان کے نزدیک ابھی کچھ **حرج نہیں** ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اس اپنے بندہ کی **تائید میں ڈیڑھ سو قریب نشانات** دکھلائے جس کے ملک میں لاکھوں انسان **گواہ ہیں** جو عنقریب ایک نقشہ کی صورت میں **شائع** کئے جائیں گے مگر ان لوگوں کے نزدیک اب تک کوئی **نشان** ظاہر نہیں ہوا اب نہ معلوم یہ نشان کس کو کہتے ہیں ؟ اس کا جواب خدائے قادر خود ہی دے گا۔ کیونکہ اگر وہ **ارادہ کرے** تو بڑے سے بڑے کج طبع کو قائل کر سکتا ہے۔ چونکہ اس رسالہ میں اختصار منظور ہے اِس لئے ہم اس سے زیادہ لکھنا نہیں چاہتے ہمارا اور اِن لوگوں کا آسمان پر مقدمہ دائر ہے۔ وہ حقیقی بادشاہ جو آسمان اور زمین کا مالک ہے وہ ایک دن اس مقدمہ کو فیصلہ

کردے گا۔ یہ بات ہر ایک راستباز کے نزدیک مسلم ہے کہ دو گروہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ضرور لعنتی زندگی رکھتے ہیں۔ (۱) اول وہ شخص اور اُسکی جماعت جو خدا تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں اور جھوٹھ اور جعلی طریق سے دنیا میں فساد اور پھوٹ ڈالنا چاہتے ہین۔ (۲) دوسرے وہ گروہ جو ایک سچے منجانب اللہ کی تکذیب اور تحقیر کرتے ہیں۔ اس کا زمانہ پاتے ہین اُس کے نشان دیکھتے ہین اور اُسکی حجت کو اپنے پر سے اُٹھا نہیں سکتے مگر پھر بھی اُسکو ایذا دینے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہین اور ہر ایک پہلو سے کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اُسکو نابود کردیں۔ اب اس بات کا خدا سے بڑھکر کس کو علم ہے کہ یہ دو گروہ جو اس وقت موجود ہین یعنے میں اور میرے وہ مخالف جو مجھے گالیان دیتے اور ہر ایک طور سے دُکھ پہونچاتے ہین اور میری موت چاہتے ہین۔ ان دونوں گروہون میں سے وہ گروہ کون ہے جسکی لعنتی زندگی ہے اور وہ گروہ کون ہے جسکو بہت برکتین دی جائین گی۔ اس راز کو بجز خدا کوئی نجومی نہین جانتا نہ رمّال اور نہ کوئی قیافہ سے کام لینے والا۔ یہ راز میرے خدائے قادر کا ایک سربستہ راز ہے۔ اسی راز کے انکشاف پر سب فیصلے ہو جائین گے۔ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ پر اگر وہ خدا کی طرف سے ہے تو کیا خدا اسکو چھوڑ دے گا نہیں بلکہ وہ دن نزدیک ہین جو خدا اپنے زبردست حملون سے اسکی سچائی ثابت کردے گا۔ جہنم کے عذابوں میں سے کوئی عذاب حسرت جیسا نہیں وہ حسرت جو سچے کے رد کرنے مین ہوتی ہے اور وقت گذر جاتا ہے۔ لیکن اب جس امر کے لکھنے کے لئے ہم نے ارادہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا رسالہ **دافع البلاء** جو طاعون کے بارے میں شائع ہوا تھا اس کے مقابل پر ہمارے ظالم طبع مخالفون نے طرح طرح کے افتراؤن سے کام لیا ہے اور اس قدر جھوٹ کی نجاست کھائی ہے کہ کوئی نجاست خور جانور اُس کا مقابلہ نہیں کرسکیگا ہمیں تعجب ہے کہ کہان تک ان لوگون کی نوبت پہنچ گئی کہ وہ دیکھتے ہوئے نہین دیکھتے اور سنتے ہوئے

نہیں سُنتے اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ اُن میں سے جھوٹ بولنے کا سرغنہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر ہے جو بارہا دروغگوئی کی رسوائی اُٹھا چکا ہے اور پھر باز نہیں آتا۔ وہ میری نسبت آپ ہی اقرار کرتا ہے کہ انہوں نے قادیان کے بارے میں صرف اس قدر الہام شائع کیا ہے کہ اسمیں تباہی ڈالنے والی طاعون نہیں آئیگی ہاں اگر کچھ کیس ہو جائیں جو موجب افراتفری نہ ہوں تو یہ ہو سکتا ہے اور پھر اپنے دوسرے پرچوں میں غوغا و پر فریاد کر رہا ہے کہ قادیان میں طاعون آگئی۔ اگر اوسکی فطرت کو ایمانداری اور انصاف اور شرم میں سے کچھ حصہ ہوتا تو اس فضول بحث کا نام ہی نہ لیتا۔ کیونکہ اگر قادیان میں بباعث عام بخار کے جو موسمی تھا دو تین آدمی مر بھی گئے تو کس ڈاکٹر نے تصدیق کی تھی کہ وہ طاعون ہے۔ کیا قادیان کے احمق اور جاہل اور کمینہ طبع بعض آریہ یا اور کوئی اُن کا ہم مادہ جو حق اور سچائی سے دلی کینہ رکھتے ہیں اور اونکی کھوپری میں یہ عقل ہی نہیں جو طاعون کس کو کہتے ہیں اُنکی شرارت آمیز کسی تحریر سے ثابت ہو گیا جو قادیان میں طاعون پھوٹ پڑی اُن کے ایمان اور دیانت پر خود طاعون کا پھوڑا نکلا ہوا ہے جس سے جان بری مشکل ہے۔ ماسوا اسکے اگر اڈیٹر پیسہ اخبار کو دیانت اور سچائی سے کچھ غرض ہوتی تو اس کو ثابت کرنا چاہئے تھا کہ کس اشتہار یا رسالہ میں ہمنے یہ بھی لکھا ہے کہ قادیان میں کبھی طاعون نہیں آئیگی اور کبھی ایک کیس بھی نہ ہو گا بلکہ رسالہ دافع البلاء جو پانچہزار شایع کیا گیا ہے اس کے صفحہ ۵ کے حاشیہ میں بتصریح تمام یہ عبارتیں لکھی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں :۔

طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جس کا نام **طاعون جارف** ہے یعنے جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہیں اور کتوں کیطرح مرتے ہیں یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے (اور کم سے کم آبادی کا ایک عشر لیتی ہے ورنہ نصف تک یا تین حصے پانچ حصوں میں سے کھا جاتی ہے) پس اس کلام الٰہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی۔ اسی کی تشریح دوسرا الہام کرتا ہے **لولا الاکرام لھلک المقام** یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا۔ اِس الہام سے دو باتیں سمجھی جاتی ہیں (۱) اول یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب

قرار دا نتشار نہ ہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے (۲) دوسرے یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں اُنکے شہروں اور دیہات میں ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑے گی (اگر توبہ نہ کریں) اور یہانتک ہوگا کہ لوگ بیحواس ہو کر ہر طرف بھاگیں گے۔ اور ہم **دعوی** سے لکھتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑیگی جو گاؤں کو ویران کرنیوالی اور کھاجانے والی ہوتی ہے۔ مگر اسکے مقابل پر دوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہونگی (اگر توبہ نہ کریں) **تمام** دنیا میں ایک قادیان ہی ہے جس کے لیئے اُسے یہ **وعدہ ہوا** گو پہلے سے حرم رسول کیلئے بھی ایک وعدہ ہے۔ یہ ایام الصلح کی عبارت ہے جو صفحہ مذکور میں درج ہے جسکو ہمنے لفظ بلفظ اس جگہ نقل کر دیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارا ہرگز یہ دعوی نہ تھا کہ قادیان طاعون سے بالکل محفوظ رہیگی۔ ہم نے عام لوگوں کے سامنے یہ **عبارت** جو دافع البلاء میں شائع ہو چکی ہے رکھدی ہے تا خود لوگ پڑھ لیں اور پھر انصافاً بتلادیں کہ ہمارے پر یہ **الزام** کہ گویا ہمنے اس رسالہ میں یہ دعوے کیا ہے کہ قادیان کے نزدیک طاعون نہیں آئیگی اور ایک بھی کیس نہیں ہوگا۔ کیا یہ **ایمانداری** ہے یا بے ایمانی؟ ہم خود منتظر ہیں کہ اس وحی اللہ کے مطابق قادیان میں صاف اور صریح طور پر بعض **کیس طاعون** ہوں لیکن ابتک جو کچھ پیسہ اخبار اور بعض دوسرے جلد باز اڈیٹروں نے لکھا ہے کہ قادیان میں **سات کیس** ہو چکے ہیں وہ تحریریں صرف تین قسم کے واقعات کا مجموعہ ہیں۔ (۱) اول ایسی تحریریں جو محض جھوٹ اور افترا ہیں یعنی ایسے لوگوں کی نسبت خواہ نخواہ جھوٹی خبریں موت کی شائع کیگئی ہیں **جو ابتک زندہ موجود** ہیں۔ نہ وہ بیمار ہوئے نہ اُن کو طاعون ہوئی۔ یہ اول درجہ کا جھوٹ ہے جس کے ارتکاب سے پیسہ اخبار نے بے ایمانی کا بڑا حصہ لیا ہے۔ اور ناحق شریف اور معزز لوگوں کا دل دکھایا ہے۔ اسکو سوچنا چاہئیے کہ اگر یہ خلاف واقعہ خبر اُسکے عزیزوں تک پہنچائی جائے کہ مجبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار طاعون سے مرگیا تو کیا انکو کچھ صدمہ پہنچے گا یا نہیں تو پھر وہ جواب دے کہ ایسا جھوٹ اس نے کیوں بولا اور کس غرض سے بولا اور کیوں خلاف گوئی کی نجاست کھا کر شریف اور معزز لوگوں کو دکھ دیا۔ کیا یہ **لعنتی زندگی** نہیں کہ ناحق

کینہ وری کی راہ سے جھوٹ بولا جائے۔ جنکو وہ کمال بیحیائی سے مُردوں میں داخل کرتا ہے وہ تو ایک دن کیلئے بھی بیمار نہ ہوئے اور نہ گاؤں سے باہر نکالے گئے۔ مثلاً جیسا کہ پیسہ اخبار نے اخویم مکرم مولوی حکیم نوردین صاحب کی نسبت شائع کیا کہ انکی کوئی رشتہ دار عورت طاعون سے مرگئی اور بعض نے یہ مشہور کیا کہ وہ مولوی صاحب کی ساس تھی۔ اور بعض خبیثوں نے یہ شہرت دی کہ وہ آپ کی بیوی تھی حالانکہ نہ ساس نہ بیوی نہ کوئی اور رشتہ دار مولوی صاحب موصوف کا طاعون سے فوت ہوا اور نہ گاؤں ہی باہر نکالا گیا یہ کس قدر خباثت اور بیایمانی ہے کہ ایسے صریح جھوٹ جنکی کچھ بھی اصلیت نہیں ایسے اخبار میں درج کئے جائیں جس کے کئی ہزار پرچے ہفتہ وار شائع ہوتے ہیں افسوس کہ اس شخص نے ناحق مولوی صاحب موصوف کے عزیزوں اور رشتہ داروں کو رنج پہونچایا اور بے وجہ دلوں کو صدمہ پہنچا کر سخت دل آزاری کا موجب ہوا۔ اسکو کیا خبر نہیں تھی کہ قادیان میں اکثر آریہ وغیرہ مذہب اسلام سے اور بالخصوص اس جماعت سے سخت عداوت رکھتے ہیں اور اِن لوگوں کے نزدیک جھوٹ بولنا شیر مادر ہے شیاطین ہیں نہ انسان پھر کیوں اور کس وجہ سے انکی ایسی جھوٹی خبروں کو اخبار میں درج کر کے شائع کیا گیا اب جواب کا کون ذمہ دار ہے کہ اس قدر گندے جھوٹ سے ایک جماعت کا دل دُکھایا گیا۔ ایسا شخص جو ملک میں بے امنی پھیلانا چاہتا اور زندوں کو مار رہا ہے اور اپنے اندرونی کینوں کی وجہ سے امن عامہ کا دشمن ہے بیشک وہ اِس لائق ہے کہ قانون کی حد تک اِس سے مواخذہ ہو کہ اِس نے ایسا گندہ اور دلآزار جھوٹ ملک میں پھیلایا۔ اور اخویم مکرم مولوی نوردین صاحب کے اقارب کی نسبت ایک بے اصل صدمہ پہونچانے والی بات کو شہرت دی اور بہت سے دلوں کو صدمہ پہنچایا۔ اور نہ صرف اِسی قدر بلکہ پہلے فرضی طور پر زندہ کو مارا اور پھر اُس فرضی میت کی تذلیل کی ٭

کیا اخبار کا یہی فرض ہوتا ہے کہ ہر ایک روایت بغیر تفتیش اور تنقید کے شایع کر دیجائے ہمیں تو کچھ انگریزی قانون کا حال معلوم نہیں اگر گورنمنٹ نے اپنے قانون میں اخبار نویسوں کو یہ اجازت دے رکھی ہے کہ ایسے بے اصل بہتان جن سے دلوں کو آزار اور صدمہ پہنچتا ہے بیدھڑک شائع کر دیا کریں تب تو کوئی چون و چرا کی جگہ نہیں ورنہ گورنمنٹ پبلک پر احسان کریگی اگر ایسے گندے

اور ناپاک اور دل آزار جھوٹوں کے شائع کرنیکی وجہ سے پیسہ اخبار سے باز پرس کرے اور ایسی جھوٹی تمنون کا اس سے ثبوت طلب کرے اور قانون کی حد تک اسکو پوری سزا کا مزہ چکھاوے

غور کا مقام ہے کہ ایک تو قہری طور پر ملک میں طاعون نے تشویش پھیلا رکھی ہے اور دوسرے اس جھوٹی طاعون کے شایع کرنے کا پیسہ اخبار نے ٹھیکہ لے لیا ہے - پھر اگر ایسی صورت میں یہ گورنمنٹ جو رعایا کی ہمدرد ہے ایسے کھلے کھلے جھوٹ کے وقت میں جس کا نہایت دلیری سے ارتکاب کیا گیا ہے ایسے مونہہ پھٹے انسان سے مواخذہ نہ کرے تو نہ معلوم دروغگوئی میں کس حد تک اس شخص کا حال پہنچ جائیگا - اور کن کن دلوں کو بیوجہ دُکھائیگا - ہنوز ابتدائی حالت ہے تھوڑی سزا سے بھی تنبیہ ہوسکتی ہے - پس کم سے کم دروغگوئی کی یہ سزا ہے کہ بلا توقف اسکی یا اخبار بند کر دی جاوے یا علاوہ اسکے اور کوئی مناسب سزا دی جاوے اور اگر گورنمنٹ کو اس ہماری تحریر میں شبہ ہو تو اپنے کسی افسر کو قادیان میں بھیجکر تحقیق اور تفتیش کرلیں کہ کیا یہ تحریر واقعی ہے یا غیر واقعی بدقسمت اڈیٹر نے اس گندے جھوٹ سے خود اپنے تئیں پبلک کے سامنے اور نیز گورنمنٹ کے سامنے ایک دروغگو اور مفتری ثابت کر دیا ہے اور افسوس تو یہ ہے کہ اس جھوٹ سے اسکو کچھہ فائدہ نہیں ہوا کیونکہ اصل مطلب اس دروغگوئی سے اس کا یہ تھا کہ تا اس بات کو ثابت کرے کہ گویا ہمنے اپنے رسالہ دافع البلا میں یہ لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون ہرگز نہیں آئیگی اور طاعون آگئی - کاش اگر وہ رسالہ دافع البلا کو ذرہ غور سے پڑھ لیتا اور اسکے صفحہ پانچ کے حاشیہ کو دیکھ لیتا جس کو ہمنے اس رسالہ میں نقل کر دیا ہے تو اس دروغگوئی کی لعنت سے بچ جاتا اسکا یہ عذر صحیح نہیں ہوگا کہ بدبخت شریروں اور جھوٹوں نے قادیان سے بیجھے خبر دی اس لئے میں نے جھوٹ کو شایع کر دیا کیونکہ شایع کرنے کا ذمہ وار وہ ہے نہ کوئی اور شخص بلکہ اس نے تو ساتھ ہی دوسرے چند اخباروں کو بھی آلودہ کیا - اس کو خوب معلوم تھا کہ قادیان کے آریہ اسوقت سے جبکہ لیکھرام کے حق میں پیشگوئی پوری ہوئی دل سے اس سلسلہ کیساتھ عناد رکھتے ہیں اور بعض دوسرے مذہب بھی انکے ہمزنگ ہیں پھر وہ کیونکر ایسے امین ٹھہر سکتے ہیں کہ ان کے بیان کی تفتیش ضروری نہیں اور با این ہمہ پیسہ اخبار اس بات کو بھی مخفی نہیں رکھہ سکتا کہ وہ آدم کے سانپ کیطرح

اِس سلسلہ کا پورا دشمن اور معاند ہے پس اسمین کیا شک ہے کہ اُسی عناد کی وجہ سے یہ اخبار جھوٹ کا اُس نے اپنے اخبار مین درج کر دیا ہے۔

پھر اسی پرچہ مین وہ لکھتا ہے کہ مولا چو کیدار کی بیوی بھی طاعون سے فوت ہو گئی حالانکہ وہ اِسوقت تک قادیان مین زندہ موجود ہے۔ ہر ایک شخص سوچ لے کہ اِس شخص نے کیا وتیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ زندون کو مار رہا ہے۔ کیا ایک ایڈیٹر اخبار کی قلم سے ایسے خطرناک جھوٹھ شائع ہونا اور دلون کو آزار پہنچانا موجب نقض امن نہین ہے جس شخص کے اخبار کے ہر ہفتہ مین ہزار ہا پرچے شائع ہوتے ہین قیاس کرنیکی جگہ ہے کہ وہ کس قدر خلاف واقعہ ماتم کی خبرون سے بیگناہ دلون کو دُکھ دے رہا ہے اور دُنیا مین بے امنی پھیلا رہا ہے۔ ایک تو آسمان سے انسانون پر آفتی مصیبت ہے اب دوسری مصیبت یہ پیدا ہو گئی ہے جو پیسہ اخبار کے ذریعہ سے ملک مین پھیلتی جاتی ہے نہ معلوم اس ملک کے لوگ ایسے گندے اخبار سے کیا فائدہ اُٹھاتے ہین اور کچھ معلوم نہین ہوتا کہ کیون گورنمنٹ عالیہ اس موذی اخبار کے بند کرنے مین توقف کر رہی ہے کیونکہ ایک گندے اخبار کا بند ہونا لاکھون دلون کو آزار پہونچنے سے بہتر ہے۔

(۲) دوسرا طریق **افترا** کا جو پیسہ اخبار نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ صرف **فرضی نام** لکھ کر ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ قادیان مین طاعون سے مرے ہین حالانکہ اِن نامون کا کوئی انسان قادیان مین نہین مرا۔ مثلاً وہ لکھتا ہے کہ مسمی مولا کی لڑکی طاعون سے مری ہے حالانکہ مولا مذکور کے گھر مین کوئی لڑکی پیدا ہی نہین ہوئی۔ ایسا ہی وہ لکھتا ہے کہ ایک صدرو باقندہ طاعون سے مرا ہے حالانکہ اِس گاؤن مین صدرو نام کوئی باقندہ ہی نہین جو کہ طاعون سے مر گیا ہو۔ نہ معلوم اس کو یہ کیا سوجھی کہ فرضی طور پر نام لکھ کر انکو طاعونی اموات مین داخل کر دیا شائد اِس لئے ایسا کیا گیا کہ تا کچھ پتہ نہ چل سکے اور جاہل لوگ سمجھ لین کہ ضرور ان نامون کے کوئی لوگ ہونگے جو مرے ہونگے۔

(۳) تیسرا طریق **افترا** کا جو پیسہ اخبار نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ بعض آدمی فی الحقیقت مرے تو ہین مگر وہ کسی اور حادثہ سے مرے ہین نہ طاعون سے اور اس نے محض چالاکی اور شرارت سے طاعون کی اموات مین داخل کر دیا ہے مثلاً وہ اپنے اخبار مین بڈھا تیلی کے لڑکے کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ طاعون سے مرا ہے

حالانکہ تمام گاؤں جانتا ہے کہ وہ دیوانہ کتے کے کاٹنے سے مرا تھا اور جیسا کہ معمول ہے سرکاری طور پر اسکی موت کا نقشہ طیار کیا گیا اور کتے کے کاٹنے کی تاریخ وغیرہ اسمین لکھی گئی پھر یہ کیسی پیسہ اخبار کی ایمانداری ہے کہ ایسے جھوٹون کو جن سے گورنمنٹ پر بھی حملہ ہے اپنے اخبار مین شائع کیا گویا گورنمنٹ نے اپنی ملازمون کے ذریعہ سے عمداً طاعون کے کیس کو چھپایا اور اپنے نقشون مین دیوانہ کتے سے مرنا درج کیا۔ مگر پیسہ اخبار نے گورنمنٹ کا یہ جھوٹ پکڑ لیا پس جبکہ پیسہ اخبار کی یہانتک نوبت پہنچ گئی ہے کہ وہ بلا دھڑک گورنمنٹ کے تحقیق کردہ امور کے برخلاف جھوٹ بولتا ہے تو کس قدر وجود اس کا خطرناک ہے۔ اڈیٹرون کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ سچائی کو دنیا مین پھیلاوین نہ جھوٹ کو اسلئے ہم بار بار کہتے ہین کہ ایسے گندے اور ناپاک اخبار دنیا کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتے ہین اور جھوٹ جو ایک نہایت پلید اور ناپاک چیز ہے اسکو دنیا مین رائج کرتے ہین ابھی ہمین معلوم نہین کہ ہماری مخالفت کے جوش مین کہانتک یہ شخص جھوٹ سے کام لیگا اور کس قدر فرضی طور پر نامردہ لوگون کو طاعون سے ماریگا۔ اسی افترا کی قسم مین سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ شخص چوکیدار کی موت کو بھی طاعون سے لکھتا ہے حالانکہ ایک عرصہ ہوا کہ وہ غریب کچھ مدت تپ سے بیمار رہکر بقضائے الٰہی فوت ہوا ہے چنانچہ سرکاری کتاب مین اسکی موت اور مولا چوکیدار کی موت کا باعث بخار ہی لکھا ہے پھر کیا ممکن ہے کہ سرکار مین جھوٹی خبر دیگئی۔ ہان اسمین شک نہیں کہ جیسا کہ ہمیشہ گرمی کی شدت کی وجہ سے بخار ہوتا ہے قادیان مین بھی بخار رہا ہے اور اندازہ کیا گیا ہے کہ ایک سو سے زیادہ لوگون کو بخار ہوا ہوگا اور خود ایک دو دن مجھے اور ہمارے بچون کو بھی بخار ہوا۔ مدرسہ کے بعض لوگون کو بھی بخار ہوا اور عام طور پر گاؤن مین بہتون کو بخار ہوا۔ اسی کثرت بخار کے سلسلہ مین چند آدمی بخار سے فوت بھی ہوگئے جن مین سے بعض چند ماہ کے بیمار تھے اور بعض تپ محرقہ سے فوت ہوئے اور جہانتک ہمین علم ہے ایسے آدمی دو یا تین سے زیادہ نہین جو قریباً سو آدمی مین سے جو مبتلائے بخار تھے جان بر نہ ہو سکے۔ اب کیا اسکو **طاعون کہنا چاہئے**؟ چاہئے شرم ہے کیا گرمی کے موسم مین اس سے پہلے کبھی بخار نہین ہوئے بلکہ بعض برسون مین جبکہ طاعون کا دنیا مین نام و نشان نہ تھا اسی موسم مین اسی گاؤن قادیان مین بعض لوگ تپ محرقہ سے تیس تیس کے قریب مر گئے تھے اب تو خدا کا

فضل سے موت بہت کم ہے۔ غرض یہ معمولی وبائین ہین جو اس موسم مین آتی ہین۔ اور جاہل لوگ جن کو
فن طبابت کی کچھ بھی خبر نہین ہر ایک بیمار کو ناحق طاعون بنا دیتے ہین اور ایسے اڈیٹر جو اجہل الجہلاء
ہین وہ جاہلون کی باتون کو ایسا قبول کر لیتے ہین کہ گویا ایک بڑے اور تجربہ کار ڈاکٹر نے اُن کو خبر دی ہے
حالانکہ طاعون کی مرض ایسی ہے کہ اُسکی تشخیص کرنے مین بڑے بڑے ڈاکٹرون کی عقل بھی چکر کھا
جاتی ہے۔ عجیب تر یہ ہے کہ بعض وقت بیمارون کو پھوڑے نکلتے ہین پھر بھی وہ طاعون نہین ہوتی۔
اس لئے یہ امر بڑا مشکل امر ہے۔ گذشتہ دنون مین مشہور ہوا تھا کہ دہلی مین طاعون پھوٹ پڑی لیکن تحقیقات
کے بعد یہی ثابت ہوا کہ وہ ایک قسم کے محرقہ تپ ہین نہ طاعون۔ اور خود طاعونین بھی دو قسم کی ہوتی ہین
ایک وبائی اور ایک غیر وبائی۔ وبائی وہ ہوتی ہین جو جلد جلد پھیلتی ہین اور متعدی ہوتی ہین اور موتین
تیز قدم کے ساتھ بڑھتی جاتی ہین اور غیر وبائی طاعونین خوفناک طور پر نہیں پھیلتین وہ زہرناک پھنسیان
ہین جو کبھی کان مین نکلتی ہین اور کبھی ہتھیلی ہین اور کبھی چھاتی پر اور کبھی ناک پر اور کبھی کان کے پیچھے
اور کبھی لب پر اور کبھی کسی انگلی پر اور کبھی کسی اور حصہ بدن پر۔ یہ سب طاعونین ہین اگر یہ انسانون مین زور
کیساتھ نہ پھیلین اور کثرت موت کا موجب نہ ہون تو اُس وقت تک یہ وبائی طاعون نہیں کہلاتین۔
غرض اس مرض کی تشخیص بہت مشکل ہے اور خود بڑے بڑے طبیب اسمین غلطیان کھا سکتے ہین۔
چہ جائیکہ جاہل بازاری جو اس کوچہ سے محض ناواقف اور انسانیت سے بہت ہی تھوڑا حصہ رکھتے ہین اس
مرض مین ایک اور خاصیت ہے کہ تیزی کے زمانہ مین جبکہ موتون کا گرم بازار ہوتا ہے ہولناک حملے اس
کے ہوتے ہین اور پھر جب موسم کی تبدیلی سے اور یا اندرونی اسباب سے جنکا انسانون کو پورا علم نہین
اسکی تیزی کم ہوتی جاتی ہے تو بعض انسانون پر اسکا ایسا اثر خفیف ہوتا ہے کہ اسکا پھوڑا ایک معمولی
پھوڑا اور اسکا تپ ایک معمولی تپ ہوتا ہے اور درحقیقت اس حالت کا نام طاعون نہین بلکہ وہ زہریلی مرض
ایک معمولی مرض کیطرف منتقل ہو جاتی ہے *

اب ہم نصیحتاً کہتے ہین کہ آئندہ پیسہ اخبار ایسے افتراؤن اور قابل شرم جھوٹوں سے باز آجائے ورنہ
ہم نہین سمجھ سکتے کہ یہ جھوٹ ہمیشہ اس کو ہضم ہو سکین اور افسوس کہ بعض اور بھی کے سفلہ طبع بھی اپنے

اشتہاروں مین پیسہ اخبار کے **نقش قدم** پر چلے ہین۔ بعض نے یہانتک جھوٹ بولا ہے کہ گویا ہماری
جماعت مین ہی طاعون پھوٹ پڑی ہے اور گویا قادیان مین وہ طاعون پیدا ہو گئی ہے جو طاعون
جارف کہلاتی ہے۔ اِنکے جواب مین بجز اسکے ہم کیا کہین کہ لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن وہ یاد
رکھین کہ خدا تعالی کی یہی قدیم سُنت ہے کہ جس گاؤن یا شہر مین خدا کی طرف سے کوئی مرسل آتا ہے وہ جگہ نسبتی
طور پر **دار الامن** ہو جاتی ہے اور یہین وہ بجز اس اور دیوانہ کرنیوالی تباہی **نہین پڑتی** جسمین لوگ
پروانون کیطرح مرتے ہین ہان موت کا دروازہ بھی بند نہین ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ **مکہ معظمہ**
اور مدینہ **منوّرہ** کے **دَارُالْاَمَان** ہونے مین بہت سی حدیثین آئی ہین اور قرآن کریم نے بہی
اسکی تصدیق کی ہے مگر پھر بہی بعض اوقات انسانی برداشت تک مکہ معظمہ مین ہیضہ پھوٹ پڑتا ہے اور
ایسا ہی مدینہ منوّرہ مین بہی کئی وارداتین ہو جاتی ہین مگر ان وارداتون سے اِن دونو حرمین شریفین کے دار الامن
ہونے مین فرق نہین آتا۔ اِسی طرح ہمین اِس سے انکار نہین کہ قادیان مین بہی کبہی وبا پڑے یا کسی معمولی
حد تک طاعون سے جانوں کا نقصان ہو لیکن یہ ہرگز نہین ہوگا کہ جیساکہ قادیان کے اِردگرد تباہی
ہوئی یہان تک کہ بعض گاؤن موت کی وجہ سے خالی ہو گئے یہی حالت قادیان پر بہی آوے کیونکہ وہ
خدا جو قادر خدا ہے اپنے پاک کلام مین وعدہ کر چکا ہے جو قادیان مین تباہ کرنیوالی طاعون نہین پڑیگی
جیساکہ اس نے فرمایا لَوْلَا الْاِکْرَامُ۔ لَھَلَکَ الْمَقَامُ۔ یعنے اگر مجھے تمہاری عزت ظاہر کرنا ملحوظ نہوتا
تو مین اِس مقام کو یعنی قادیان کو طاعون سے فنا کر دیتا۔ یعنے اس گاؤن مین بھی بڑے بڑے خبیث اور شریر اور
ناپاک طبع اور کذاب اور مفتری رہتے ہین وہ اس لائق تھے کہ قہر الٰہی سب کو ہلاک کر دیوے مگر مین ایسا کرنا
نہین چاہتا کیونکہ درمیان مین تمہارا وجود بطور شفیع کے ہے اور تمہارا اکرام مجھے منظور ہے اِسلئے مین اِس مرتبہ
سزا سے درگزر کرتا ہون کہ ایک خوفناک تباہی اور موت اِن لوگون پر ڈالدون تاہم بکلی بے سزا نہین چھوڑونگا
اور کسی حد تک وہ بہی عذاب طاعون مین سے حصہ لین گے تا شریرون کی آنکھین کہلین۔ ماسوا اسکے اگر
قادیان مین ایسی طاعون آوے جیساکہ گردو نواح مین بعض جگہ یہ صورتین پیدا ہوئین کہ دیہات مین صدہا لوگ
مرے اور کئی دیہات تباہ ہو گئے اور بہت سے گھر ایسے ہو گئے کہ بجز شیر خوار بچون کے ان مین کوئی بھی نہ رہا۔

تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ جماعت جو قادیان میں بیٹھی ہے وہ سب مع ان کے امام کے تباہ ہوں گے اور سب طاعون سے مرینگے اور یہ خدا کو منظور نہیں کیونکہ یہ اسکی قوم ہے جو اس نے طیار کی ہے اور یہ جو بھیجا گیا ہے یہ اسکے ہاتھ کا پودہ لگایا ہوا ہے۔ پس کیونکر وہ اپنے باغ کو خود کاٹ دیوے جو اُسنے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ پس اس لئے اور اسی غرض سے تمام گاؤں کو تخفیف عذاب کی بشارت دی گئی ہے یہ ایسی ہی مثال ہے کہ مثلاً ایک جہاز میں ایک خدا کا برگزیدہ سوار ہو تا وہ کسی ملک میں جا کر تبلیغ کرے اور اس حالت میں سمندر میں طوفان آوے۔ پھر بسنت اللہ کے موافق یہ ضروری امر ہے کہ اس جہاز میں بہت سے ایسے لوگ سوار ہوں کہ جو غرق کرنیکے لائق ہوں مگر وہ اس شخص کیلئے غرق نہیں کئے جاوینگے کیونکہ ان کے غرق ہونے سے اس برگزیدہ پر بھی صدمہ آتا ہے اور یہ خدا کو منظور نہیں۔ یاد رہے کہ معمولی حد تک موتیں ایک محفوظ جہاز میں بھی ہو جاتی ہیں مگر وہ جہاز کے مسافروں کی بے امنی کو اس حد تک نہیں پہونچاتیں کہ وہ بیحواس ہو کر جہاز پر سے کود پڑیں اور سب ایک زبان سے ہائے وائے کے نعرے نکالیں۔ مگر یہ خوفناک موتیں جو جہاز کسی ٹھوکر سے یکدفعہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اسمیں بیٹھنے والے یکبارگی پانی میں بہ جائیں اور سمندر کی لہریں انکو ڈھانک لیں یہ عظیم حادثہ ہے اور ایسا مہلک حادثہ کبھی اس حالت میں نہیں ہوتا جبکہ ایسے جہاز میں خدا کا کوئی نبی اور رسول اور برگزیدہ بیٹھا ہو بلکہ اسکے طفیل اور اسکی شفاعت سے دوسرے لوگ بھی کنارہ پر سلامت پہنچائے جاتے ہیں تا خدا کا ایک کامل بندہ جو خدا کے جلال کیلئے سفر کر رہا ہے اس تشویش اور تباہی میں شریک نہ ہو اور تا وہ کام معطل نہ رہ جائے جس کام کے لئے اس نے سفر کیا ہے۔ اسی سنت اللہ کے موافق قادیان کیلئے انّہ اٰوی القریۃ کا الہام صادر ہوا تا خدا کے کاموں میں حرج نہ ہو ورنہ قادیان سب سے پہلے فنا کرنیکے لائق تھی کیونکہ یہ لوگ نزدیک ہو کر پھر دور ہیں اور بہتوں کا خدا پر ایمان نہیں اور نہ چاہتے ہیں کہ اپنا ناپاک چولہ اتار کر حق کو قبول کریں۔ غرض یہ سنت اللہ ہے کہ جس گاؤں یا شہر میں خدا کا کوئی فرستادہ نازل ہو تو وہ گاؤں یا شہر نہ تو طاعون سے تباہ اور ہلاک ہوتا ہے اور نہ کسی اور وبا سے اور نہ کسی آتش فشان پہاڑ سے ہلاک کیا جاتا ہے۔ ہاں معمولی موتیں خواہ طاعون سے ہوں خواہ ہیضہ

سے خواہ کسی اور سبب سے وہ سب انسانی برداشت کی حد تک نہیں ہو سکتی ہیں کیونکہ وہ اس مامور کی کارروائی کی حاجت نہیں ہیں۔ پس جس الہام کو ہمنے قادیان کے بارے میں شائع کیا ہے اسکا یہی مطلب ہے اس سے زیادہ نہیں۔

بعض آدمی یہ اعتراض پیش کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں امن اور آسائش کا زمانہ ہونا چاہئیے تہا نہ کہ طاعون ملک میں پہیلے اور قحط پڑے اور طرح طرح کے اسباب سے کثرت موت ہو۔ ان امور باطلہ کا یہ جواب ہے کہ انسان کا اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف سے حکم چلاوے کہ یون ہونا چاہئیے تہا اور اس طرح ہونا چاہئیے تہا۔ خدا تعالی کی کتابون میں بہت تصریح سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ضرور طاعون پڑیگی اور اس مری کا انجیل میں بہی ذکر ہے اور قرآن شریف میں بہی اللہ تعالی فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا الخ یعنے کوئی بستی ایسی نہیں ہوگی جسکو ہم کچھ مدت پہلے قیامت سے یعنی آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہے ہلاک نہ کر دین یا عذاب میں مبتلا نہ کرین۔

یاد رہے کہ اہلسنت کی صحیح مسلم اور دوسری کتابون اور شیعہ کی کتاب اکمال الدین میں بتصریح لکہا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی بلکہ اکمال الدین جو شیعہ کی بہت معتبر کتاب ہے اس کے صفحہ ۳۴۸ میں اول چار حدیثین کسوف خسوف کے بارہ میں لایا ہے اور امام باقر سے روایت کرتا ہے کہ مہدی کی نشانیون میں سے یہ ہے کہ قبل اسکے کہ وہ قائم ہو یعنی عام طور پر قبول کیا جاوے رمضان میں کسوف خسوف ہوگا

+ حاشیہ حضرت مسیح بروز جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑہائے گئے تہے جب وہ چند گہنٹہ کیلون کی تکلیف اٹہا کر بیہوش ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو یکدفعہ سخت آندہی اوٹہی اور اس سے سورج اور چاند دونون کی روشنی جاتی رہی اور تاریکی ہو گئی وہ دسوین محرم تہی اور اس دن یہود کو روزہ تہا اور دوسرے دن انکی عید فسح تہی۔ اُن بزرگون نے یہین روزہ کی حالت میں اپنی دانست میں ثواب کا کام کیا مطلب یہ تہا کہ حضرت مسیح کو کسی طرح لعنتی ثابت کرین ایسا ہی اب مسیح موعود پر جب کفر اور قتل کا فتوی لگایا گیا تو اسکے بعد رمضان میں کسوف خسوف ہوا تا دونون واقعات میں مشابہت ہو کیونکہ جس طرح عیسی مسیح استعارہ کے رنگ میں مردون میں سے جی اٹہا اسی طرح اس مسیح کو تکفیر کی دو ہزار مہرسے اپنی دانست میں ہلاک کر دیا گیا تہا مگر پہر وہ جی اٹہا اور کہڑا ہو گیا۔ اس لئے امام قایم کہلایا۔ منہ

اور پھر بعد اسکے لکھا ہے کہ یہ بھی اسکے ظہور کی ایک نشانی ہے کہ قبل اسکے کہ قائم ہو یعنے عام طور پر قبول کیا جائے دنیا میں سخت طاعون پڑیگی یہانتک کہ ایک گھر میں جو سات آدمی ہونگے انمین سے صرف دو رہجائینگے اور پانچ مرجائینگے پس اسکی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ یہ دونون نشان اُس وقت ظہور مین آئینگے جبکہ اسکی دنیا مین **تکذیب** ہوگی۔ کیونکہ مسیح کے بھی یہ دونون **نشان** تھے جبکہ عیسٰے علیہ السلام کی تکذیب ہوکر ان کیلئے صلیب تیار کیا گیا تھا تب آفتاب و ماہتاب دونون تاریک ہوگئے تھے اور طاعون بھی پڑی تھی۔ غرض اس کتاب مین لکھا ہے کہ رمضان مین خسوف کسوف ہونا اور ملک مین طاعون پھیلنا مہدی معہود کا ایک **معجزہ** ہوگا۔ پس بلاشبہ یہ امر تواتر کے درجہ پر پہنچ چکا ہے کہ مسیح موعود کے نشانون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اسکے وقت مین اور اسکی توجہ اور دعا سے ملک مین طاعون پھیلے گی **آسمان** اسکے لئے چاند اور سورج کو **رمضان** مین تاریک کریگا۔ اور زمین اسکے لئے طاعون کی تاریکی اور مصیبت پھیلائیگی کیونکہ وہ ابتدا مین قبول نہین کیا جائیگا اسلئے **انذاری** نشان اسکے لئے ظاہر ہونگے اور اسکے نفس سے یعنی توجہ اور دعا اور **اتمام حجت** سے کافر مرینگے[+] اور وہ مرنا دو قسم کا ہوگا۔ (۱) ایک تو **روحانی** طور پر کہ اسکے وقت مین تمام مذاہب بجز اسلام مُردہ ہوجائینگے۔ (۲) دوسرے **جسمانی** طور پر چونکہ وہ ستایا جائیگا اور دُکھ دیا جائیگا اس لئے خدا کا غضب مخلوق پر بھڑکے گا۔ تب وہ ایسی موتون کا سلسلہ جاری کردیگا کہ نمونہ قیامت ہوجائیگی تب انجام کار لوگ سوچین گے کہ کیون یہ آفتین ہم پر پڑگئیہین اور سعیدون کا راہ دکھلایا جائیگا غرض عام موتون کا پڑنا **مسیح موعود** کی علامات **خاصہ** مین سے ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام گواہی دیتے آئے ہین۔

[+] حاشیہ۔ عجیب مشابہت ہے کہ حضرت عیسٰی کے وقت مین بھی باعث سخت آندھی کے سورج اور چاند کی روشنی روزہ کے دن میں یک دفعہ جاتی رہی تھی اور پھر زمین پر طاعون بھی پڑی یہ دونون باتین اب بھی ظہور مین آگئین یعنی بذریعہ خسوف کسوف۔ رمضان مین تاریکی بھی ہوگئی جیسا کہ یہود کے روزہ کے دن تاریکی ہوگئی تھی اور پھر طاعون سے بھی دنیا تباہ ہوگئی۔ منہ

اور اگر کہو کہ اگر تم ہی مسیح موعود ہو اور تمہارے لئے ہی یہ طاعون بطور نشان ظاہر کی گئی ہے تو چاہئے تہا کہ قبل اس سے جو ملک میں طاعون پہیلتی پہلے ہی خدا تعالیٰ تمہیں خبر دے دیتا کہ طاعون آئے گی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت خدا نے طاعون کی پہلے ہی سے مجھے خبر دی ہے اور یہ ایسی یقینی خبر ہے جس سے کسی کو مسلمانوں عیسائیوں ہندوؤں میں سے انکار نہیں ہو سکتا بلکہ اس نے نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ خبر دی ہے اور اسکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) اول خدائے عزوجل نے آج سے تیئیس برس پہلے عام موت کے نشان کی براہین احمدیہ مین مجھے خبر دی جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ پانچ سو اٹھارہ مین یہ خدائے عزوجل کا کلام بطور پیشگوئی ہے وقالوا انی لک ھذا ان ھذا الا سحر یؤثر۔ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ۔ لا یصدق السفیہ الا سیفۃ الھلاک۔ عدو لی وعدو لک۔ قل اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ۔ اذا جاء نصر اللہ الست بربکم قالوا بلیٰ ترجمہ اور کہین گے کہ یہ مرتبہ تجھے کیسے مل سکتا ہے یہ تو ایک مکر ہے جو اختیار کیا جاتا ہے۔ ہم ہرگز تجھہ پر ایمان نہین لائین گے جبتک خدا کو آشکارا طور پر نہ دیکہہ لین۔ سفیہ آدمی بجز موت کے نشان کے کسی نشان کو نہ مانینگے کیونکہ وہ میرے دشمن اور تمہارے بہی دشمن ہین انہین کہہ کہ موت کا نشان بہی آنے والا ہے یعنی طاعون مگر کچہہ دیر سے سو تم جلدی مت کرو پہر اس کے ساتہہ ہی صفحہ ۵۱۹ مین یہ الہام درج ہے امراض الناس وبرکاتہ یعنے لوگون مین مرض پہیلے گی اور اسکے ساتہہ ہی خدا کی برکتین نازل ہونگی اور وہ اس طرح پر کہ وہ بعض کو نشان کے طور پر اس بلا سے محفوظ رکہے گا اور دوسرے یہ کہ یہ بیماریان جو آئین گی یہ دینی برکات کا موجب ہو جائین گی۔ اور بہتیرے لوگ ان خوفناک دنون مین دینی برکات سے حصہ لین گے اور سلسلہ حقہ مین داخل ہو جائین گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور طاعون کا خوفناک نظارہ دیکہہ کر بڑے بڑے متعصب اس سلسلہ مین داخل ہو گئے ہین اور اس وقت تک بذریعہ طاعون دو ہزار سے

بہی زیادہ مخالف ہمارے سلسلہ مین داخل ہوچکا ہے سو یہی وہ برکتین ہین جنسے بموجب پیشگوئی کے بذریعہ طاعون لوگون نے حصہ لیا ہے *

اور پہر صفحہ ۵۵۷ مین خدائے عزوجل کا یہ کلام ہے جو ایک عام عذاب کے نازل ہونے کے بارے مین ہے اور وہ یہ ہے۔ مین اپنی چمکار دکہلاؤن گا - اپنی قدرت نمائی سے تجہہ کو اٹہاؤن گا - دُنیا مین ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا - اور بڑے زور آور حملون سے اِسکی سچائی ظاہر کردیگا - دیکہو صفحہ ۵۵۷ براہین احمدیہ - اِس وحی مقدس مین خدائے ذو الجلال نے میرا نام نذیر رکہا جو اصطلاح قرآنی مین اُسکو کہتے ہین جس کے ساتہہ عذاب بہی آوے اور فرمایا کہ مین اپنی چمکار دکہلاؤن گا یعنے ایک خاص قہری تجلی ظاہر کرون گا - خدا کی کتابون مین چمکار دکہلانے سے مراد ہمیشہ عذاب ہوا کرتا ہے اور پہر فرمایا کہ اپنی قدرت نمائی سے تجہہ کو اُٹھاؤن گا - اِس فقرے کے معنی کی نسبت واضح ہو کہ یون تو خدا تعالیٰ کی قدرتین ہمیشہ ظاہر ہوتی رہتی ہین کونسا وقت ہے کہ کوئی قدرت ظاہر نہین ہوتی - مگر اس جگہ قدرت نمائی سے وہ قدرتین مراد ہین جو خارق عادت ہین یعنے عام طور پر وقوع ان کا نہین خاص خاص وقتون مین نشان کے طور پر اِن کا ظہور ہوتا ہے - اِس سے بہی یہی اشارہ نکلتا ہے - کہ وہ ایک قہری قدرت ہوگی - اور یہ جو فرمایا کہ تجہہ کو اُٹھاؤن گا اس سے یہ مراد نہین کہ زندہ بجسم عنصری آسمان پر اُٹہالونگا یہ گذشتہ لوگون کی غلطیان ہین کہ بعض انسانون کی نسبت ایسے لفظون سے یہ معنی نکالتے رہے خدا اُن کے قصور معاف کرے بلکہ مراد یہ ہے کہ تیرے مخالف بہت شور ہوگا اور چاہین گے کہ تحت الثرےٰ مین تیری جگہ ہو مگر مین آخر کار ثابت کرونگا کہ تیرا مقام بلند ہے اور تو آسمانی لوگون مین سے ہے نہ زمینی کیڑون مین سے - اور پہر فرمایا کہ دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا یعنے رد کردیا اور کافر اور دجال اس کا نام رکہا اور جو چاہا اسکے حق مین کہا مگر مین ان کے مخالف ہوجاؤن گا وہ تیری ذلت تلاش کرینگے اور مین عزت دونگا اور وہ تجہے گمنام کرنا چاہین گے اور مین زمین کے کنارون تک تیری شہرت پہیلاؤن گا اور وہ تجہے جاہل کہین گے اور مین تیرا علم ثابت کرون گا اور وہ

تجھ پر لعنت کرینگے اور میں تجھ پر برکتیں نازل کرونگا اور وہ تجھ پر باب معیشت تنگ کرنا چاہیں گے اور میں تیرے پر تمام نعمتوں کے دروازے کھول دونگا اور پھر فرمایا کہ بڑی زبردست حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کرے گا سو خدا کے زورآور حملوں میں سے یہ طاعون ہے جو ملک میں پھیل گئی اور نہ معلوم کہ کب تک اس کا دور ہے۔ غرض براہین احمدیہ میں آج سے تیئیس برس پہلے اس عذاب کی خبر دیگئی ہے بلکہ صفحہ ۵۱۰ براہین احمدیہ میں یہ بھی وحی الٰہی ہے۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ یعنے جب عذاب کا وقت آوے تو ظالموں کی میری جناب میں شفاعت مت کر کہ میں انکو غرق کرونگا۔ اس الہام کا دوسرا حصہ یہ ہے وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا یعنے ہمارے حکم اور ہماری آنکھوں کے سامنے کشتی تیار کر۔ کشتی سے مراد سلسلہ بیعت ہے جو خاص وحی الٰہی اور امر الٰہی سے قائم کیا گیا۔ اور پھر صفحہ ۵۰۶ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کیطرف سے یہ وحی ہے لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البیّنۃ وکان کیدھم عظیما۔ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اس وحی الٰہی سے بھی ثابت ہے کہ دنیا کو شرک اور کفر اور مخلوق پرستی کی عادت ہو گئی تھی اور وہ کسی آسمانی گوشمالی کی محتاج تھی۔ اور اسی وحی کے ساتھ صفحہ ۵۰۷ میں یہ خدا کا کلام ہے۔ تلطف بالنّاس وترحم علیھم انت فیھم بمنزلۃ موسٰے واصبر علی ما یقولون۔ یعنے لوگوں کے ساتھ رفق اور نرمی کر اور ان پر رحم کر تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے اور انکی باتوں پر صبر کر پس اگرچہ حضرت موسیٰ بُردباری اور حلم اور تہذیب اخلاق میں تمام بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے اول درجہ پر تھے اور توریت خود ان کے اخلاق فاضلہ کی تعریف کرتی ہے اور ان کو اسرائیلی نبیوں میں سے سب سے بے نظیر ٹھہراتی ہے لیکن ان کے کمال حلم کا آخر یہ نتیجہ ہوا کہ جب قوم اسرائیل کے مفسد کسی طرح درست نہ ہوئے تو آخر خدا نے موسیٰ اپنے بندہ کی حیات میں ہی ان کو طاعون سے ہلاک کیا جیسا کہ توریت میں یہ قصہ موجود ہے سو اسی کی طرف یہ اشارہ ہے کہ تو موسیٰ کی طرح صبر کر اور آخر ہماری طرف سے

تنبیہ نازل ہوگی۔

اور پھر براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے الم نجعل لک سہولۃ فی کل امر*۔ بیت الفکر وبیت الذکر ومن دخلہ کان اٰمنا۔ یعنی ہمنے تیرے لئے بیت الفکر اور بیت الذکر بنایا ہے اور جو اُن میں داخل ہوگا وہ امن میں آجائیگا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ملک میں عام طاعون پڑے گی اور کسی کم مقدار کی حد تک قادیان بھی اِس سے محفوظ نہیں رہیگی اِسلئے اُس نے آج کے دنوں سے تیئیس برس پہلے فرما دیا کہ جو شخص اِس مسجد اور اِس گھر میں داخل ہوگا یعنی اخلاص اور اعتقاد سے وہ طاعون سے بچایا جائیگا۔ اِسی کے مطابق ان دنوں میں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا انی احافظ کل من فی الدار۔ الا الذین علوا من استکبار۔ واحافظک خاصۃ سلام قولا من رب رحیم یعنے میں ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا مگر وہ لوگ جو تکبر سے اپنے تئیں اونچا کریں اور میں تجھے خصوصیت کے ساتھ بچاؤں گا۔ خدائے رحیم کی طرف سے تجھے سلام۔

جاننا چاہیئے کہ خدا کی وحی نے اِس ارادہ کو جو قادیان کے متعلق ہے دو حصوں پر تقسیم کر دیا ہے۔ (۱) ایک وہ ارادہ جو عام طور پر گاؤں کے متعلق ہے اور وہ ارادہ یہ ہے کہ یہ گاؤں اُس شدت طاعون سے جو افراتفری اور تباہی ڈالنے والی اور ویران کرنیوالی اور تمام گاؤں کو

---

* حاشیہ۔ درحقیقت ہمارے اِس زمانہ نے دُنیا کے ہر ایک پہلو میں سہولت کا ایک نیا رنگ ظاہر کر دیا ہے ہر ایک کام کے لئے مشینیں تیار ہوگئی ہیں جس قدر جلدی سے اب ہم کتابیں چھاپ سکتے ہیں اور پھر ہم اُن کو دور دور مقامات تک شایع کر سکتے ہیں اور شایع شدہ کتابوں کو دیکھ سکتے ہیں اور ہزارہا اغراض دینی ہیں صنایع جدیدہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور تمام دنیا کا سیر کر سکتے ہیں یہ سہولت کامل پہلے کسی نبی یا رسول کو ہرگز نہیں ہوئی۔ مگر ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم اِس سے باہر ہیں کیونکہ جو کچھ مجھے دیا گیا وہ انہیں کا ہے۔ منہ

منتشر کرنے والی ہو محفوظ رہے گا۔ (۲) دوسرے یہ ارادہ کہ خدائے کریم خاص طور پر اس گھر کی حفاظت کرے گا اور اس تمام عذاب سے بچائے گا جو گاؤن کے دوسرے لوگون کو پہونچے گا۔ اور انی حی اللہ کا اخیر فقرہ ان لوگون کے لئے منذر ہے جن کے دلون مین بیجا تکبر ہے "

اس لئے مین اپنی **جماعت** کو نصیحت کرتا ہون کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذو الجلال کی آنکھون مین سخت مکروہ ہے مگر تم شائد نہین سمجھوگے کہ تکبر کیا چیز ہے پس مجھ سے سمجھ لو کہ مین خدا کی روح سے بولتا ہون +

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اسلئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے **وہ متکبر ہے** کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہین سمجھتا اور اپنے تئین کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہین کہ اسکو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصوّر کرکے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے **وہ بھی متکبّر ہے** کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اسکو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہین جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اسپر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم مین اسفل السافلین مین جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جسکو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازان ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزا سے **حقارت آمیز نام** رکھتا ہے اور اسکے بدنی عیوب لوگون کو سناتا ہے **وہ بھی متکبر ہے** اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم مین اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ مین برکت دے کہ وہ کم نہ ہون اور نہ باطل

ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کرکے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تمکو خبر نہ ہو ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی **تکبر سے حصہ لیا ہے**۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے **مامور اور مرسل** کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے **نہیں سنتا** اور اسکی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو *

اب ہم پھر اپنے پہلے بیان کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہیں کہ طاعون کے بارے میں پیشگوئی صرف براہین احمدیہ میں ہی نہیں بلکہ براہین کے زمانہ سے جس کو بیس[20] برس سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔ اس زمانہ تک جس قدر کتابیں تالیف ہوئی ہیں یا شائع ہوئے ہیں اکثر میں یہ پیشگوئی موجود ہے چنانچہ آج سے آٹھ برس پہلے بھی پیشگوئی

رسالہ **نور الحق** مین جو عربی رسالہ ہے اس کے صفحہ ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ مین کیگئی ہے اور پہر آج سے پانچ برس پہلے یہی پیشگوئی رسالہ **سراج منیر** کے صفحہ ۵۹ و ۶۰ مین کیگئی - اور پہر آج سے چار برس چھ ماہ پہلے اشتہار طاعون مورخہ ۶ - فروری ۱۸۹۸ء مین یہ پیشگوئی کی گئی جسکے یہ الفاظ تہے کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ خدا تعالی کے ملائک **ملک پنجاب** کے مختلف مقامات مین سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہین اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور **خوفناک** اور چہوٹے قد کے ہین - بعض درخت لگانے والون سے مین نے پوچھا کہ یہ **کیسے درخت** ہین تو انہون نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہین جو **عنقریب ملک مین** پہیلنے والی ہے - دیکھو **اشتہار طاعون** مورخہ ۶ - فروری ۱۸۹۸ء - اور یہ رسایل اور یہ اشتہار لاکہون انسانون مین مشتہر ہوچکے ہین اور ظاہر ہے کہ اس قدر عظیم الشان پیشگوئی کہ ایک مدت دراز طاعون کے وجود سے پہلے کی گئی یہ انسان کا کام نہین اور اس سے یہ ثابت ہے کہ یہ طاعون محض اسلئے ملک پنجاب مین سب ملکون سے زیادہ حملہ آور ہے کہ اسی ملک نے سب سے زیادہ **خدا کی باتون پر حملہ کیا** اور اسی ملک نے خدا کے مامور اور مرسل کے مقابل پر طریقہ رہزنی اختیار کیا - نہ آپ سلسلہ حقہ مین داخل ہوئے نہ ہندوستان کے لوگون کو داخل ہونے دیا - پس چونکہ خدا تعالے کی نظر مین اول درجہ کا مخالف یہی ملک تہا اس لیئے اول درجہ کے طاعون سے اسی ملک نے حصہ لیا اور اسی ملک کے لئے وہ دعا تھی جو طاعون کے لئے آج سے ایک مدت دراز پہلے مین نے مانگی تہی جو قبول کی گئی جسکے صدہا پرچے ملک مین شائع کئے گئے تہے مگر افسوس کہ اس ملک کے لوگون نے بڑی سنگدلی ظاہر کی - خدا کے کہلے کہلے نشان دیکہے اور انکار کیا وہ نشان جو ملک مین ظاہر ہوئے جن کے ہزارون بلکہ لاکہون انسان گواہ ہین جن مین سے کسی قدر بطور نمونہ اسی کتاب مین لکھے جائینگے وہ ڈیڑہ سو سے بھی کچھ زیادہ ہین لیکن اس ملک

کے لوگ ابھی تک کہے جاتے ہین کہ کوئی نشان ظاہر نہین ہوا۔ تو اب بتلاؤ کہ کیا اب
بھی طاعون ملک مین ظاہر نہ ہو۔ نشانون کو دیکھنا اور پھر تکذیب کرنا کیا
اس سے زیادہ کوئی اور شرارت ہوگی۔ کیا خسوف کسوف رمضان مین نہین ہوا؟
کیا شیعہ اور سنّی دونون فریق کی کتابون مین یہ حدیثین موجود نہین! کیا بجز میرے
کسی اور مدعی کے وقت ہوا؟ اور کون ہے جس نے کہا کہ یہ میرے لئے
ہوا؟ اور یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہین یہ دوسرا ظلم ہے۔ اے نادانون جبکہ یہ حدیث
سنیون اور شیعون دونون فریق کی کتابون مین موجود ہے اور پھر علاوہ اس کے
خدا نے حدیث کے مضمون کو واقع کر کے اسکی صحت ثابت کردی تو یہ حدیث
تو اور تمام حدیثون کی نسبت اول درجہ کی قوی ہو گئی کیونکہ نہ صرف یہ کہ دو فریق
اس کے محافظ چلے آئے ہین بلکہ خدا نے اس حدیث کی پیشگوئی کو پورا کر کے
اس کی سچائی پر مہر کردی اور اس سے علاوہ یہ کہ پہلی کتابون مین بھی مسیح موعود کی
علامت خسوف وکسوف لکھا ہے اور یہ حدیث کتاب دارقطنی اور اکمال الدین
مین ہے جس پر انہون نے کوئی جرح نہین کی۔ اور یہ امر کہ خسوف کسوف مہدی
موعود کی علامت کیون ٹھہرایا گیا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا انکار جو
زمین پر ہو رہا ہے یہ موجب غضب الٰہی ہے چنانچہ بعد اس کے زمین پر وہ غضب بذریعہ
طاعون ظاہر ہو گیا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ لوگون کی تنبیہ اور یاددہانی کے لئے
یہ نمونہ آسمان پر قایم کرے اور نمونہ کیلئے کسوف خسوف دونون کو
اختیار کیا گیا ہے کیونکہ آفتاب کی سلطنت دن پر ہے اور ماہتاب کی سلطنت رات
پر اسی طرح یہ امام موعود دونون سلطنتون کا مالک کیا گیا ہے
یعنے دین اسلام جو بطور دن کے ہے اور دوسرے ادیان جو بطور رات کے ہین
ان سب پر حکمرانی کرنے کے لئے یہ موعود آیا ہے پس ایسے

وقت میں کہ اس کے دن کی سلطنت میں بہی روکین اور حجاب ہیں اور نیرات کی سلطنت میں بہی روکین ہیں حکمت الٰہی نے چاہا کہ آسمان پر کسوف خسوف کا انذاری نمونہ پیش کرے اور اس نشان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جیسا کہ کسوف خسوف کچھہ تہوڑی مدت کے بعد رفع اور دور ہوجاتا ہے اور یہ دونوں نیّر اپنی اپنی سلطنت پر قائم ہوجاتے ہیں ایسا ہی اس جگہ بہی ہوگا سنی اور شیعہ دونوں گروہ اس کسوف خسوف کے تیرہ سو برس سے منتظر تہے مگر جب وہ ظاہر ہوا تو اس کی تکذیب کی ۔ کیا بیہودیت کے کچھہ اور بہی معنے ہیں پہر دیکہو کہ قرآن اور حدیث دونوں بتلا رہے ہیں کہ مسیح کے زمانہ میں اونٹ بیکار ہو جائینگے یعنے اُن کے قائم مقام کوئی اور سواری پیدا ہو جائے گی یہ حدیث مسلم میں موجود ہے اسکے الفاظ یہہ ہیں ویترکن القلاص فلا یسعی علیھا اور قرآن کے الفاظ یہ ہیں واذا العشار عطلت ۔ شیعوں کی کتابوں میں بہی یہ حدیث موجود ہے مگر کیا کسی نے اس نشان کی کچھہ بہی پروا کی ۔ ابہی عنقریب اس پیشگوئی کا دلکش نظارہ مکہ اور مدینہ کے درمیان نمایاں ہونیوالا ہے جبکہ اونٹوں کی ایک لمبی قطار کی جگہ ریل کی گاڑیاں نظر آئینگی اور تیرہ سو برس کی سواریوں میں انقلاب ہو کر ایک نئی سواری پیدا ہوجائیگی ۔ اس وقت ان مسافروں کے سر پر جب یہ آیت واذا العشار عطلت اور یہ حدیث ویترکن القلاص فلا یسعی علیھا پڑہی جائے گی تو کیسے انشراح صدر سے ان کو ماننا پڑے گا کہ یہ درحقیقت آج کے دن کے لئے ایک نشان تہا اور ایک عظیم الشان پیشگوئی تہی جو ہمارے نبی کریم کے مبارک لبوں سے نکلی اور آج پوری ہوئی ۔ مگر افسوس اسے تکذیب کرنے والو تم کب باز آؤ گے وہ کب دن آئے گا جو تمہاری بہی آنکھیں کہلیں گی ۔ خدا کے نشان یوں برسے جیسے برسات میں مینہ برستا ہے مگر تمہاری خشکی دور نہ ہوئی ۔ دیکہتے دیکہتے صدی کا پانچواں حصہ بہی گذر گیا مگر تمہارا

کوئی مجدد ظاہر نہ ہوا۔ خدا نے نشانوں کے دکھلانے میں کمی نہ رکھی۔ کسوف خسوف رمضان میں بھی ہوا اور بموجب حدیث کے ستارہ ذوالسنین بھی مدت ہوئی کہ نکل چکا۔ اور قرآن اور پہلی کتابوں اور سنیوں اور شیعوں کی حدیثوں کے موافق طاعون بھی ملک میں ظاہر ہو گئی۔ اور حج بھی روکا گیا۔ اور بجائے اونٹوں کے نئی سواریاں بھی پیدا ہو گئیں اور کسر صلیب کی ضرورت بھی سخت محسوس ہونے لگی کیونکہ انتیس لاکھ نو مرتد عیسائی پنجاب اور ہندوستان میں ظاہر ہو گیا اور آدم سے چھ ہزار برس بھی گذر گیا مگر اب تک تمہارا مسیح نہ آیا۔ کیا خدا نے نشان نمائی میں کچھ کسر رکھی۔ کیا اوس نے پیشگوئی کی شرطوں کے موافق آتھم کی زندگی کا خاتمہ نہ کیا۔ کیا اس نے قطعی مدت اور میعاد کے موافق لیکھرام کے فتنہ سے زمین کو پاک نہ کیا۔ کیا اُسوقت جبکہ اعتراض کیا گیا کہ اخویم مولوی نوردین صاحب کا لڑکا فوت ہو گیا ہے خدا نے یہ خبر نہ دی کہ ایک اور لڑکا اُن کے گھر میں پیدا ہوگا اور دیکھو نشان یہ ہے کہ اسکے بدن پر خوفناک پھوڑے ہوں گے۔ پس کس قدر کھلا کھلا نشان تھا کہ وہ لڑکا پیدا ہوا جسکا نام عبدالحی ہے اور اُسکے بدن پر خوفناک پھوڑے تھے جن کے نشان ابتک موجود ہیں۔ اور یہ پیشگوئی صدہا اشتہاروں کے ذریعہ سے ملک میں شائع کی گئی۔ اور نیز یہ پیشگوئی کہ اس عاجز کے گھر میں چار لڑکے پیدا ہوں گے اور عبدالحق غزنوی ابھی زندہ ہوگا کہ چوتھا لڑکا پیدا ہو جائے گا کس زور سے بذریعہ اشتہارات شائع کی گئی تھی اور کیسی صفائی سے پوری ہوئی مگر کون اسپر ایمان لایا اور یہ نشان صرف دو چار نہیں بلکہ ڈیڑھ سو سے بھی زیادہ نشان ہیں۔ اگر ان نشانوں کے گواہ جنہوں نے یہ نشان دیکھے جواب تک زندہ موجود ہیں صف باندھ کر کھڑے کئے جائیں تو ایک ہماری گورنمنٹ کے لشکر کے موافق ان کی تعداد ہوگی

اب کس قدر ظلم ہے کہ اس قدر نشانون کو دیکہہ کر پہر کہے جاتے ہین کہ کوئی نشان ظاہر نہین ہوا اور مولویون کے لئے تو خود اُن کی بے علمی کا نشان ان کے لئے کافی تہا کیونکہ ہزارہا روپے کے انعامی اشتہار دئے گئے کہ اگر وہ بالمقابل بیٹھ کر کسی سورۂ قرآنی کی تفسیر عربی فصیح بلیغ مین میرے مقابل پر لکھ سکین تو وہ انعام پاوین۔ مگر وہ مقابلہ نہ کر سکے تو کیا یہ نشان نہین تہا کہ خدا نے انکی ساری علمی طاقت سلب کر دی۔ باوجود اس کے کہ وہ ہزارون تہے تب بہی کسی کو حوصلہ نہ پڑا کہ سیدہی نیت سے میرے مقابل پر آوے اور دیکہے کہ خدا تعالی اس مقابلہ مین کس کی تائید کرتا ہے پہر ایک اور نشان اِن کے لئے تہا کہ انہون نے میرے تباہ کرنے کیلئے جان توڑ کر کوششین کین اور کوئی مکر اور فریب اُٹہا نہ رکہا جو اس کو استعمال نہ کیا اور مخالفت کے اظہار مین تمام زور اپنا انواع اقسام کے وسائل سے خرچ کر دیا اور ناخنون تک زور لگایا اور جائز ناجائز طریق سب اختیار کئے اور سب وشتم اور تحقیر اور توہین سے پورا کام لیا۔ حکام تک مقدمات پہونچائے خون کے اِلزام لگائے۔ لیکن آخر نتیجہ یہ ہوا کہ جو جماعت پہلے دِلون مین چالیس آدمیون سے بہی کم تہی آج ستّر ہزار کے قریب پہونچ گئے اور باوجود سخت مخالفانہ مزاحمتون کے براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو آج سے بیس برس پہلے دُنیا مین شائع ہو چکی تہی جس کا خلاصہ یہ تہا۔ کہ لوگ مزاحمتین کرینگے اور اس سلسلہ کو نابود کرنا چاہین گے لیکن خدا اِن کے ارادون کے مخالف کرے گا اور اس سلسلہ کو ایک بڑی جماعت بنا دے گا یہان تک کہ یہ سلسلہ بہت ہی جلد دُنیا مین پہیل جائیگا اور اُن لوگون کے ارادون پر لعنت کا داغ ظاہر ہو جائیگا جنہون نے روکنا چاہا تہا۔ اب بتلاؤ کہ کیا اب تک خدا کی معجزانہ تائید ثابت نہ ہوئی۔ اگر یہ کاروبار کسی مکّار کا ہوتا تو کیا اس کا نتیجہ یہی ہونا چاہئے تہا۔ اٹہو اور دنیا مین اِس بات کی تلاش کرو کہ کونسا مکّار تاریخ کے صفحہ سے تم بتلا سکتے ہو جسکے ہلاک کرنے کے

سے لئے یہ کوششین کی گئین اور پہر وہ تباہ نہ ہوا۔ اے سخت دل قوم تمہین کس نے چاند پر تھوکنا سکہلایا۔ کیا تم اُس سے لڑو گے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اپنے دلونمین غور کرو کہ کبہی خدا نے کسی جہوٹے کیساتہہ ایسی رفاقت کی۔ کہ قومون کے ارادون اور کوششون کو اسکے مقابل پر ہر ایک میدان مین نابود کر دیا۔ اور اُن کو ہر ایک کو اسکے حملہ مین نامراد رکہا۔ باز آجاؤ۔ اور اس کے قہر سے ڈرو اور یقیناً سمجہو کہ تم اپنی مفسدانہ حرکات پر مُہر لگا چکے۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہوتا تو اِن فریبون کی تمہین کچھہ بہی حاجت نہ ہوتی۔ تم مین سے صرف ایک شخص کی دعا ہی مجہے نابود کر دیتی۔ مگر تم مین سے کسی کی دعا ہی آسمان پر نہ چڑہ سکی بلکہ دعاؤن کا اثر یہ ہوا کہ دن بہ دن تمہارا ہی خاتمہ ہوتا جاتا ہے۔ تم نے میرا نام مسیلمہ کذاب رکہا۔ لیکن مسیلمہ تو وہ تہا جس کا ایک ہی جنگ مین خاتمہ ہو گیا مگر تم تو بیس برس تک جنگ کرتے گئے اور ہر جنگ مین نامراد رہے کیا سچون اور مومنون کے یہی نشان ہوا کرتے ہین؟ کیا تم دیکہتے نہین کہ تم گہٹتے جاتے اور ہم بڑہتے جاتے ہین۔ اگر تمہارا قدم کسی سچائی پر ہوتا تو کیا اِس مقابلہ مین تمہارا انجام ایسا ہی ہونا چاہئے تہا۔ کس نے تم مین سے مباہلہ کیا کہ آخر اُس نے ذلت یا موت کا مزہ نہ چکہا +

اوّل تم مین سے مولوی اسمٰعیل علیگڈہ نے میرے مقابل پر کہا کہ ہم مین سے جو جہوٹا ہے وہ پہلے مر جائیگا۔ سو تم جانتے ہو کہ شائد دس سال کے قریب ہو چکے کہ وہ مر گیا۔ اور اب خاک مین اُس کی ہڈیان بہی نہین مل سکتین۔ پہر پنجاب مین مولوی غلام دستگیر قصوری اُٹہا اور اپنے تئین کچھہ سمجہا۔ اور اس نے اپنی کتاب مین میرے مقابلہ مین یہ لکہا کہ ہم دونون مین سے جو جہوٹا ہے وہ پہلے مر جائیگا سو کئی سال ہو گئے کہ غلام دستگیر بہی مر گیا۔ وہ کتاب چہپی ہوئی موجود ہے۔ اِسی طرح

مولوی رشید احمد گنگوہی اُٹھا اور ایک اشتہار میرے مقابل پر نکالا اور جھوٹے
پر لعنت کی اور تھوڑے دنوں کے بعد اندھا ہوگیا دیکھو اور عبرت پکڑو۔ پھر بعد
اس کے مولوی غلام محی الدین لکھو والا اُٹھا اِس نے بھی ایسے ہی الہام شائع
کئے آخر وہ بھی جلد دُنیا سے رخصت ہوگیا۔ پھر عبد الحق غزنوی اُٹھا اور بالمقابل مباہلہ
کرکے دعائیں کیں کہ جو جھوٹا ہے خدا کی اُس پر لعنت ہو برکتوں سے محروم ہو
دُنیا میں اُسکی قبولیت کا نام و نشان نہ رہے۔ سو تم خود دیکھ لو کہ اِن دعاؤں کا کیا انجام
ہوا اور اب وہ کس حالت میں اور ہم کس حالت میں ہیں۔ دیکھو اِس مباہلہ کے بعد ہر ایک
بات میں خدا نے ہماری ترقی کی اور بڑے بڑے نشان ظاہر کئے آسمان
سے بھی اور زمین سے بھی اور ایک دُنیا کو میری طرف رجوع دیدیا
اور جب مباہلہ ہوا تو شائد چالیس آدمی میرے دوست تھے* اور آج ستر ہزار کے
قریب اُن کی تعداد ہے اور مالی فتوحات اب تک دو لاکھ روپیہ سے بھی
زیادہ اور ایک دنیا کو غلام کی طرح ارادت مند کردیا اور زمین کے
کناروں تک مجھے شہرت دیدی۔ لطف تب ہو کہ اول قادیان میں آؤ اور دیکھو کہ
ارادت مندوں کا لشکر کس قدر اِس جگہ خیمہ زن ہے اور پھر امرتسر
میں عبد الحق غزنوی کو کسی دوکان پر یا بازار میں چلتا ہوا دیکھو کہ کس حالت میں

---

*حاشیہ عبد الحق کا یہ مباہلہ بھی اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ اس کو خدا اور رسول
کی کچھ بھی پروا نہیں کیونکہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ عیسٰی فوت ہوگیا اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے گواہی دیدی کہ میں اوسکو مردہ روحوں میں دیکھ آیا ہوں اور صحابہ نے اجماع
کرلیا کہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں اور ابن عباس نے بخاری میں توفی کے معنی بھی موت کردئیے تو
اس صورت میں مباہلہ کے معنی بجز اسکے کیا تھے کہ میں خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔ منہ

چل رہا ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ خدا کی طاقت کھلے کھلے طور پر میری تائید مین آسمان سے نازل ہو رہی ہے مگر یہ لوگ شناخت نہین کرتے ۔ ٹرانسوال اور دولت برطانیہ کی صلح ہو گئی ۔ مگر ان لوگون کا اب تک جنگ باقی ہے ٹرانسوال نے عقلمندی کر کے انگریزی گورنمنٹ کو طاقت ور پایا اور اطاعت قبول کر لی مگر یہ لوگ ابتک آسمانی گورنمنٹ سے باغی ہین ۔ خدا کے **نشانون کو نہین دیکھتے** ۔ امت ضعیفہ کی ضرورت پر نظر نہین ڈالتے صلیبی غلبہ کا مشاہدہ نہین کرتے اور ہر روزہ ارتداد کا گرم بازار دیکھ کر ان کے دل نہین کانپتے ۔ اور جب ان کو کہا جائے کہ عین ضرورت کے وقت مین عین صدی کے سر پر عین غلبہ صلیب کے ایام مین یہ مجدد آیا جس کا نام ان معنون سے مسیح موعود ہے کہ جو اسی صلیبی فتنہ کے وقت مین ظاہر ہوا تو کہتے ہین کہ حدیثون مین ہے کہ اس امت مین تیس۳۰ دجال آوین گے کہ تا امت کا اچھی طرح خاتمہ کر دین ۔ **کیا خوب عقیدہ ہے** !!! اے نادانون کیا اس امت کی ایسی ہی پھوٹی ہوئی قسمت اور ایسے ہی بدطالع ہین کہ ان کے حصہ مین **تیس دجال** ہی رہ گئے ۔ دجال تو تیس مگر طوفان صلیب کے فرو کرنے کے لئے ایک ہی **مجدد** نہ آسکا ز ہے **قسمت** ۔ خدا نے پہلی امتون کے لئے توپے درپے نبی اور رسول بھیجے لیکن جب اس امت کی **نوبت آئی تو اسکو تیس۳۰ دجال کی خوشخبری سنائی گئی** اور پھر یہ بھی ثابت شدہ پیشگوئی ہے کہ آخر کار اس امت کے علماء بھی یہودی بنجائین گے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اب تک لاکھون آدمی مرتد ہو چکے جنہون نے **دین اسلام کو ترک کر دیا** ۔ پس کیا اس درجہ کی ضلالت تک ابھی خدا خوش نہ ہوا اور اس کے دل کو سیری نہ ہوئی جب تک اس نے خود اسی امت مین سے صدی کے سر پر ایک دجال بھیج نہ دیا ۔ **خوب امت مرحومہ** ہے جس کے حق مین یہ عنایات ہین اور پھر یہ کہ باوجودیکہ اس دجال کے مارنے کے لئے مومنون کے سجدات مین ناک گھس گئے لاکھون عائین

اور تدبیرین اسکی ہلاکت اور تباہی کے لئے کی گئیں مگر خدا انہیں سنتا مونہہ پھیر لیتا
ہے بلکہ برعکس اس کے یہ دجال برابر تیس برس سے ترقی کر رہا ہے اور دنیا مین آسمان
کے نور کی طرح پھیلتا جاتا ہے اِس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ اُمت نہایت ہی
بدقسمت ہے اور خدا کا پختہ ارادہ ہے کہ اسکو ہلاک کر دے یہ کیسی سورہ غضب
الٰہی ہے کہ ایک تو دجال کے قبضہ مین دی گئی اور اب تک سچے مسیح اور مہدی
کا نہ آسمان پر کچھہ پتہ ملتا ہے نہ زمین پر۔ ہزار چیخین ہی مارو وہ دونون گم شدہ جواب
بھی نہین دیتے کہ زندہ ہین یا مُردہ اور کدھر ہین اور کہان ہین۔ نبیون کے مقرر کردہ وقت
بھی گذر گئے اور امت کو عیسائی مذہب نے کھا لیا مگر نہ خدا کو رحم آیا اور نہ مہدی اور مسیح
کے دل نرم ہوئے۔ بعض نادان کہتے ہین کہ بیشک قرآن سے مسیح ابن مریم کی وفات
ثابت ہوتی ہے اور سورۃ نور اور سورۃ فاتحہ وغیرہ سورتون پر نظر غائر کرکے
یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کے کل خلفا اسی امت مین سے ہون گے اور ہم مانتے ہین
کہ صلیبی مذہب سے ہی بہت کچھہ فتنہ پیدا کیا ہے اور یہ وہ مصیبت ہے کہ اسلام
پر اس سے پہلے کبھی نہین آئی۔ وقت اور زمانہ بیشک ایسے مصلح کو
چاہتا ہے جو صلیبی طوفان کا مقابلہ کرے اور صدی کا سر ہی اُسی کو چاہتا تھا اور صدی
مین سے بھی قریباً پانچوان حصہ گذر گیا سب کچھہ سچ لیکن ہم کیون کر مان لین کیونکہ اس شخص کے
عقائد ہمارے علما کے عقاید سے مختلف ہین اگر یہ انکا ہمزبان ہوتا تو ہم قبول کر سکتے۔
اب دیکھو کہ یہ خیالات ان کے کس قدر دیوانگی کے ہین جب آپ ہی قائل ہین کہ عیسیٰ ابن
مریم کی حیات اور نزول مین علما غلطی پر ہین تو پھر خدا کا مرسل کیونکر اس غلطی
کو مان لے ماسوا اسکے جبکہ مسیح موعود کا نام حَکَم ہے تو اس کے لئے ضروری تھا
کہ اسلام کے بہتر فرقون مین فیصلہ کرے اور بعض خیالات رد کرے اور بعض کی تصدیق
کرے۔ یہ کیونکر ہو سکے کہ جو حَکَم کہلاتا ہے وہ تمہارا سب رطب یابس کا ذخیرہ مان لے

اور پہر اُس کے وجود سے **فائدہ** کیا ہوا اور کس وجہ سے اس کا نام **حَکم** رکھا گیا۔ اس لئے ضروری تہا کہ وہ رطب یابس کے ذخیرہ مین سے بعض رد کرے اور بعض قبول کرے اور اگر سب کچھہ قبول کرتا جائے تو پہر حَکم کس بات کا ہوا مثلاً دیکھو تم مین ایک فرقہ تو اس بات کا قائل ہے کہ عیسیٰ ابن مریم **دوبارہ آسمان سے واپس آئیگا** مگر اسکے مقابل پر معتزلہ اور بعض صوفیہ کا یہ فرقہ ہے کہ دوبارہ آنا غلط ہے **بلکہ مسیح ابن مریم فوت** ہو چکا ہے اور **آنے والا اسی اُمّت** مین سے ہوگا۔ اب بتلاؤ کہ مین نے کونسی بادبی اور مخالفتِ اسلام کی صرف یہ کیا کہ خدا سے **وحی پاکر** مسلمانون کے دو[ذ]ن فقیدہ مین سے ایک عقیدہ کو ردّ کر دیا اور اسکو مخالف **قرآن** اور مخالف **اجماعِ صحابہ** تبلایا اور دوسرے عقیدہ کی **تصدیق** کی اور اس کے موافق اپنے تئین ظاہر کیا کیا حَکم کے لئے ضروری تہا کہ تمہارے کئی فرقون مین سے صرف **اہلحدیث** کی بات مانتا یا صرف **حنفیون** کی بات قبول کرتا اور باقی تمام فرقون کے تمام اجتہادی عقاید کو **ردّ** کر دیتا تو اس صورت مین تو تم ہی حَکم ٹہرے نہ وہ۔ ہان سچ ہے کہ ہر ایک عقیدہ جب عادت مین داخل ہو جاتا ہے تو اُس کا چہوڑنا مشکل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح جو مدّت کے **فوت** ہو چکے آپ لوگون کے خیال مین وہ اب تک بجسم عنصری آسمان پر بیٹھے ہین۔ مگر سچ تو یہہ ہے کہ **آسمان** پر نہین بلکہ آپ لوگون کے **دل** پر بیٹھے ہین اور پورانے عقیدون کی وجہ سے ہر دم زبان پر نزول کر رہے ہین۔ تم سے پہلے یہودیون کو بہی یہی بلا پیش آئی تہی کہ اون کے نزدیک صحیح عقیدہ یہی تہا کہ **الیاس** آسمان سے نازل ہوگا تب مسیح آئیگا لیکن جب حضرت مسیح آئے اور الیاس آسمان سے نازل نہ ہوا تو یہودیون نے تکذیب کا وہ شور مچایا کہ آپ لوگون کے شور اور اُن کے شور مین فرق کرنا مشکل ہے[†]

[†] حاشیہ۔ یہودیون اور عیسائیون اور مسلمانون پر بباعث اُن کے کسی پوشیدہ گناہ کے یہ ابتلا آیا کہ جن راہون سے وہ اپنے موعود نبیون کا انتظار کرتے رہے اُن راہون سے وہ نبی نہین آئے بلکہ چور کی طرح کسی اور راہ سے آگئے۔ منہ

اور بڑے جوش سے حضرت عیسیٰ سے یہودیوں نے سوال کیا کہ ابھی الیاس تو دوبارہ دُنیا
مین آیا نہین تو تم کیونکر سچا مسیح ٹھہر سکتے ہو۔ تب آنہون نے جواب دیا کہ الیاس تم مین موجود
ہے جو یوحنا نبی ہے یعنی یحییٰ مگر کسی نے یہ جواب پسند نہ کیا اور آج تک حضرت عیسیٰ کو
اسی وجہ سے کافر کہا جاتا ہے کہ انہوں نے یہودیوں کے اجماعی عقیدہ کے برخلاف رائے
ظاہر کی اور عجیب تر یہ بات ہے کہ ہمارے مخالف قطع نظر اِس سے جو ہماری دعوت کو
مان لین وہ اپنا ذخیرہ ظنون شکوک کا ہمین منوانا چاہتے ہین حالانکہ وہ اس خدا سے بالکل
بے خبر ہین جس سے نجات ملتی ہے جس حالت مین خدا نے ہم پر فضل کر کے ہمین اپنی طرف
سے نور بخشا جس نور سے ہم نے اسکو پہچانا اور ہمین نشان عطا فرمائے جن نشانون سے
ہمنے اُس کی ہستی اور **صفات کاملہ** پر یقین کر لیا تو کیونکر ہم اُس نور اور **معرفت** اور
یقین کو اپنے آپ سے دور کر دین۔ ہم سچ سچ کہتے ہین اور خدا ہمارے اِس قول پر گواہ
ہے کہ اگرچہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسلام کی سچائی کا یقین قرآن کے ذریعہ سے ہمارے پاس
آیا مگر خدا نے اپنی وحی تازہ کے ذریعہ سے ہمین اپنی خاص **چمکارین دکھلائین** یہان
تک کہ ہمنے اُس خدا کو دیکھ لیا جس سے ایک دُنیا غافل ہے اِس کے دلکش نشانون
نے جو میرے علم مین ہزارون تک پہونچ گئے گو دُنیا کو ابھی صرف **ڈیڑھ سو نشان** کی
سے اطلاع ہوئی مجھ مین وہ یقین اور بصیرت اور معرفت کا نور پیدا کیا جو مجھے اس تاریک
دُنیا سے ہزارون کوس دور تر کھینچ کر لے گیا۔ اب اگرچہ مین دنیا مین ہون مگر دُنیا
مین سے نہین ہون۔ اگر دنیا مجھے نہین پہچانتی تو کچھ تعجب نہین کیونکہ ہر ایک چیز جو
بہت دور اور بہت بلند ہے اس کا پہچاننا مشکل ہے مین کبھی امید نہین کرتا کہ دنیا مجھ
سے محبت کرے کیونکہ دُنیا نے کبھی کسی راستباز سے محبت نہین کی۔ مجھے اِس سے
خوشی ہے کہ مجھے گالیان دی گئین **دجال** کہا گیا **کافر** ٹھیرایا گیا کیونکہ سورۃ فاتحہ
مین ایک مخفی پیشگوئی موجود ہے اور وہ یہ کہ جس طرح **یہودی** لوگ حضرت عیسیٰ کو

کافر اور دجال کہہ کر مغضوب علیہم بن گئے بعض مسلمان بھی ایسے ہی بنیں گے۔
اسی لئے نیک لوگوں کو یہ دعا سکھلائی گئی کہ وہ منعم علیہم میں سے حصہ لیں اور مغضوب علیہم
نہ بنیں سورۃ فاتحہ کا اعلیٰ مقصود مسیح موعود اور اسکی جماعت اور اسلامی یہودی اور انکی
جماعت اور ضالین یعنے عیسائیوں کے زمانہ ترقی کی خبر ہے سو کس قدر خوشی
کی بات ہے کہ وہ باتیں آج پوری ہوئیں +

بالآخر میں ایک اور رؤیا لکھتا ہوں جو طاعون کی نسبت مجھے ہوئی اور
وہ یہہ کہ میں نے ایک جانور دیکھا جس کا قد ہاتھی کے قد کے برابر تھا مگر موہنہ آدمی کے منہ
سے ملتا تھا اور بعض اعضاء دوسرے جانوروں سے مشابہ تھے اور میں نے دیکھا کہ وہ
یوں ہی قدرت کے ہاتھ سے پیدا ہو گیا اور میں ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوں جہاں
چاروں طرف بن ہیں جنمیں بیل گدہے گھوڑے کتے سؤر بھیڑئیے اونٹ وغیرہ
ہر ایک قسم کے موجود ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ سب انسان
ہیں جو بد عملوں سے ان صورتوں میں ہیں۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھی کی ضخامت
کا جانور جو مختلف شکلوں کا مجموعہ ہے جو محض قدرت سے زمین میں سے پیدا ہو گیا ہے
وہ میرے پاس آبیٹھا ہے اور قطب کی طرف اُس کا موہنہ ہے خاموش صورت ہے
آنکھوں میں بہت حیا ہے اور بار بار چند منٹ کے بعد اُن بنوں میں سے کسی بن کیطرف
دوڑتا ہے اور جب بن میں داخل ہوتا ہے تو اسکے داخل ہونے کے ساتھ ہی شور
قیامت اُٹھتا ہے اور ان جانوروں کو کھانا شروع کرتا ہے اور ہڈیوں کے چابنے
کی آواز آتی ہے تب وہ فراغت کرکے پھر میرے پاس آبیٹھتا ہے اور شاید دس منٹ
کے قریب بیٹھا رہتا ہے اور پھر دوسرے بن کی طرف جاتا ہے اور وہی صورت پیش
آتی ہے جو پہلے آئی تھی اور پھر میرے پاس آبیٹھتا ہے۔ آنکھیں اُس کی بہت لمبی
ہیں اور میں اس کو ہر ایک دفعہ جو میرے پاس آتا ہے خوب نظر لگا کر دیکھتا ہوں

اور وہ اپنے چہرہ کے اندازہ سے مجھے یہ بتلاتا ہے کہ میرا اس مین کیا قصور ہے مین مامور ہون اور نہایت شریف اور پرہیزگار جانور معلوم ہوتا ہے اور کچھ اپنی طرف سے نہین کرتا بلکہ وہی کرتا ہے جو اسکو حکم ہوتا ہے۔ تب میرے دل مین ڈالا گیا کہ یہی طاعون ہے اور یہی وہ **دابة الارض** ہے جس کی نسبت قرآن شریف مین وعدہ تھا کہ آخری زمانہ مین ہم اُس کو نکالین گے اور وہ لوگون کو اس لئے کاٹے گا کہ وہ ہمارے نشانون پر **ایمان** نہین لاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ - اور جب **مسیح** موعود کے بھیجنے سے خدا کی حجت اُن پر پوری ہو جائے گی تو ہم زمین مین سے ایک جانور نکال کر کھڑا کرین گے وہ لوگون کو کاٹے گا اور زخمی کرے گا اس لئے کہ لوگ خدا کے نشانون پر ایمان نہین لاتے تھے۔ دیکھو سورۃ النمل الجزو نمبر ۲۰۔

اور پھر آگے فرمایا ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ - حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ - وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اُس دن ہم ہر ایک امت مین سے اس گروہ کو جمع کرینگے جو ہمارے نشانون کو جھٹلاتے تھے اور اُن کو ہم جدا جدا جماعتین بنا دینگے یہان تک کہ جب وہ عدالت مین حاضر کئے جائینگے تو خدائے عزوجل ان کو کہے گا کہ کیا تمنے میرے نشانون کی بغیر تحقیق کے تکذیب کی یہ تمنے کیا کیا اور ان پر بوجہ ان کے ظالم ہونے کے حجت پوری ہو جائے گی اور وہ بول نہ سکین گے۔ سورۃ النمل الجزو نمبر ۲۰۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہی دابۃ الارض جو ان آیات مین مذکور ہے جس کا مسیح موعود کے زمانہ مین ظاہر ہونا ابتدا سے مقرر ہے۔ یہی وہ مختلف صورتون کا جانور

ہے جو مجھے عالم کشف مین نظر آیا اور دل مین ڈالا گیا کہ یہ طاعون کا کیڑا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کا نام دابۃ الارض رکھا کیونکہ زمین کے کیڑون مین سے ہی یہ بیماری پیدا ہوتی ہے اسی لئے پہلے چوہون پر اس کا اثر ہوتا ہے اور مختلف صورتون مین ظاہر ہوتی ہے اور جیسا کہ انسان کو ایسا ہی ہر ایک جانور کو یہ بیماری ہو سکتی ہے اسی لئے کشفی عالم مین اسکی مختلف شکلین نظر آئین اور اس بیان پر کہ دابۃ الارض در حقیقت مادہ طاعون کا نام ہے جس سے طاعون پیدا ہوتی ہے مفصلہ ذیل قرائن اور دلائل ہین

(۱) اول یہ کہ دابۃ الارض کے ساتھ عذاب کا ذکر کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ یعنی جب اُن پر آسمانی نشانون اور عقلی دلائل کے ساتھ حجت پوری ہو جائیگی تب دابۃ الارض زمین مین سے نکالا جائے گا۔ اب ظاہر ہے کہ دابۃ الارض عذاب کے موقعہ پر زمین سے نکالا جائیگا نہ یہ کہ یون ہی بیہودہ طور پر ظاہر ہو گا جس کا نہ کچھ نفع نہ نقصان۔ اور اگر کہو کہ طاعون تو ایک مرض ہے مگر دابۃ الارض لغوی معنون کے رو سے ایک کیڑا ہونا چاہئے جو زمین مین سے نکلے اس کا جواب یہ ہے کہ حال کی تحقیقات سے یہی ثابت ہوا ہے کہ طاعون کو پیدا کرنیوالا یہی ایک کیڑا ہے جو زمین مین سے نکلتا ہے بلکہ ٹیکا لگا نیکے لئے وہی کیڑے جمع کئے جاتے ہین اور اُن کا عرق نکالا جاتا ہے اور خوردبین سے ثابت ہوتا ہے کہ انکی شکل یون ہے (--) یعنے یہ شکل و نقطہ گویا آسمان پر بھی نشان کسوف خسوف دو کے رنگ مین ظاہر ہوا اور ایسا ہی زمین مین —

(۲) دوسرا قرینہ یہ ہے کہ قرآن شریف کے بعض مقامات بعض کی تفسیر ہین اور ہم دیکھتے ہین کہ قرآن شریف مین جہان کہین یہ مرکب لفظ آیا ہے اس سے مراد کیڑا لیا گیا ہے مثلاً یہ آیت فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰی مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ یعنی ہمنے سلیمان پر جب موتکا حکم جاری کیا تو جنات کو کسی نے

اُن کے مرنے کا پتہ نہ بتایا۔ مگر گھن کے کیڑے نے کہ جو سلیمان کے عصا کو کھاتا تھا۔
سورہ السبا الجزو نمبر ۲۲۔ اب دیکھو اس جگہ بھی ایک کیڑے کا نام دابۃ الارض رکھا گیا
بس اس سے زیادہ دابۃ الارض کے اصلی معنوں کی دریافت کیلئے اور کیا شہادت
ہوگی کہ خود قرآن شریف نے اپنے دوسرے مقام میں دابۃ الارض کے معنے کیڑا کیا ہے۔ سو
قرآن کے برخلاف اس کے اور معنی کرنا یہی تحریف اور الحاد اور دجل ہے۔
(۳) تیسرا قرینہ یہ ہے کہ آیت میں صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے نشانوں کی
تکذیب کے وقت میں کوئی امام الوقت موجود ہونا چاہئے کیونکہ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِم
کا فقرہ بھی چاہتا ہے کہ اتمام حجت کے بعد یہ عذاب ہو اور یہ تو متفق علیہ عقیدہ ہے کہ
خروج دابۃ الارض آخری زمانہ میں ہوگا جبکہ مسیح موعود ظاہر ہوگا تا کہ خدا کی حجت دنیا پر پوری
کرے۔ پس ایک منصف کو یہ بات جلد تر سمجھ آسکتی ہے کہ جبکہ ایک شخص موجود ہے
جو مسیح موعود ہونے کا دعوے کرتا ہے اور آسمان اور زمین میں بہت سے نشان
اس کے ظاہر ہو چکے ہیں تو اب بلاشبہ دابۃ الارض یہی طاعون ہے جس کا مسیح کے
زمانہ میں ظاہر ہونا ضروری تھا اور چونکہ یاجوج ماجوج موجود ہے اور مِنْ كُلِّ
حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ کی پیشگوئی تمام دنیا میں پوری ہو رہی ہے اور دجالی فتنے بھی انتہا
تک پہونچ گئے ہیں اور پیشگوئی یترکن القلاص فلا یسعٰی علیہا بھی بخوبی ظاہر ہو چکی
ہے۔ اور شراب اور زنا اور جھوٹ کی بھی کثرت ہوگئی ہے اور مسلمانوں میں یہودیت
کی فطرت بھی جوش مار رہی ہے تو صرف ایک بات باقی تھی جو دابۃ الارض زمین میں
سے نکلے سو وہ بھی نکل آیا۔ اس بات پر جھگڑنا جہالت ہے کہ حدیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ فلاں جگہ پھٹے گی اور دابۃ الارض وہاں سے سر نکالے گا
پھر تمام دنیا میں چکر ماریگا کیونکہ اکثر پیشگوئیوں پر استعارات کا رنگ غالب ہوتا ہے
جب ایک بات کی حقیقت کھل جائے تو ایسے اوہام باطلہ کے ساتھ حقیقت کو چھوڑنا

کمال جہالت سے ہے اسی عادت سے بدبخت یہودی قبول حق سے محروم رہ گئے

(۴) قرینہ چہارم دابۃ الارض کے طاعون ہونے پر یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں ایک رنگ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ کسی وقت بعض مسلمان بہی وہ یہودی بنجائین گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت مین تہے۔ جو آخرکار طاعون وغیرہ بلاؤن سے ہلاک کئے گئے تہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ عادت ہے کہ جب ایک قوم کو کسی فعل سے منع کرتا ہے تو ضرور اسکی تقدیر مین یہ ہوتا ہے کہ بعض انہین سے اس فعل کے ضرور مرتکب ہونگے جیسا کہ اوس نے توریت مین یہودیون کو منع کیا تہا کہ تمنے توریت اور دوسری خدا کی کتابون کی تحریف نہ کرنا۔ سو آخر ان مین سے بعض نے **تحریف** کی مگر **قرآن** مین یہ نہین کہا گیا کہ تمنے قرآن کی تحریف نہ کرنا بلکہ یہ کہا گیا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔ سو سورۃ فاتحہ مین خدا نے مسلمانون کو یہ دعا سکہلائی۔ **اهدنا الصراط المستقيم** صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ اس جگہ احادیث صحیحہ کے رو سے بکمال تواتر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ المغضوب علیہم سے مراد بدکار اور فاسق یہودی ہین جنہون نے حضرت مسیح کو کافر قرار دیا اور قتل کے درپئے رہے اور اسکی سخت توہین و تحقیر کی اور جن پر حضرت عیسیٰ نے لعنت بہیجی جیسا کہ قرآن شریف مین مذکور ہے۔ اور **الضالین** سے مراد عیسائیون کا وہ گمراہ فرقہ ہے جنہون نے حضرت عیسیٰ کو خدا سمجھ لیا اور تثلیث کے قائل ہوئے اور خون مسیح پر **نجات** کا حصر کیا اور اسکو زندہ خدا کے عرش پر بٹہا دیا

اب اس دعا کا **مطلب** یہ ہے کہ خدایا ایسا فضل کر کہ ہم نہ تو وہ یہودی بنجائین جنہون نے مسیح کو **کافر** قرار دیا تہا اور اسکے قتل کے درپئے ہوئے تہے اور نہ ہم مسیح کو خدا قرار دین اور **تثلیث** کے قایل ہون۔ چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تہا کہ **آخری زمانہ** مین اسی امت مین سے **مسیح موعود** آئیگا۔ اور بعض یہودی صفت مسلمانون مین سے اسکو **کافر** قرار دینگے اور **قتل** کے درپئے ہونگے اور اسکی سخت **توہین** و تحقیر کرینگے اور نیز **جانتا** تہا کہ اس زمانہ مین تثلیث کا مذہب **ترقی** پر ہوگا اور بہت سی بدقسمت انسان عیسائی ہو جائین گے اسلئے اس نے مسلمانون کو یہ دعا سکہلائی

اور اس دعا میں مَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ کا جو لفظ ہے وہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ وہ لوگ جو اسلامی مسیح کی مخالفت کرینگے وہ بہی خدا تعالیٰ کی نظر میں مغضوب علیہم ہونگے جیسا کہ اسرائیلی مسیح کے مخالف مغضوب علیہم تہے اور حضرت مسیح خود انجیل میں اشارہ کرتے ہیں کہ میرے منکروں پر مری یعنے طاعون پڑیگی ※ اور بعد اسکے دوسرے عذاب بہی نازل ہونگے اسلئے ضروری تہا کہ مسیح اسلامی کی تائید میں بہی یہ باتیں ظہور میں آتیں اور یہی دلائل اس بات پر بہت ہیں کہ یہی دابۃ الارض جسکا قرآن شریف میں ذکر ہے طاعون ہے اور بلاشبہ یہ زمینی بیماری ہے اور زمین میں سے ہی نکلتی ہے اس سے محفوظ رہنے کیلئے بعد اسکے جو ایک شخص اس جماعت میں داخل ہوا ور تقوے اختیار کرے تکرار سورہ فاتحہ کا حضور دل سے اور اسکے معنوں پر قایم ہونے سے بہت مؤثر ہے جو شخص طاعون کی ناگہانی آفات سے بچنا چاہتا ہے اس کیلئے اس سے بہتر اور کوئی بہی ذریعہ نہیں جو خدائے قادر ذوالجلال پر سچا ایمان لائے اور اپنے تمام اعضا کو معاصی سے بچاوے اور دین کو اور دینی خدمات کو دنیا پر مقدم رکہے اور اس سلسلہ حقہ میں صدق اور اخلاص کیساتہہ داخل ہو جائے اور دلی جوش کے ساتھ دعا میں لگا رہے اور اپنی عورتوں کو جنکے شر سے بد اثر میں وہ بہی شریک ہو سکتا ہے تکا فلانہ زندگی سے بچاوے اور کوشش کرے کہ اُس کے گہر میں ذکر الٰہی ہو پہر اسکے ساتھ قرآن شریف کے جمیع احکام کا پابند ہو کو ظاہری پلیدیوں اور ناپاکیوں سے بہی اپنے گہر کو صاف رکہے جو شخص ظاہری پلیدیوں سے نفرت نہیں کرتا اور اُسکا گہر اور اسکے گہر کا صحن ناپاک رہتے ہیں وہ اندرونی پاکیزگی میں بہی سست ہو سکتا ہے سو تم کوشش کرو کہ تمہارے گہر کا کوئی بہی حصہ ناپاک نہ ہو اور نہ ناپاک پانی اور کیچڑ بدررؤں میں کہڑا رہے اور نہ کپڑے میلے کچیلے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے جو قرآن شریف میں آچکا ہے ایسے احکام جو خدا تعالیٰ کی کتاب میں آئے ہیں وہ اسلئے آئے ہیں تا تم سمجہو کہ جسمانی سلسلہ کو روحانی سلسلہ سے ایک تعلق ہے سو تم نہ تو ظاہری طور پر زمین کے نجس حصوں کیطرف جہکو اور نہ روحانی طور پر بلکہ اگر ممکن ہو تو اوپر کے مکانوں میں رہو اور ہوادار اور روشن مکان اختیار کرو اور نہ تم باطنی طور پر زمین کیطرف جہکو بلکہ آسمان میں سے حصہ لو۔ یہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا

※ ذکریاہ ۱۴ باب میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے عہد میں سخت طاعون پڑیگی اُس زمانہ میں تمام فرقے دنیا کے متفق ہونگے کہ یروشلم کو تباہ کردیں تب انہیں دنوں میں طاعون پہوٹیگی اور اُسی دن یوں ہوگا کہ جیتا پانی یروشلم سے جاری ہوگا یعنی خدا کا مسیح ظاہر ہو جائیگا اور اس جگہ یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں ہے بلکہ وہ مقام ہے جس سے دین کے زندہ کرنیکے لئے الٰہی تعلیم کا چشمہ جوش ماریگا اور وہ قادیان ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں دار الامان ہے خدا تعالیٰ نے جیسا کہ اس اُمت کا +

کہ وہ دابۃ الارض یعنے طاعون کا کیڑا زمین میں سے نکلیگا اسمیں یہی بھید ہے کہ تا وہ اس بات کیطرف اشارہ کریں کہ وہ اسوقت نکلیگا کہ جب مسلمان اور انکے علماء زمین کیطرف جہک کر خود دابۃ الارض بنجائیں گے ہم اپنی بعض کتابوں میں یہ لکھ آئے ہیں کہ اس زمانہ کے ایسے مولوی اور سجادہ نشین جو متقی نہیں ہیں اور زمین کیطرف جہکے ہوئے ہیں یہ دابۃ الارض ہیں اور اب ہمنے اس رسالہ میں یہ لکہا ہے کہ دابۃ الارض طاعون کا کیڑا ہے۔ ان دونوں بیانوں میں کوئی شخص تناقض نہ سمجھے۔ قران شریف **ذوالمعارف** ہے اور کئی وجوہ سے اسکے معنی ہوتے ہیں[+] جو ایکدوسرے کی ضد نہیں اور جس طرح قرآن شریف یکدفعہ نہیں اترا اسی طرح اسکے معارف بہی دلوں پر یکدفعہ نہیں اترتے اسی بنا پر محققین کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معارف بہی یکدفعہ آپ کو نہیں ملے بلکہ تدریجی طور پر آپنے علمی ترقیات کا دائرہ پورا کیا ہے۔ ایسا ہی میں ہوں جو بروزی طور پر آپ کی ذات کا مظہر ہوں۔ آنحضرت کی تدریجی ترقی میں سر یہ تہا کہ آپ کی ترقی کا ذریعہ محض قران تہا پس جبکہ قران شریف کا نزول **تدریجی** تہا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **تکمیل معارف** بہی تدریجی تھی اور اسی قدم پر مسیح موعود ہے جو اسوقت تم میں ظاہر ہوا۔ علم غیب خدا تعالی کا خاصہ ہے جس قدر وہ دیتا ہے اسی قدر ہم لیتے ہیں پہلے اسی نے غیب سے مجہے یہ فہم عطا کیا کہ ایسے سست زندگی والے جو خدا اور اسکے رسول پر ایمان تو لاتے ہیں مگر عملی حالت میں بہت کمزور ہیں یہ لوگ دابۃ الارض ہیں یعنی **زمین کے کیڑے** ہیں آسمان سے انکو کچھ حصہ نہیں اور مقدر تہا کہ آخری زمانہ میں یہ لوگ بہت ہو جائیں گے اور اپنے ہونٹوں سے اسلام کی **شہادت** دینگے مگر انکے دل تاریکی میں ہونگے یہ تو وہ معنی ہیں جو پہلے ہمنے شائع کئے اور یہ معنی بجائے خود صحیح اور درست ہیں۔ اب ایک اور معنی خدا تعالی کیطرف سے اس آیۃ کے متعلق کہلے جن کو ابہی ہمنے بیان کر دیا ہے یعنی یہ کہ دابۃ الارض سے مراد وہ کیڑا بہی ہے جو مقدر تہا جو مسیح موعود کے وقت میں زمین میں سے نکلے اور دنیا کو انکی بداعمالیوں کی وجہ سے تباہ کرے یہ خوب یاد رکہنے کے لایق ہے کہ جیسی یہ آیت دو معنوں پر مشتمل ہے ایسے ہی صدہا نمونے اسی قسم کے کلام الٰہی میں پائے جاتے ہیں اور اسی وجہ سے اسکو معجزانہ کلام کہا جاتا ہے جو ایک ایک آیت

[+] جس طرح اللہ تعالی نے نباتات وغیرہ میں کئی قسم کے خواص رکہے ہیں مثلاً ایک بوٹی دماغ کو قوت دیتی ہے اور ساتھ ہی جگر کو بہی مفید ہے اسی طرح قران شریف

دس دس پہلو پر مشتمل ہوتی ہے اور وہ تمام پہلو صحیح ہوتے ہین بلکہ قرآن شریف کے حروف اور ان کے اعداد بھی معارف مخفیہ سے خالی نہین ہوتے مثلاً سورۃ **والعصر** کیطرف دیکھو کہ ظاہری معنون کی رو سے یہ بتلاتی ہے کہ یہ دنیوی زندگی جس کو انسان اس قدر غفلت سے گذار رہا ہے آخر یہی زندگی ابدی خسران اور وبال کا موجب ہو جاتی ہے اور اس خسران سے وہی بچتے ہین جو خدا ئے واحد پر سچے دل سے ایمان لاتے ہین کہ وہ **موجود** ہے اور پھر ایمان کے بعد کوشش کرتے ہین کہ اچھے اچھے عملون سے اسکو راضی کرین اور پھر اسی پر کفایت نہین کرتے بلکہ چاہتے ہین کہ اس راہ مین ہمارے جیسے اور بھی ہون جو سچائی کو زمین پر پھیلا دین اور خدا کے حقوق پر کاربند ہون اور بنی نوع پر بھی رحم کرین لیکن اس سورۃ کے ساتھ یہ ایک عجیب معجزہ ہے کہ ہمین **آدم** کے زمانہ سے لیکر **آنحضرت** کے زمانہ تک دنیا کی تاریخ **ابجد** کے حساب سے یعنی حساب جمل بتلائی گئی ہے غرض قرآن شریف مین ہزارہا معارف و حقایق ہین اور درحقیقت شمار سے باہر ہین اسی بنا پر قرآن شریف فرماتا ہے کہ آخری زمانہ مین دو قسم کے دابۃ الارض پیدا ہو جائینگے (۱) ایک تو **علماء بے عمل** جنکے دل زمین کیساتھ چسپان ہونگے زمین کی شہرت چاہین گے۔ (۲) دوسرے طاعون کا کیڑا جو بطور سزا بھی ظاہر ہوگا۔ سو اس **زمانہ** مین دونون باتین ظہور مین آگئین اور دراصل حدیثون مین ان دونون باتون کیطرف اشارہ ہے۔ **صحیح مسلم** کی ایک حدیث مین صاف لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت مین ملک مین طاعون پھوٹیگی اور شیعہ کی کتابون کی حدیثون مین بھی طاعون کا ذکر ہے۔ اور پھر ساتھ اسکے یہ بھی ذکر ہے کہ اس وقت اکثر علماء یہودی صفت ہو جائین گے یعنی محض زمین کے کیڑے بن جائین گے۔ دیکھو یہ دونون پہلو جو قرآن شریف مین سے نکلتے ہین حدیث سے ثابت ہوئے ؛

بعض نادان شیعہ نے جنہون نے حسین کی پرستش کو اسلام کا مغز سمجھ لیا ہے ہمارے رسالہ **دافع البلاء** کے دیکھنے سے بہت زہر اگلا ہے اور گالیان دیکر یہ اعتراض کیا ہے کہ کیونکر ممکن ہے کہ یہ شخص امام حسین سے افضل ہو اور جوش مین آکر یہ بھی لکھدیا ہے کہ امام حسین کی وہ شان ہے

کہ تمام نبی اپنی مصیبتوں کے وقت میں اسی امام کو اپنا شفیع ٹھیراتے تھے اور اسکی طفیل انکی مصیبتیں دور ہوتی تھیں۔ ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی مصیبت کے وقت میں امام حسین† کے ہی دست نگر تھے اور آپ کی مصیبتیں بھی امام حسین کی شفاعت سے ہی دور ہوتی تھیں۔ افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں ان سے تو زید ہی اچھا رہا جسکا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔ انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کے نص صریح کے برخلاف ہے جیسا کہ آیۃ ما کان محمد ابا احد من رجالکم سے سمجھا جاتا اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رجال میں سے تھے عورتوں میں سے تو نہیں تھے حق تو یہ ہے کہ اس آیۃ نے اس تعلق کو جو

---

† **حاشیہ** ہم اس حاشیہ میں ایک شیعہ صاحب کا اشتہار مطبوعہ مطبع شریفی پشاور درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ علی حائری صاحب نے امام حسین کی نسبت جو خیال ظاہر کیا ہے وہ خود اُن کے ہم مذہب لوگوں کی رائے میں صحیح نہیں ہے اور اس سے انکی غلطی کا اور کیا زیادہ ثبوت ہوگا کہ ان کا ہم مذہب ہی مضبوط دلیلوں سے اپنے اشتہار مندرجہ ذیل میں ان کے خیال کو رد کرتا ہے اور یہ ایک نصرت الٰہی ہے کہ عین اس رسالہ کی تحریر کے وقت ہمیں یہ اشتہار ملگیا ہے جو علی حائری صاحب کی تحریر کی حقیقت کھولنے کیلئے کافی ہے اور وہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آج یہ رسالہ وسیلۃ المستلا میری نظر سے گذرا ہر چند میں نے اپنے تئیں ضبط کیا اور دل کو سمجھایا کہ ایسے معاملات میں کیوں دخل دیتے ہو مگر دل قابو سے نکل گیا اور یہ خیال کیا کہ افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے علماء امامیہ کیسے بودے خیال کے ہیں وہ عقل خداداد سے کام نہیں لیتے اپنے علم اور شرافت کا کوئی کرشمہ نہیں دکھلاتے کیا ایک ایسے مدعی امامت کے مقابلہ میں اس قسم کے جوابات بدیں کفائت کر سکتے ہیں اور اس قسم کی روایات موضوعہ مسکت للخصم ہو سکتی ہیں۔ بخدا میں امامیہ ہو کر انصافاً کہتا ہوں کہ ہرگز یہ روایات اور استدلال من غیر کلام اللہ ایک ایسے زبردست مدعی کے بالمقابل مکتفی نہیں ہو سکتی۔ گالیاں نکالنا اور کسیکو نجس اور خبیث

امام حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ پسر دختر ہونیکے تھا نہایت ہی ناچیز کر دیا تو پھر اس قدر انکو آسمان پر چڑہانا کہ وہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہیں یہ قرآن شریف پر بھی تقدم ہے ہر ایک کو فضیلت وہی چاہیئے کہ قران سے ثابت ہو قرآن تو انکی ابنیت کی بھی نفی کرتا ہے مگر یہاں حضرات شیعہ تمام انبیاء کا انہیں کو شفیع ٹھہراتے ہیں یہ کیسی فضولی ہے یہ قول کس قدر حیا سے دور ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام امام حسین کے ہی طفیلی ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو تمام نبیوں کا نجات پانا مشکل بلکہ غیر ممکن تھا۔ ہائے افسوس کہاں ہے اسلام ان لوگوں کا جو عیسائیوں کی طرح حسین کیخاطر اس سول پر بھی زبان دراز کر رہے جو تمام انبیاء سے افضل ہے۔ کیا تعجب نہیں کہ قرآن ابو بکر کی تعریف کرے اور اسکی خلافت کی صریح لفظوں میں

بقیہ حیا شیعہ

اور ضال لکہنا اور جس قدر الفاظ ناشایستہ لعنت کے کتابوں میں درج ہیں اپنی تحریر کو اون سے مزین کرنا علم اور شرافت کو بٹا لگانا ہے۔

عقلا ربانی کا کام یہ ہے کہ دلیل اور برہان سے اپنے عندیات کو قوت دیں۔ پہر انصاف پسند طبایع پر اونکی معقولیت ظاہر کریں ناظرین حق اور باطل میں خود تمیز رکھیں گے۔

اب میں جناب مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ جناب من آپ کا مخاطب ایک مدعی امامت ہے اگرچہ آپ اوسکو کاذب اور مفتری جانتے ہیں پس اوسکے مسلمات سے اوسے ساکت کرنا لازم ہے۔ تفسیر برغانی اور طبرانی ابو نعیم وغیرہ کا حوالہ دینا یا اونکی روایات غیر صحیحہ پیش کرنا ایک مدعی امامت کے بالمقابل جسکا دعوے ہو کہ میں حکم ہو کر قران مجید اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرنیکے لئے دنیا میں آیا ہوں اپنے اوپر جہالت کا الزام قائم کرنے سے زیادہ نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا وہ نہ حنفی ہے نہ شافعی نہ مالکی نہ حنبلی اور نہ جعفری نہ مقلد نہ اہلحدیث پھر آپ حنفیوں یا شافعیوں یا مالکیوں وغیرہ کے علماء یا مفسرین کے اقوال پیش کر کے اوسکو ملزم کیونکر کر سکتے ہیں اگر وہ ان اقوال کا پابند ہو تو منصب امامت درحقیقت اسکے لئے سزاوار نہیں ہے وہ دعوی کرتا ہے کہ میں اسوقت کا حکم ہوں برغانی ہو یا طبرانی آن ہیں مفسرین کے اپنے عندیات

بشارت دے مگر حسین جو تمام انبیاء کا شفیع ہے اسکا سارے قرآن مین ذکر ندارد - پھر عجیب تر یہ بات ہے
کہ حسین کو یہ شرف بھی نصیب نہین ہوا کہ وہ موت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب دفن کیا جاتا
مگر ابو بکر و عمر جنکو حضرات شیعہ کافر کہتے ہین بلکہ تمام کافرون سے بدتر سمجھتے ہین انکو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے ایسے ملحق ہوکر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے اگر وہ کافر تھے تو خدا نے ایسا کیون کیا کافر سے
بدتر دنیا مین کوئی نہین ہوتا - کیا کوئی شیعہ راضی ہو سکتا ہے کہ اسکی پاکدامن ماں ایک نہایت کنجری کے
ساتھ دفن کردی جائے اور کافر تو زناکار سے بدتر ہے پھر خدا نے کیون ایسا کیا کوئی عقلمند اور خدا سے ڈرنے
والا اسکا جواب دے - غرض حسین کو نبیون پر فضیلت دینا بیہودہ خیال ہے ہان یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا

بقیہ حاشیہ کا ذخیرہ ہوگا یا کچھ اور۔ اگر آپ کہین کہ تفسیر قرآن ہے تو ہم کہینگے کہ پھر اس قدر مختلف الاقوال تفاسیر
جنکی تعداد ہزارہا سے بڑھ گئی کیون شایع ہوئی ہین اور انمین اختلاف ہی کیون واقع ہوا اور حضرت
مہدی آخر الزمان کی نسبت کیا آپ کے مسلمات مین درج نہین کہ وہ **اختلاف رفع** کرنیکو آوینگے
اور سب ادیان کو **ایک دین** بنا دینگے - کیا جب امام مہدی تشریف لا دینگے بلا وعظ او بلا نصیحت
اور بلا تغیر و تبدل دین خود بخود ایک ہو جاویگا آیا کچھ ترمیم و تنسیخ بھی کرینگے یا نہین - کیا وہ ظاہر
ہوکر مجتہدین کربلا کے فتوے پر چلین گے - یا مجتہدین نجف و ایران یا مجتہدین لکھنؤ و لاہور فرماوین
وہ کس مجتہد کے مقلد ہونگے اور کس کے فتوی پر عمل کرینگے نہین نہین بھول گیا وہ ضرور آپکے فتوی پر چلینگے مگر افسوس کہ آپ بھی
نہ ہونگے پر جو امام ہوتا ہے وہ کسیکا مقلد نہین ہوتا بلکہ وہ خود حکم ہوتا ہے اسلئے بالمقابل تفسیر عرفانی اور
اور دلائل النبوت کا حوالہ دینا کوئی عقلمند طبیعت اسکو جائز رکھ سکتی ہے - ہان اسکے مسلمات قرآن
مجید اور سنت صحیحہ ہین - مین بہت خوش ہوتا کہ جب آپنے سورہ انعام کی آیت یا ایہا الذین امنوا الخ
پیش کی تھی اسکی تفسیر مین **قرآن مجید** ہی سے ثابت کیا ہوتا کہ لفظ **وسیلہ** سے جو آیہ مرقومہ
بالا مین ہے حسین اور اسکے آباء کرام مراد ہین اور اپنے دعوے کو موکد کرنیکے لئے بخاری یا مسلم
کی کوئی حدیث پیش کی ہوتی جو مدعی امامت کے مسلک کی مثبت ہین یا ذرا غصہ کو تھامکر اپنی ہی تفسیرین

کے رستباز بندون مین سے تھے لیکن ایسے بندے توکروڑہا دنیا مین گذر چکے ہین اور خدا جانے
آگے کس قدر ہونگے۔ پس بلا وجہ انکو تمام انبیاء کا سردار بنانا خدا کے پاک رسولون کی سخت ہتک کرنا ہے
ایسا ہی خدا تعالی نے اور آسکے پاک رسول نے بہی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکہا ہے اور تمام خدا کے
کے نبیون نے اسکی تعریف کی ہے اور اسکو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا **مظہر** ٹہیرایا ہے اب
سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے یہ اور بات ہے کہ سنی یا شیعہ مجہکو گالیان دین یا
میرا نام کذاب دجال رکہین لیکن جس شخص کو خدا تعالی بصیرت عطا کریگا اور وہ مجہے پہچان لیگا
کہ مین مسیح موعود ہون اور وہی ہون جس کا نام سرور انبیاء نے **نبی اللہ** رکہا ہے اور اسکو **سلام** کہا ہے

بقیہ حاشیہ کیطرف رجوع کیا ہوتا کہ وہ کیا کہتے ہین جہانتک مین اپنی تفسیرون کو دیکہتا ہون انمین بہی اس آیت کی تفسیر
مین مختلف اقوال ہین۔ ایک شخص بیہقی اور حاکم اور ابونعیم کا حوالہ دیتا ہے اور ایک اپنے یا واقعہ بیان کرتا ہے
دوسرا آسکے بالمقابل قرآن مجید سے نکال کر خدا کا کلام پیش کرتا ہے اور اپنے دعوی کیواسطے سنت صحیحہ
اور حدیث پیش کرتا ہے ہم کس کو مانین اور کس کو جانین کہ وہ عالم اور عامل بالقرآن ہے۔ اسکے آگے
آپ فرماتے ہین ثابت ہے کہ حسین ؑ اور انکے آبا اطہار کو انبیاء و اوصیا نے سخت تکلیف کے وقت خدا
اور اپنے درمیان وسیلہ قرار دیا ہے جسکی وجہ سے انکی حاجتین پوری ہوئین۔ آپ اپنے زعم کی بنیاد مجاہد
اور طبرانی اور حاکم وغیرہ کا قول قرار دیتے ہین اور آیت فتلقی آدم من ربہ کلمت کو اپنے زعم
کی تفسیر قرار دیتے ہین۔ گویا آپ کا قول مجمل تہا جو پہلے سی کسی کتاب آسمانی مین مرجے چلا آتا تہا قرآن نے
اسکی تصریح کر دی ہے۔ برین علم و دانش بباید گریست ؎
اسی فہم لطیف کے بہروسہ پر اپنے مخالف پر طعن کرتے ہین ذرا انصاف کرین اور اپنی ہی کتابون کو دیکہین
کہ کیا علماء اور مفسرین امامیہ نے کلمات کی تفسیر مین صرف انہی نامہائے مبارک پر حصر تفسیر کہا ہے میرے
پاس اسوقت تین تفسیرین امامیہ کی موجود ہین۔ تفسیر عمدۃ البیان۔ خلاصۃ المنہج۔ مجمع البیان۔ انمین بہت
سے مختلف اقوال درج ہین۔ پہر حیات القلوب نکالکر جلد اول صفحہ ۵۶ و ۵۷ مین روایات مختلفہ کا حال

* علی حائری صاحب نے اپنے رسالہ تبصرۃ العقلاء مین اس بات پر بہی زور دیا ہے کہ اہل بیت کے برابر غیر اہل بیت نہیں ہو سکتا اسکا مختصر جواب یہ ہے
کہ مساوات کی جڑہ کی یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں سو میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب
سادات سے ہیں ...

اور اپنا دوسرا پانو اسکو قرار دیا ہے اور **خاتم الخلفاء** ٹھیرایا ہے وہ مجھے اسی طرح افضل سمجھے گا جس طرح خدا اور رسول نے سمجھا فضیلت وہی ہے کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے اور جامع کمالات متفرقہ ہے پھر اگر درحقیقت میں وہی مسیح موعود ہوں

بقیہ حاشیہ دیکھیں کہ کس قدر اقوال نقل کئے گئے ہیں اور ہر ایک کو علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ بسند صحیح از امام محمد باقر منقول ہست در حدیث معتبر دیگر منقول است وبسند صحیح از حضرت صادق منقول ہست وغیرہ وغیرہ کرکے لکھا ہے۔ پھر مولینا صاحب جب آپ کے گھر میں ہی روایات متعددہ مختلفہ ہیں تو مہربان من آپنے کلمات کی تفسیر میں جزم کس طرح کرلیا کہ اون سے مراد اسماء پنجتن پاک ہیں اور پھر اوسپر متفق علیہ کا جملہ جڑ دیا۔ اسمیں تو علماء اور مفسرین اما میہ ہی متفق نہیں اور وں کا تو کیا ذکر۔ اسکے آگے آپ ارقام فرماتے ہیں کہ تہتر مذہب کے متفق علیہ حدیثوں سے یہی ثابت ہے کہ حضرت نوح ؑ نے طوفان کیوقت اور حضرت ابراہیم ؑ نے الی آخرہ۔ خوامہربانی تہتر مذہب کے اتفاق کا جو آنجناب نے دعوے کیا ہے ہر ایک مذہب والیکی ایک ایک حدیث اس مضمون کے متعلق درج فرما دیں۔ اور ہم آپکی اون احادیث پیش کردہ میں مطابق اصول احادیث جرح بھی نہ کرینگے خواہ وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہوں صرف مذہب والیکا نام اور حدیث کے وہ عربی الفاظ جو لقبیدروات درج کئے گئے ہوں معہ حوالہ کتب جسمیں وہ حدیث نقل کیگئی ہے مرحمت فرما دیں۔ پھر میں اصل مطلب کیطرف عود کرکے آپسے دریافت کرتا ہوں کہ آپ سالہ کے سر پر عبارت درج فرماتے ہیں جسکے الفاظ یہ ہیں (اسکے رد میں اور امام حسین کی فضیلت بغیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء پر)۔ (۱) ان الفاظ کے ثبوت میں آپنے کونسا قول خدا کا ذکر کیا ہے جہاں اللہ جلشانہ نے فرمایا ہو کہ امام حسین ؑ افضل ہیں تمام انبیاء پر اجمالی طور یا تفصیلی طور جدا جدا انبیاء علیہم السلام کے نام ذکر کرکے۔ (۲) کسی حدیث صحیح میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ حسین افضل ہیں تمام انبیاء سے۔ (۳) امام حسین ؑ نے خود فرمایا ہو کہ میں افضل ہوں تمام انبیاء سے سوائے آنحضرت کے (۴) باقی آئمہ اہلبیت ؑ میں سے کسی امام نے فرمایا ہو کہ امام حسین ؑ افضل ہیں تمام انبیاء سابقہ سے سوائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اب ہم آپکا منطقی ثبوت دیکھتے ہیں کہ کہاں آپنے منطق کا صغری اور کبرا قائم کرکے اسکا ثبوت دیا ہے ہاں (الاشارۃ تکفی للعاقل) چونکہ تمام انبیاء نے حضرت حسین علیہ السلام اور اونکے آبا کرام کو وسیلہ اپنی دعا کا

حاشیہ ۱؎ سوا اس کے یہ مرتبہ فضیلت جو ہماری خاندان کو حاصل ہے صرف الہامی روایتوں تک محدود نہیں بلکہ خدا نے اپنی پاک وحی سے اسکی ... اور یہ اہلبیت میں سے ہے حسن کے مشرب پر ہے اور پھر ایک اور وحی میں فرماتا ہے الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر والنسب۔ اس خدا کو تعریف ہے جس نے تمہیں سادات کا داماد بنایا اور نیز نسب عالی بھی عطا کی جس میں خون فاطمی ملا ہوا ہے اور پھر ایک کشف میں جو براہین احمدیہ میں مندرج ہے میرے پر ظاہر کیا گیا کہ میرا سر مثلون کیطرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہے۔ علاوہ اس کے جس شخص کو خدا نے مسیح موعود بنایا یا صدہا نشان دیکر اور اسکو رسول صلعم نے ائمہ اہل بیت میں سے قرار دیا اور اسکو مظہر صفات جمیع انبیاء ٹہرایا اسکی نسبت یہ زبان درازیاں کرنا خدا اور رسول پر حملہ کرنا ہے۔ منہ

تو خود سوچ لو کہ حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہئے اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صدہا نشان کیوں دکھلائے اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے ؁

نقشہ حیا میں گردانا ہے۔ **نوٹ** (اسکا ثبوت ابھی آپ کے ذمہ باقی ہے) اور اسی کے ذریعہ سے انکی دعائیں قبول ہوئیں اسلئے جسکا وسیلہ ڈالا جاتا ہے اور اسکے طفیل انبیاء علیہم السلام کی دعائیں قبول ہوتی ہیں وہ وسیلہ ضرور خدا کے نزدیک افضل ہوتا ہے ورنہ انبیاء علیہم السلام اسکو وسیلہ نہ گردانتے یہ ہے آپ کی انوکھی منطق اور پوسیدہ علم کلام مثالاً۔ کیا اگر کوئی حکیم کسی مریض کو ایک نسخہ بتلا دے کہ اگر تم یہ نسخہ استعمال کرو تو تم اچھے ہو جاؤ گے اور تمہارا مرض سلب ہو جائیگا اور ایسا اتفاق بھی ہو جاوے کہ وہ مریض اچھا ہو جاوے تو کوئی عاقل اس سے یہ نتیجہ نکالیگا کہ وہ نسخہ افضل ہے بیمار سے۔ تعجب کا مقام ہے کہ جس الزام پر آپنے اپنے مخالف کو کوسا کہ حسین سے اپنے کو افضل بتلاتے ہیں خود اسمیں مبتلا ہوگئے کہ خود حسین کی فضیلت تمام انبیاء پر ثابت کرنے لگے پھر دعوے تو اس قدر مگر دلیل ندارد۔ آپکو چاہئے تھا کہ فضیلت کے وہ مدارج تحریر کرتے کہ ان باتوں سے حسین ؑ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ علماء امامیہ نے حضرت علی ؑ کی فضیلت ثابت کرنیکے لئے بالمقابل باقی صحابہ کے مدارج فضیلت قایم کئے ہیں۔ آپ کو چاہئے تھا کہ (مثالاً) تحریر کرتے کہ حضرت امام مظلوم حسین ؑ عابد تھے اور اسکے بالمقابل حضرت آدم یا حضرت نوح کی عبادت ان سے بہت کم تھی یا حضرت حسین صابر اور شاکر تھے اور اسکے بالمقابل دیگر فلاں فلاں انبیاء میں صبر اور شکر کم تھا اور اس کمی کو اس ترازو میں بھی وزن کرتے جو آپکے پاس ہے وغیرہ وغیرہ۔ جب اس قسم یا اس جیسے جو بخیال آپکے وجہ فضیلت قرار پا سکتے ہوں تمام مدارج اور اصول فضیلت بالمقابل باقی انبیاء علیہم السلام کے آپ بیان فرماتے اور انکو نص یا حدیث صحیح اور تواتر اور تعامل قومی سے بھی موکد کرتے تب اہل حق پر ظاہر ہو جاتا کہ واقعی امام حسین افضل ہیں دیگر انبیاء پر یہ خشک منطق کہ چونکہ انبیاء گذشتہ نے حسین کو وسیلہ اپنی دعاؤں میں خدا کے پاس گردانا ہے اسلئے وہ افضل ہیں ہمارے کس کام۔ اوّل تو آپ قرآن سے ثابت کریں کہ واقعی حضرت آدم ؑ نے حسین کا نام لیکر انکو وسیلہ گردانا تھا۔ اس وقت حسین کہاں تھا نام لکھا ہوا دیکھا کہاں ذکر ہے قرآن میں کہ حضرت آدم نے ساق عرش پر اسماء پنجتن لکھے ہوئے دیکھے کہاں ذکر ہے کہ آدم نے

کتاب سیف چشتیائی

یہ کتاب مجھکو یکم جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کو بذریعہ ڈاک ملی ہے جسکو پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے شائد اس غرض سے بھیجا ہے کہ تا وہ اس بات سے اطلاع دیں کہ انہون نے میری کتاب اعجاز المسیح اور نیز شمس بازغہ کا جواب

بقیہ حاشیہ — دیکھکر سمجھ بھی لیا کہ یہ حسین یا پنجتن پاک میرے سے چھ ہزار سال بعد پیدا ہونگے کس نے اُن کے دل مین القا کیا اور القاء کرنیکا ذکر قران مین کہان ہے قرآن مجید مین تو صاف ہے اور ایک لطیف بیان اپنے اندر رکھتا ہے دیکھو جہان اسماء کی تعلیم کا ذکر ہے وہان اللہ جلشانہ نے صاف فرمایا ہے کہ وعلم ادم الاسماء کلها فقال انبئونی باسماء هؤلاء قال یا ادم انبئهم باسمائهم فلما انباهم باسمائهم - مگر اسجگہ تو فتلقی ادم من ربه کلمات صاف ہے - دوسرے موقعہ پر یعنے حضرت آدم کے قصہ مین قرآن شریف نے کلمات کی تفسیر کردی ہے سورۃ اعراف ربنا ظلمنا انفسنا الخ اب جبکی تصریح خود قرآن کریم نے کردی ہو نہ کنایہ اور اشارہ سے بلکہ صاف الفاظ مین - اور کچھ ابہام اور شک بھی باقی نہ رہتا ہو - پھر ایسی معقول استدلال قرآنی کو چھوڑکر آپ کے یا برغانی کے زعم کی پیروی کون عقلمند کرسکتا ہے ؟

(میان) سید علی ہمدانی اور طبرانی نے لکھا ہے اپنی اپنی کتابون مین - اے مدعی علم و تحقیق کیا یہ لوگ معصوم تھے کہ جو کچھ انہون نے اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہے وہ واجب الاخذ ہے یا اُن پر وحی نازل ہوتی تھی یا حضرت آدم خواب مین آکر اُن کو بتلا گئے تھے کہ ابتلا کے وقت مینے یہ نام لئے تھے - (اکنتم شهداء ام علی الله تفترون) وہ سیکڑون سالون کے بعد زمانہ مین ہوکر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ایسا فرمایا ہے - اور منقولی روایت جس کے صحت کا کوئی معیار انکے پاس نہین اپنی اپنی کتابون مین درج کردی -

لکھ دیا ہے اور اس کتاب کے پہونچنے سے پہلے ہی مجھکو یہ خبر پہونچ چکی تھی کہ اعجاز المسیح کے مقابل پر وہ ایک کتاب لکھ رہے ہیں مگر مجھ کو یہ امید نہ تھی کہ وہ میری عربی کتاب کا جواب اردو میں لکھیں گے بلکہ مجھے یہ خیال تھا کہ چونکہ اکثر باسمجھ لوگوں نے پیر صاحب کی اس مکارانہ کارروائی کو پسند نہیں کیا

شبہ ۱۱ بقیہ حاشیہ سنئیے رسول خدا نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے بعد بہت کذاب پیدا ہونگے اور جھوٹی حدیثیں میرے نام سے روایت کرینگے پس تمکو لازم ہے کہ اس وقت حدیث کو کتاب اللہ پر عرض کرو اگر موافق ہو تو لے لو ورنہ ترک کرو۔ پھر ہم بغیر اس معیار کے کسی حدیث کو کیونکر صحیح سمجھ سکتے ہیں جبکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معیار تصحیح حدیث بتلا دیا ہے۔ اور مولانا صاحب نے بھی اس حدیث کو اپنے کسی رسالہ میں ذکر کیا ہوا ہے۔ پس یہ بات کہ جو حدیث کسی کتاب میں لکھی ہو وہ درحقیقت حدیث رسول ہوگی امر مسلم نہ رہا بلکہ جو حدیث مطابق کتاب اللہ ہوگی وہ حدیث رسول ہوگی۔ دیکھیں اصول کافی کتاب العلم امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف فدعوہ کل حدیث لایوافق کتاب اللہ فھو زخرف اصول کافی کے دیباچہ ہی میں نظر کریں کہ ہمارے شیخ المحدثین اپنے شیعوں کی احادیث کی نسبت کیا تحریر فرماتے ہیں۔ طرفہ بریں یہ کہ آپ تو ان علماء جن کی روایات آپنے پیش کی ہیں تبرا بھیجتے ہیں پھر اون سے حجت پکڑنا چہ معنی دارد۔ دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو آپ میرزا صاحب کے اصول سے بکلی ناواقف ہیں یا عوام کو دھوکہ دیتے ہیں اب آخری فیصلہ بھی ذرہ سن لیں۔ غایۃ المقصود حصہ اول صفحہ ۱ سطر ۹ ملاحظہ ہو۔ جناب مولانا صاحب نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ (نبوت افضل از امامت است قطعًا) اس جگہ امام حسین خود واقعی امام تھے انکی نسبت کوئی استثناء ذکر نہیں فرمایا گیا پھر کس طرح یہ بات کہی جاتی ہے کہ امام حسین ؑ افضل ہیں سب انبیاء سے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ؎

خاکسار

نذر علی از پشاور ۱۹۰۲ء

جو انہون نے لاہور مین کی تہی ✝ اِسلئے ندامت مذکورہ بالا کا داغ دہونے کے لئے ضرور انہون نے یہ ارادہ کیا ہوگا کہ میرے مقابل تفسیر نویسی کیلئے کچھ طبع آزمائی کرین اور میری کتاب اعجاز المسیح کی مانند سورۃ فاتحہ کی تفسیر عربی فصیح بلیغ مین شائع کردین تا لوگ یقین کرلین کہ پیر جی عربی بہی جانتے ہین اور تفسیر بہی لکہہ سکتے ہین لیکن افسوس کہ میرا یہ خیال صحیح نہ نکلا جب انکی کتاب سیف چشتیائی مجہے ملی تو پہلے تو اس کتاب کو ہاتہہ مین لیکر مجہے بڑی خوشی ہوئی کہ اب ہم انکی عربی تفسیر دیکہین گے اور بمقابل اسکے ہماری تفسیر کی قدر و منزلت لوگون پر اور بہی کہل جائیگی۔ مگر جب کتاب کو دیکہا گیا اور اسکو اُردو زبان مین لکہا ہوا پایا اور تفسیر کا نام و نشان نہ تہا۔ تب تو بے اختیار انکی حالت پر رونا آیا ۴۹

✝ حاشیہ لاہور مین جو ایک قابل شرم کارروائی پیر مہر علیشاہ صاحب سے ہوئی وہ یہ تہی کہ انہون نے بذریعہ ایک پُرفریب حیلہ جوئی کے اس مقابلہ سے انکار کر دیا جسکو وہ پہلے منظور کرچکے تہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ جب میری طرف سے متواتر دنیا مین اشتہارات شایع ہوئے کہ خدا تعالی کے تائیدی نشانون مین سے ایک یہ نشان بہی مجہے دیا گیا ہے کہ مین فصیح بلیغ عربی مین قرآن شریف کی کسی سورۃ کی تفسیر لکہہ سکتا ہون اور مجہے خدا تعالی کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ میرے بالمقابل اور بالمواجہہ بیٹہہ کر کوئی دوسرا شخص خواہ وہ مولوی ہو یا کوئی فقیر گدی نشین ایسی تفسیر ہرگز لکہہ نہین سکیگا اور اس مقابلہ کیلئے پیر جی موصوف کو بہی بلایا گیا تا وہ اگر حق پر ہین تو ایسی تفسیر بالمقابل بیٹہہ کر لکہنے سے اپنی کرامت دکہلاوین یا ہمارے دعوی کو قبول کرین۔ تو اول تو پیر جی نے دور بیٹہے یہ لاف ماردی کہ اس نشان کا مقابلہ مین کرون گا لیکن بعد اسکے انکو میری نسبت بکثرت روائتین پہنچ گئین کہ اس شخص کی قلم عربی نویسی مین دریا کی طرح چل رہی ہے اور پنجاب و ہندوستان کے تمام مولوی ڈر کر مقابلہ سے کنارہ کش ہوگئے ہین تب اسوقت پیر جی کو سوجہی کہ ہم بے موقعہ پہنس گئے آخر حسب مثل مشہور کہ مرتا کیا نہ کرتا انکار کیلئے یہ منصوبہ تراشا کہ ایک اشتہار شایع کر دیا کہ ہم بالمقابل بیٹہکر تفسیر لکہنے کیلئے تیار تو ہین مگر ہماری طرف سے یہ شرط ضروری ہے کہ تفسیر لکہنے سے پہلے عقاید مین بحث ہوجائے کہ کس کے عقائد صحیح اور مسلّم اور مدلّل ہین اور مولوی

یہ کتاب اگرچہ اس لایق نہ تھی کہ ایک نظر بھی اُسکو دیکھہ سکیں کیونکہ مولف کتاب نے جیسا کہ اُسکو چاہیئے تھا بالمقابل عربی تفسیر لکھکر اپنی معجزانہ طاقت کا کچھہ ثبوت نہیں دیا اور جس غرض کو ادا کرنا تھا وہ اس قدر لمبی مدت میں بھی اُسکو ادا نہیں کر سکا بلکہ مقابلہ سے مُنہ پھیر کر اپنی درماندگی کی نسبت اپنے ہاتھ سے مُہر لگا دی* اور آپ **گواہی دیدی** کہ درحقیقت اعجاز المسیح خدا کی طرف سے **ایک نشان** ہے جس کی نظیر پر وہ قادر نہ ہو سکا تاہم میں نے اِس اُردو کتاب کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بجز بیہودہ نکتہ چینیوں کے کوئی امر بھی اُس میں قابل التفات نہیں اور نکتہ چینی بھی ایسی کمینہ پن اور جہالت کی کہ اگر اُسکو ایک جائز اعتراض سمجھا جائے تو نہ اس سے قرآن شریف باہر رہ سکتا ہے اور نہ احادیث نبویہ۔ اور نہ اہل ادب کی کتابوں میں سے کوئی کتاب ⁘

اب نکتہ چینی کو غور سے سُنو کہ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ اس کتاب اعجاز المسیح میں جو دو سو صفحہ کی کتاب ہے چند فقرے جو اکٹھا کرنے کی حالت میں چار سطر سے زیادہ نہیں ہیں انہیں سے بعض مقامات حریری اور بعض قرآن شریف سے اور بعض کسی اور کتاب سے مسروقہ ہیں اور بعض کسیقدر تغییر تبدیل کیا نہ لکھے گئے ہیں اور بعض عرب کی مشہور مثالوں میں سے ہیں یہ ہماری چوری ہوئی جو پیر صاحب نے پکڑی کہ بیس ہزار فقرہ میں سے دس باران فقرے جنمیں سے کوئی آیت قرآن شریف کی اور کوئی عرب کی مثال اور کوئی بقول اُنکے

بقیہ حاشیہ محمد حسین بٹالوی کہ جو نزول مسیح میں انہیں کے ہم عقیدہ ہیں اس تصفیہ کیلئے منصف مقرر کئے جائیں پھر اگر مولوی صاحب موصوف یہ کہدیں کہ پیر جی کے عقاید صحیح ہیں اور مسیح ابن مریم کے متعلق جو کچھ انہوں نے سمجھا ہے وہی ٹھیک ہے تو فی الفور اسی جلسہ میں یہ راقم انکی بیعت کرے اور انکے خادموں اور مریدوں میں داخل ہو جائے اور پھر تفسیر نویسی میں بھی مقابلہ کیا جائے۔ یہ اشتہار ایسا نہ تھا کہ اسکا مکر اور فریب لوگوں پر کھل نہ سکے آخر عقلمند لوگوں نے تاڑ لیا کہ اِس شخص نے ایک قابل شرم منصوبہ کے ذریعہ سے انکار کر دیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکے بعد بہت سے لوگوں نے میری بیعت کی اور خود انکے بعض مرید بھی اُن سے بیزار ہو کر بیعت میں داخل ہوئے یہاں تک کہ ستر ہزار کے قریب بیعت کرنیوالوں کی تعداد پہنچ گئی اور مولویوں اور پیرزادوں اور گدی نشینوں کی حقیقت لوگوں پر کھل گئی کہ وہ ایسی کارروائیوں سے حق کو ٹالنا چاہتے ہیں — منہ

* گویا اُن کا نام مہر علی نہیں ہے بلکہ مُہر علی ہے کیونکہ وہ اپنے عاجز اور ساکت رہنے سے کتاب اعجاز المسیح کے اعجاز پر مُہر لگاتے ہیں — منہ

حریری یا ہمدانی کے کسی فقرہ سے توارد تہا۔ افسوس کہ ان کو اس اعتراض کے کرتے ہوئے ذرہ شرم نہیں آئی اور ذرہ خیال نہیں کیا کہ اگر ان قلیل اور دو چار فقروں کو توارد نہ سمجہا جائے جیسا کہ ادیبوں کے کلام مین ہوا کرتا ہے اور یہ خیال کیا جائے کہ یہ چند فقرے بطور اقتباس کے لکہے گئے تو اسمین کونسا اعتراض پیدا ہو سکتا ہے خود حریری کی کتاب مین بعض آیات قرآنی بطور اقتباس موجود ہین ایسا ہی چند عبارات اور اشعار دوسرون کے بغیر تغییر تبدیل کے اسمین پائے جاتے ہین اور بعض عبارتین ابو الفضل بدیع الزمان کی اسمین بعینہ ملتی ہین تو کیا اب اس راسے ظاہر کیجائے کہ مقامات حریری سب کی سب مسروقہ ہے بلکہ بعض نے تو ابو القاسم حریری پر یہان تک بدظنی کی ہے کہ اسکی ساری کتاب ہی کسی غیر کی تالیف ٹہرائی ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ ایکدفعہ فن انشا مین کامل سمجہ کر ایک امیر کے پاس پیش کیا گیا اور امتحاناً حکم ہوا کہ ایک اظہار کو عربی فصیح بلیغ مین لکہے مگر وہ لکہہ نہ سکا اور یہ امر اسکے لئے بڑی شرمندگی کا موجب ہؤا مگر تاہم وہ ادبا مین بڑی عظمت کے ساتہہ شمار کیا گیا اور اسکی مقامات حریری بڑی عزت کے ساتہہ دیکہی جاتی ہے۔ حالانکہ وہ کسی دینی یا علمی خدمت کے لئے کام نہین آسکتی کیونکہ حریری اِس بات پر قادر نہین ہو سکا کہ کسی سچے اور واقعی قصہ یا معارف اور حقائق کے اسرار کو بلیغ فصیح عبارت مین قلمبند کرکے یہ ثابت کرتا کہ وہ الفاظ کو معانی کا تابع کر سکتا ہے۔ بلکہ اوس نے اول سے آخر تک معانی کو الفاظ کا تابع کیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ وہ ہرگز اِس بات پر قادر نہ تہا کہ واقعہ صحیحہ کا نقشہ عربی فصیح بلیغ مین لکہہ سکے لہذا ایسا شخص جسکو معانی سے غرض ہے اور معارف حقائق کا بیان کرنا اُسکا مقصد ہے وہ حریری کے جمع کردہ ہڈیون سے کوئی مغز حاصل نہین کر سکتا یہ اور بات ہے کہ کسی کے کلام کا اتفاقاً خدا تعالی کیطرف سے بعض فقرات مین کسی سے توارد ہو جائے کیونکہ بعض محاورات ادبیہ کا کوچہ ایسا تنگ ہے کہ یا تو اسمین بعض ادباء کو بعض سے توارد ہوگا اور یا ایک شخص ایک ایسے محاورہ کو ترک کرے گا جو واجب الاستعمال ہے ظاہر ہے کہ جس مقام پر خصوصیات بلاغت کے لحاظ سے ایک جگہ پر مثلاً اِقْتَحَمَ کا لفظ اختیار کرنا ہے نہ اور کوئی لفظ تو اِس لفظ پر تمام ادباء کا بالضرور توارد ہو جائیگا اور ہر ایک کے منہ سے یہی لفظ نکلیگا۔ ہان ایک جاہل غبی جو اسالیب بلاغت سے بیخبر اور فروق مفردات سے ناواقف ہے وہ اسکی جگہ پر کوئی اور لفظ بول جائیگا اور ادباء کے نزدیک

قابل اعتراض ٹھہریگا۔ ایسا ہی ادبار کو یہ اتفاق بہی پیش آجاتا ہے کہ گو بیس شخص ایک مضمون کے ہی لکھنے والے ہوں جو بیس آپ ادیب اور بلیغ ہوں مگر بعض صورتوں کے ادا کے بیان میں ایک ہی الفاظ اور ترکیب کے فقرہ پران کا توارد ہوجائے گا اور یہ باتیں ادبار کے نزدیک مسلمات میں سے ہیں جنہیں کسی کو کلام نہیں۔ اور اگر غور کرکے دیکھو تو ہر ایک زبان کا یہی حال ہے اگر اردو میں بہی مثلاً ایک فصیح شخص تقریر کرتا اور اُسمیں کہیں کہیں مثالیں لاتا ہے کہیں دلچسپ فقرے بیان کرتا ہے تو دوسرا فصیح بہی اُسی رنگ میں کہہ دیتا ہے اور سمجھ ایک پاگل آدمی کے کوئی خیال نہیں کرتا کہ یہ سرقہ ہے انسان تو انسان خدا کے کلام میں بہی یہی پایا جاتا ہے۔ اگر بعض پر فصاحت فقرے اور مثالیں جو قرآن شریف میں موجود ہیں اُنہیں شعراء جاہلیت کے قصاید میں دیکہی جائیں تو ایک لمبی فہرست طیار ہوگی اور ان امور کو محققین نے جائے اعتراض نہیں سمجہا بلکہ اسی غرض سے ائمہ راشدین نے جاہلیت کے ہزارہا اشعار کو حفظ کر رکہا تہا اور قرآن شریف کی بلاغت فصاحت کے لئے اُنکو بطور سند لاتے تہے۔

یہ بات بہی اس جگہ بیان کردینے کے لایق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بہی اپنی نسبت دیکہتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکہتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجہے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اُردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے (۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور میں اُسکو لکہتا جاتا ہوں اور گو اُس تحریر میں مجہے کوئی مشقت اُٹہانی نہیں پڑتی مگر وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچہہ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بہی اُسکے فضل کیساتہہ ممکن تہا کہ اسکی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے کسیقدر مشقت اُٹہا کر اور بہت سا وقت لیکر اُن مضامین کو میں لکہہ سکتا واللہ اعلم۔ (۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے[۱] اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت لکہتا ہوں اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجہے معلوم نہیں ہیں تب ان کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی متلو کی طرح روح القدس میرے دل

میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اس وقت میں اپنی حس سے غائب ہوتا ہوں مثلاً عربی عبارت کے سلسلہ تحریر میں مجھے ایک لفظ کی ضرورت پڑی جو ٹھیک ٹھیک **بسیاری عیال** کا ترجمہ ہے اور وہ مجھے معلوم نہیں اور سلسلہ عبارت اُسکا محتاج ہے تو فی الفور دل میں وحی متلو کی طرح لفظ **ضفف** ڈالا گیا جسکے معنی ہیں بسیاری عیال۔ یا مثلاً سلسلہ تحریر میں مجھے ایسے لفظ کی ضرورت ہوئی جسکے معنی ہیں غم و غصہ سے چپ ہو جانا اور مجھے وہ لفظ معلوم نہیں تو فی الفور دل پر وحی ہوئی کہ **وجوم**۔ ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے وقت میں صدہا بنے بنائے فقرات وحی متلو کی طرح دل پر وارد ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی **فرشتہ** ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے اور بعض فقرات آیات قرآنی ہوتے ہیں یا اُن کے مشابہ کچھ تھوڑے سے تصرف سے اور بعض اوقات کچھ مدت کے بعد پتہ لگتا ہے کہ فلاں عربی فقرہ جو خدا تعالیٰ کیطرف سے بزنگ وحی متلو القا ہوا تھا وہ فلاں کتاب میں موجود ہے چونکہ ہر ایک چیز کا خدا مالک ہے اس لئے وہ یہ بھی اختیار رکھتا ہے کہ کوئی عمدہ فقرہ کسی کتاب کا یا کوئی عمدہ شعر کسی دیوان کا بطور وحی میرے دل پر نازل کرے یہ تو زبان عربی کے متعلق بیان ہے مگر اس سے زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے اُن زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں کچھ نمونہ اُنکا لکھا گیا ہے اور مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہی عادت اللہ میرے ساتھ ہے اور یہ نشانوں کے قسم میں سے ایک نشان ہے جو مجھے دیا گیا ہے جو مختلف پیرایوں میں امور غیبیہ میرے پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور میرے خدا کو اسکی کچھ بھی پرواہ نہیں کہ کوئی کلمہ جو میرے پر بطور وحی القا ہو وہ کسی عربی یا انگریزی یا سنسکرت کی کتاب میں درج ہو کیونکہ میرے لئے وہ غیب محض ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بہت سی توریت کے قصے بیان کرکے انکو علم غیب میں داخل کیا ہے کیونکہ وہ قصے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب تھا گو یہودیوں کیلئے وہ غیب نہ تھا۔ پس یہی راز ہے جسکی وجہ سے میں ایک دنیا کو معجزہ عربی بلیغ کی تفسیر نویسی میں بالمقابل بلاتا ہوں ورنہ انسان کیا چیز اور ابن آدم کیا حقیقت کہ غرور

اور تکبر کی راہ سے ایک دنیا کو اپنے مقابل پر بلاوے یہ عجیب بات ہے کہ بعض اوقات بعض فقرون
مین خدا تعالیٰ کی وحی انسانون کی بنائی ہوئی صرفی نحوی قواعد کی بظاہر اتباع نہین کرتی مگر ادنیٰ
توجہ سے تطبیق ہوسکتی ہے اسی وجہ سے بعض نادانون نے قرآن شریف پر بھی اپنی مصنوعی نحو کو
پیش نظر رکھہ کر اعتراض کئے ہین مگر یہ تمام اعتراض بیہودہ ہین۔ زبان کا علم وسیع خدا کو ہے نہ کسی اور کو
اور زبان جیسا کہ تغیر مکانی سے کسیقدر بدلتی ہے ایسا ہی تغیر زمانی سے بھی تبدیلیان ہوتی رہتی
ہین۔ آجکل کی عربی زبان کا اگر محاورہ دیکھا جائے جو مصر و مکہ اور مدینہ اور دیار شام وغیرہ مین بولی جاتی
ہے تو گویا وہ محاورہ صرف و نحو کے تمام قواعد کی بیخکنی کر رہا ہے اور ممکن ہے کہ اسی قسم کا محاورہ کسی
زمانہ مین پہلے بھی گذر چکا ہو پس خدا تعالیٰ کی وحی کو اس بات سے کوئی روک نہین ہے کہ بعض فقرات
گذشتہ محاورہ یا موجودہ محاورہ کے موافق بیان کرے اسی وجہ سے قرآن مین بعض خصوصیات
ہین علاوہ اسکے اس ملک مین صرفی نحوی قواعد سے بھی لوگون کو اچھی طرح واقفیت نہین اصل بات یہ ہے کہ
جبتک زبان عرب مین پورا پورا توغل نہ ہو اور جاہلیت کے تمام اشعار نظر سے نہ گذر جائین اور کتب قدیمہ مبسوطہ
لغت جو محاورات عرب پر مشتمل ہین غور سے نہ پڑہے جائین اور وسعت علمی کا دائرہ کمال تک نہ پہنچ جائے
تبتک عربی محاورات کا کچھہ بھی پتہ نہین لگتا اور نہ اونکی صرف اور نحو کا باستیفاء علم ہوسکتا ہے۔ ایک نادان
نکتہ چینی کرتا ہے کہ فلان صلہ درست نہین یا ترکیب غلط ہے اور اسی قسم کا صلہ اور اسی قسم کی ترکیب اور
اسی قسم کا صیغہ قدیم جاہلیت کے کسی شعر مین نکل آتا ہے اور اس ملک مین جو لوگ علماء کہلاتے ہین بڑی دوڑ
انکی قاموس تک ہے حالانکہ قاموس کی تحقیق پر بہت جرح ہوئی ہین اور کئی مقامات مین اس نے دھوکہ
کہایا ہے۔ یہ بیچارے جو علماء یا مولوی کہلاتے ہین انکو تو قدیم معتبر کتابون کے نام بھی یاد نہین اور نہ انکو
تحقیق اور توغل زبان عربی سے کچھہ دلچسپی ہے۔ مشکوٰۃ یا ہدایہ پڑھہ لیا تو مولوی کہلائے اور پہر وہ بڑہ
بیٹ کیلئے وعظ کرنا شروع کر دیا۔ اگر وعظ سے کوئی عورت دام مین پہنس گئی تو اس سے نکاح کر لیا۔ یا
کسی گدی پر بیٹھکر تعویذ گنڈون سے اپنا معاش چلایا۔ پس اغراض نفسانیہ کیساتھہ زبان پر کیونکر احاطہ
ہوسکے اور معارف قرآنیہ کیونکر حاصل ہوسکین اور لغت عرب جو صرف نحو کی اصل کنجی ہے وہ ایک ایسا ناپیدا کنار

دریا ہے جو اسکی نسبت امام شافعی رحمۃ اللہ کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے کہ **لا یعلمہ اِلّا نبی** یعنی اس زبان کو اور اس کے انواع اقسام کے محاورات کو بجز نبی کے اور کوئی شخص کامل طور پر معلوم ہی نہیں کرسکتا اِس قول سے بھی ثابت ہوا کہ اس زبان پر ہر ایک پہلو سے قدرت حاصل کرنا ہر ایک کا کام نہیں بلکہ اسپر پورا احاطہ کرنا **معجزات انبیاء** علیہم السلام سے ہے -

یہ بات یاد رکھنے کے لایق ہے کہ یہ نکتہ چینی مذکورہ بالا ایک **مُلْہم** کے مقابل پر کہ جو عربی نویسی مین بہت سے فقرے خدا تعالی کی طرف سے بطور الہام کے پاتا ہے بالکل بیجا ہے کیونکہ اگر خدا تعالی اپنے بندون کو اس طرح پر بھی مدد دے کہ کبھی ایک مسلسل تقریر مین کسی کتاب کا کوئی عمدہ فقرہ بطور وحی اسکے دل پر القا کرے تو ایسا القا اُس عبارت کو اعجازی طاقت سے باہر نہین کرسکتا - باہر تب ہو کہ جب دوسرا شخص اُسکی مثل پر قادر ہوسکے مگر ابتک کون قادر ہوا ؟ اور کس نے مقابلہ کیا اور خود او باد کے نزدیک اس قدر قلیل توارد جاے اعتراض ہے اور نہ جائے شک بلکہ مستحسن ہے کیونکہ طریق اقتباس بھی ادبیہ طاقت مین شمار کیا گیا ہے اور ایک جز بلاغت کی سمجھی گئی ہے - جو لوگ اس فن کے رجال نہین وہی اقتباس پر بھی قدرت رکھتے ہین ہر ایک جاہل اور غبی کا یہ کام نہین ہے ماسوا اسکے ہمارا تو یہ دعوے ہی کہ معجزہ کے طور پر خدا تعالی کی تائید سے اس انشا پردازی کی ہمین طاقت ملی ہے تا معارف حقایق قرانی کو اس پیرایہ مین بھی دُنیا پر ظاہر کرین - اور وہ بلاغت جو ایک بیہودہ اور لغو طور پر اسلام مین رائج ہو گئی تھی اسکو کلام الہی کا خادم بنایا جائے اور جبکہ ایسا دعویٰ ہے تو محض انکار سے کیا ہوسکتا ہے جبتک کہ اِسکی مثل پیش نہ کرین یون تو بعض شریر اور بدذات انسانون نے قرآن شریف پر بھی یہ الزام لگایا ہے کہ اسکے مضامین توریت اور انجیل مین سے مسروقہ ہین اور اسکی امثلہ قدیم عرب کی امثلہ ہین جو بالفاظہا سرقہ کے طور پر قرآن شریف مین داخل کی گئی ہین ایسا ہی یہودی بھی کہتے ہین کہ انجیل کی عبارتین طالمود مین سے لفظ بلفظ چورائی گئی ہین چنانچہ ایک یہودی نے حال مین ایک کتاب بنائی ہے جو اسوقت میرے پاس موجود ہے اور بہت سی عبارتین طالمود کی پیش کی ہین جو بجنسہٖ بغیر کسی تغیر یا تبدل کے انجیل مین موجود ہین اور یہ عبارتین صرف

ایک دو فقرے نہیں ہیں بلکہ ایک بڑا حصہ انجیل کا ہے اور وہی فقرات اور وہی عبارتیں ہیں جو
انجیل میں موجود ہیں اور اس کثرت سے وہ عبارتیں ہیں جنکے دیکھنے سے ایک محتاط آدمی بھی شک
میں پڑے گا کہ یہ کیا معاملہ ہے اور دل میں ضرور کہیگا کہ کہاں تک اسکو توارد پر حمل کرتا جاؤں اور
اس یہودی فاضل نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ باقی حصہ انجیل کی نسبت اُسنے ثابت کیا ہے کہ یہ عبارتیں
دوسرے نبیوں کی کتابوں میں سے لیگئی ہیں اور بعینہ وہ عبارتیں بائیبل میں سے نکال کر پیش
کی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ انجیل سب کی سب مسروقہ ہے اور یہ شخص خدا کا نبی نہیں ہے بلکہ ادھر
اُدھر سے فقرے چرا کر ایک کتاب بنالی اور اسکا نام انجیل رکھ لیا اور اس فاضل یہودی کیطرف
سے یہ اس قدر سخت حملہ کیا گیا ہے کہ اب تک کوئی پادری اس کا جواب نہیں دے سکا۔ یہ کتاب ہمارے
پاس موجود ہے جو ابھی ملی ہے اب چونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ حضرت مسیح نے ایک یہودی استاد
سے سبقاً سبقاً توریت پڑھی تھی اور طالمود کو بھی پڑھا تھا اس لئے ایک شکی مزاج کے انسان کو
اس شبہ سے نکلنا مشکل ہے کہ کیوں اس قدر عبارتیں پہلی کتابوں کی انجیل میں بلفظہا داخل ہو گئیں
اور نہ صرف وہی عبارتیں جو خدا کی کلام میں تھیں بلکہ وہ عبارتیں بھی جو انسانوں کے کلام میں تھیں
مگر اس سنت اللہ پر نظر کرنے سے جسکو ابھی ہم لکھ چکے ہیں یہ شبہ ہیچ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ بباعث
اپنی مالکیت کے اختیار رکھتا ہے کہ دوسری کتابوں کی بعض عبارتیں اپنی جدید وحی میں داخل کرے
اسپر کوئی اعتراض نہیں چنانچہ براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ہر ایک پر ظاہر ہوگا کہ اکثر قرآنی آیتیں اور
بعض انجیل کی آیتیں اور بعض اشعار کسی غیر ملہم کے اس وحی میں داخل کئے گئے ہیں جو زبردست پیشگوئیوں
سے بھری ہوئی ہے جس کے منجانب اللہ ہونے پر یہ قوی شہادت ہے کہ تمام پیشگوئیاں اسکی آج پوری
ہو گئیں اور پوری ہو رہی ہیں۔ غرض خدا تعالیٰ کی یہ قدیم سے عادت ہے کہ وہ اپنی وحی کی عبارتوں
اور مضمونوں کو دوسرے مقام سے بھی لیلیتا ہے اور پھر جاہلوں کو اعتراض پیدا ہوتے ہیں چنانچہ انہی دنوں
میں ایک اور شخص نے تالیف کی ہے جس سے وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ توریت کی کتاب پیدائش جو گویا
توریت کے فلسفہ کی ایک جڑھ مانی گئی ہے ایک اور کتاب میں سے چرائی گئی ہے جو موسیٰ کے وقت میں

موجود تھی تو گویا ان لوگون کے خیال مین موسیٰ اور عیسیٰ سب چور ہی تھے یہ تو انبیاء علیہم السلام پر شک کئے گئے ہین مگر دوسرے ادیبون اور شاعرون پر نہایت قابل شرم الزام لگائے گئے ہین متنبّی جو ایک مشہور شاعر ہے اس کے **دیوان** کے ہر ایک شعر کی نسبت ایک شخص نے ثابت کیا ہے کہ وہ دوسرے شاعرون کے شعرون کا سرقہ ہے غرض سرقہ کے الزام سے کوئی بچا نہین نہ خدا کی کتابین اور نہ انسانون کی کتابین۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ کیا درحقیقت ان لوگون کے الزامات صحیح ہین اسکا جواب یہی ہے کہ خدا کے ملہمون اور وحی پانیون کی نسبت ایسے شبہات دل مین لانا تو بدیہی طور پر بے ایمانی ہے اور لعنتیون کا کام کیونکہ خدا تعالیٰ کے لئے کوئی عار کی جگہ نہین کہ بعض کتابون کی بعض عبارتین یا بعض فقرات اپنے ملہمون کے دل پر نازل کرے بلکہ ہمیشہ سے سنت اللہ اسی پر جاری ہے ؏

رہی یہ بات کہ دوسرے شاعرون اور ادیبون کی کتابون پر بھی یہی اعتراض آتا ہے کہ بعض کی عبارتین یا اشعار بلفظہا یا بتغیّر ما بعض کی تحریرات مین پائے جاتے ہین تو اسکا جواب جو ایک کامل تجربہ کی روشنی سے ملتا ہے یہی ہے کہ ایسی صورتون کو بجز توارد کے ہم کچھ نہین کہہ سکتے کیونکہ جن لوگون نے ہزارہا جزین اپنی بلیغ عبارت کی پیش کردین انکی نسبت یہ ظلم ہوگا کہ اگر پانچ سات یا دس بیس فقرات انکی کتابون مین ایسے پائے جائین کہ وہ یا انکے مشابہ کسی دوسری کتاب مین بھی ملتے ہین۔ تو اون کی ثابت شدہ لیاقتون سے انکار کر دیا جائے اسیطرح ان لوگون کو انصاف سے دیکھنا چاہئے کہ ابتک ہماری طرف سے بائیس[22] کتابین عربی فصیح بلیغ مین بطلب مقابلہ تصنیف و شائع ہو چکی ہین اور عربی کے اشتہارات اسکے علاوہ ہین اور کتابون کے نام یہ ہین۔ تبلیغ[1] ۔ نور الحق حصہ اول[2] ۔ نور الحق حصہ ثانی[3] ۔ اتمام الحجہ[4] ۔ خطبہ الہامیہ[5] ۔ الہدیٰ[6] ۔ اعجاز المسیح[7] ۔ کرامات الصادقین[8] ۔ سر الخلافہ[9] ۔ انجام آتھم[10] ۔ نجم الہدیٰ[11] ۔ منن الرحمٰن[12] ۔ حمامۃ البشریٰ[13] ۔ تحفہ بغداد[14] ۔ البلاغ[15] ۔ ترغیب المومنین[16] ۔ لجۃ النور[17]* اس قدر تصانیف عربیہ جو مضامین دقیقہ علمیہ حکمیہ پر مشتمل ہین۔ بغیر ایک کامل علمی وسعت کے کیونکر انسان انکو انجام دے سکتا ہے

* رسالہ عربیہ حقیقۃ المہدی[18] ۔ رسالۃ الطاعون[19] ۔ القصائد[20] ۔ قصیدہ رسالہ ہذا[21] ۔ ایک رسالہ[22] عربی بطور خط ہمراہ نظم اردو ممانعت جہاد مورخہ ۷ جون سنہ ۱۹۰۰ء

کیا یہ تمام علمی کتابیں حریری یا ہمدانی کے سرقہ سے طیار ہو گئیں اور ہزارہا معارف اور حقائق دینی وقرانی جو ان کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ حریری اور ہمدانی میں کہاں ہیں۔ اِس قدر بیشرمی سے منہ کہولنا کیا انسانیت ہے۔ یہ لوگ اگر کچھ شرم رکھتے ہوں تو اِس شرمندگی سے جیتے ہی مرجائیں کہ جس شخص کو جاہل اور علم عربی سے قطعًا بے خبر کہتے تھے اُس نے تو اِس قدر کتابیں فصیح بلیغ عربی میں تالیف کر دیں مگر خود انکی استعداد اور لیاقت کا یہ حال ہے کہ قریبًا دس برس ہونے لگے برابر اُن سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ ایک کتاب ہی بالمقابل اِن کتابوں کے تالیف کر کے دکھلائیں مگر کچھ نہیں کر سکے صرف مکہ کے کفار کی طرح یہی کہتے رہے کہ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ کہ اگر ہم چاہیں تو اسکی مانند کہہ دیں۔ لیکن جس حالت میں انکو گالیاں دینے کیلئے تو خوب فرصت ہے تو پہر کیا وجہ کہ ایک عربی رسالہ کے تالیف کیلئے فرصت نہیں ہے اور جس حالت میں ہزاروں اشتہار گالیوں کے چہاپ کر شائع کر رہے ہیں تو پہر کیا وجہ کہ عربی کتاب کے چہاپنے کیلئے اِن کے پاس کچھ نہیں ہے میں خیال نہیں کرتا کہ کوئی عاقل ایسے عذرات اِن کے کو قبول کر سکے اور صرف چند فقرے بیس ہزار فقروں میں سے پیش کر کے یہ کہنا کہ یہ مسروقہ ہیں یہ اِس درجہ کی بیحیائی ہے جو بجز پیر مہر علیشاہ کے کون ایسا کمال دکہلا سکتا ہے ✤

اسے نادان! اگر علمی اور دینی کتابیں جو ہزارہا معارف اور حقائق پر مندرج ہوتی ہیں صرف فرضی افسانوں کی عبارتوں کے سرقہ سے تالیف ہو سکتی ہیں؟ تو اسوقت تک کس نے آپ لوگوں کا موقہ بند کر رکہا ہے کیا ایسی کتابیں بازاروں میں ملتی نہیں ہیں جن سے سرقہ کر سکو۔ اُن لعنتوں کو کیوں آپ لوگوں نے ہضم کیا جو درحالت سکوت ہماری طرف سے آپ کے نذر ہوئیں اور کیوں ایک سورہ کی ہی تفسیر عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے شائع نہ کر سکے تا دنیا دیکہتی کہ کس قدر آپ عربی دان ہیں اگر آپ کی نیت بخیر ہوتی تو میرے مقابل تفسیر لکہنے کیلئے ایک مجلس میں بیٹہ جاتے تا وہ غنگو بے حیا کا موقہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔ خیر تمام دنیا اندہی نہیں ہے آخر سوچنے والے بہی موجود ہیں ہمنے کئی مرتبہ یہ بہی اشتہار دیا کہ تم ہمارے مقابلہ پر کوئی عربی رسالہ لکہو پہر عربی زبان جاننے والے اسکی منصف

ٹھہرائے جائینگے پھر اگر تمہارا رسالہ فصیح بلیغ ثابت ہوا تو میرا تمام دعوی باطل ہو جائیگا اور مین اب بھی اقرار کرتا ہون کہ بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد اگر تمہاری تفسیر لفظاً و معناً اعلی ثابت ہوئی تو اس وقت اگر تم میری تفسیر کی غلطیان نکالو تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام دونگا ۔ غرض بیہودہ نکتہ چینی سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بذریعہ تفسیر عربی اپنی عربی دانی ثابت کرو ۔ کیونکہ جس فن مین کوئی شخص دخل نہین رکھتا اوس فن مین اسکی نکتہ چینی قبول کے لائق نہین ہوتی ۔ معمار معمار کی نکتہ چینی کرسکتا ہے اور حدّاد حدّاد کی مگر ایک خاکروب کو حق نہین پہونچتا کہ ایک دانا معمار کی نکتہ چینی کرے ۔ آپ کی ذاتی لیاقت تو یہ ہے کہ ایک سطر بھی عربی نہین لکھہ سکتے ۔ چنانچہ سیف چشتیائی مین بھی آپنے چوری کے مال کو اپنا مال قرار دیا تو پھر اس لیاقت کیساتھہ کیون آپکے نزدیک شرم نہین آتی ۔ اے بھلے آدمی پہلے اپنی عربی دانی ثابت کر ۔ پھر میری کتاب کی غلطیان نکال اور فی غلطی ہمسے پانچ روپیہ لے اور بالمقابل عربی رسالہ لکھہ کر میرے اس کلامی معجزہ کا باطل ہونا دکھلا ۔ افسوس کہ دس برس کا عرصہ گذر گیا کسینے شریفانہ طریق سے میرا مقابلہ نہین کیا ۔ غایت کار اگر کیا تو یہ کیا کہ تمہارے فلان لفظ مین فلان غلطی ہے ۔ اور فلان فقرہ فلان کتاب کا مسروقہ معلوم ہوتا ہے ۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ جبتک خود انسان کا صاحب علم ہونا ثابت نہ ہو کیونکر اسکی نکتہ چینی صحیح مان لیجائے کیا ممکن نہین کہ وہ خود غلطی کرتا ہو اور جو شخص بالمقابل لکھنے پر قادر نہین وہ کیون کہتا ہے کہ کتاب مین بعض فقرے بطور سرقہ ہین اگر سرقہ سے یہ امر ممکن ہے تو کیون وہ مقابل پر نہین آتا ۔ اور لومبڑی کیطرح بھاگا پھرتا ہے اے نادان اول کسی تفسیر کو عربی فصیح مین لکھنے سے اپنی عربی دانی ثابت کر پھر تیری نکتہ چینی بھی قابل توجہ ہو جاویگی ورنہ بغیر ثبوت عربی دانی کے میری نکتہ چینی کرنا اور کبھی سرقہ کا الزام دینا اور کبھی صرفی نحوی غلطی کا ۔ یہ صرف گوہ کھانا ہے اے جاہل بیحیا اول عربی بلیغ فصیح مین کسی سورۃ کی تفسیر شائع کر پھر تجھے ہر ایک کے نزدیک حق حاصل ہوگا کہ میری کتاب کی غلطیان نکالے یا مسروقہ قرار دے ۔ جو شخص ہزارہا جز عربی بلیغ فصیح کی لکھہ چکا ہے نہ صرف بیہودہ طور پر بلکہ معارف حقیقیہ کے بیان مین تو کیا صرف انکار سے اسکا جواب ہو سکتا ہے یا جبتک کام کے مقابل پر کام نہ دکھلایا جاوے صرف زبان کی بکبک حجت ہو سکتی ہے اور اسبات سے کونسی لیاقت ثابت

ہوسکتی ہو کہ صرف منہ سے یہ کہدین کہ یہ کتاب غلط ہے یا فلان کتاب سے بعض فقرے اسکے چرائے گئے ہین بہلا اس سے اپنا کمال کیا ثابت ہوا اور اگر کمال ثابت نہین تو کیونکر قبول کیا جائے کہ نکتہ چینی صحیح ہوگی - بلکہ جو شخص ایسے لایق اور کامل انسانون پر اعتراض کرتا ہے کہ جو لوگ اپنے کمال کا کچہہ نمونہ دکہا دیتے ہین اوس سے زیادہ کوئی دیوانہ اور پاگل نہین ہوتا اگر انسان ایسا سلطان القلم ہو جائے کہ امور علمیہ و حکمیہ کو انواع اقسام کی رنگین عبارتون اور بلیغ فصیح استعارات مین ادا کرسکے اور اوسکو موہبت الہیّہ سے نظم اور نثر مین ایک ملکہ ہو جائے اور تکلف اور عجز باقی نہ رہے تو پہر ایسے کمال تام کی حالت مین اگر اسکی عبارتون مین مناسب مقامون اور محلون مین بعض آیات قرآنی آجائین - یا متقدمین کے بعض امثال یا فقرات آجاوین تو جائے اعتراض نہ ہوگا کیونکہ اسکی طلاقت لسانی کا کمال ایک ثابت شدہ امر ہے جو دریا کی طرح بہتا اور ہوا کی طرح چلتا ہے وہ لعنتی کیڑا ہے نہ آدمی جو خود بے ہنر ہوکر ایسے شخص کی بلاغت اور فصاحت پر اعتراض کرے جس نے بہت سی عربی کتابین تالیف کرکے بلیغ فصیح عبارت کا معجزہ ثابت کر دکہایا اور ظاہر کر دیا کہ اسکو بلیغ عبارت کی آمد کا معجزہ بحر ذخار کیطرح دیا گیا ہے اِس قسم کے خبیث طبع ہمیشہ ہوتے رہے ہین جو خدا کی کلام پر بہی اعتراض کرتے ہوے نہین ڈرے اور باوجود تہی مغز ہونیکے نکتہ چینی سے باز نہ آئے مثلاً جن خبیث لوگون نے اعتراض کیا کہ قران شریف کی سورۃ اقتربت السّاعۃ وانشق القمر کے بعض فقرات دیوان امرء القیس کے ایک قصیدہ کا اقتباس ہے یعنے وہ فقرات اس سے لئے گئے ہین انکو یہ خیال آنا چاہئے تہا کہ قرآن شریف کے وہ تمام قصّے پہلی کتابون کے جو نہایت رنگین عبارت مین بیان کئے گئے ہین اور وہ الٰہیات کے معارف حقایق جو اسمین معجزانہ عبارت مین بیان کئے گئے ہین وہ عرب کے کس شاعر کی کلام کا اقتباس ہے پس ایسے شخص اندہے ہین نہ سوجاکہے جو اس کمال کو نہین دیکہتے جو ایک دریا کی طرح بہتا ہے اور ایک دو فقرہ مین توارد پاکر بدظنی پیدا کرتے ہین یہ لوگ اسی مادہ کے آدمی ہین جیساکہ وہ شخص تہا جسکی موہنہ سے فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین نکلا تہا اور اتفاقاً وہی آیت نازل ہوگئی تب وہ مرتد ہوگیا کہ میرا ہی فقرہ قرآن مین داخل کیا گیا - اب پیر مہر علی شاہ صاحب کی کرتوت کو دیکہنا چاہئے کہ خود

تو بمقابلہ ساڑھے باران جز کی کتاب کے ایک جز بھی نہ لکھ سکے اور اتنی ضخیم کتاب مین سے دو چار فقرے پیش کر دیئے کہ یہ فلان کتاب مین موجود ہین اب سوچو کہ یہ کس قدر کمینگی ہے۔ کیا کوئی اہل ادب اسکو پسند کریگا **ادیب** جانتے ہین کہ ہزارہا فقرات مین سے اگر **دو چار فقرات** بطور اقتباس ہون توان سے **بلاغت** کی طاقت مین کچھ فرق نہین آتا بلکہ اس طرح کے تصرفات بھی ایک **طاقت** ہے دیکھو سبعہ معلقہ کے دو شاعرون کا ایک مصرعہ پر توارد ہے اور وہ یہ ہے

ایک شاعر کہتا ہے — یقولون لاتھلک اسًی وتجمّل

اور دوسرا شاعر کہتا ہے — یقولون لاتھلک اسًی وتجلّد

اب بتلاؤ کہ ان دونون مین سے چور کون قرار دیا جائے۔ نادان انسان کو اگر یہ بھی اجازت دی جاوے کہ وہ چورا کر ہی کچھ لکھے تب بھی وہ لکھنے پر قادر نہین ہو سکتا کیونکہ **اصلی طاقت** اس کے اندر نہین مگر وہ شخص جو مسلسل اور بیروک آمد پر قادر ہے اس کا تو بہر حال **یہ معجزہ** ہے کہ امور علمیہ اور حکمیہ اور معارف حقائق کو **بلا توقف** رنگین اور بلیغ فصیح عبارتون مین بیان کر دے گو محل پر چسپان ہو کر دس ہزار فقرات بھی کسی غیر کی عبارتون کا اسکی تحریر مین آجائے کیا ہر یک نادان غبی بلید ایسا کر سکتا ہے اور اگر کر سکتا ہے تو کیا وجہ کہ باوجود اتنی مدت مدید گزرنے کے پیر مہر علیشاہ صاحب کتاب اعجاز المسیح کی مثل بنانے پر **قادر** نہ ہو سکے اور نہایت کار کام یہ کیا کہ دو سو صفحہ کی کتاب مین سے کہ جو چار ہزار سطر اور ساڑھے باران جز ہے ایسے دو چار فقرے پیش کر دئے کہ وہ بعض امثلہ مشہورہ سے یا مقامات وغیرہ کے بعض فقرات سے **توارد** رکھتے ہین یا مشابہ ہین پہلا تبلاؤ کہ اس مین انہون نے اپنا کمال کیا دکھلایا ایک منصف انسان سمجھ سکتا ہے کہ جس **شخص** نے اتنی مدت تک موقعہ پاکر اپنے گوشۂ **خلوت** مین دو چار ورق تک بھی اعجاز المسیح کا نمونہ پیش نہین کیا تو وہ **لاہور** کے **مقابلہ** پر اگر اتفاق ہوتا کیا لکھ سکتا تھا وہ **پیر فرتوت**

٭ بہرحال فقرہ ہی بطور نکتہ چینی آپ پیش نہین کر سکا بلکہ بدقسمت محمد حسن کے نوٹون کو چورا کر لکھ دیا جو مباہلہ کرکے یہین نکتہ چینی کی حالت مین مر گیا چنانچہ مفصلاً ذکر اسکا عنقریب آئے گا۔ منہ

جو اس قدر سہارے کے ساتھ بھی اُٹھ نہ سکا وہ بے سہارے کیونکر اُٹھ سکتا یقیناً سمجھو کہ پیر مہر علیشاہ صاحب محض جھوٹ کے سہارے سے اپنی کوڑ مغزی پر پردہ ڈال رہے ہیں اور وہ نہ صرف دروغگو ہیں بلکہ سخت دروغگو ہیں اُن کا یہ آخری جھوٹ بھی نہیں کبھی نہ بھولے گا جس پر انہوں نے دوبارہ اس کتاب میں بھی اصرار کیا کہ میں لاہور میں وعدہ کے موافق آیا مگر تم قادیان سے باہر نہ نکلے لیکن جن لوگوں نے اُنکا اشتہار دیکھا ہوگا وہ اگر چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ انہوں نے کمال روبہ بازی سے مقابلہ سے گریز اختیار کی تھی۔ کیا یہ دیانت کا طریق تھا کہ پیر مہر علیصاحب نے اپنے اشتہار میں لکھا کہ میں بالمقابل تفسیر عربی فصیح میں لکھنے کے لئے لاہور میں پہنچ گیا ہوں مگر میری طرف سے یہ شرط ہے کہ اول اختلافی عقائد میں زبانی گفتگو ہو اور مولوی محمد حسین منصف ہوں پھر اگر منصف مذکور یہ بات کہدے کہ عقائد پیر مہر علی شاہ کے درست اور صحیح ہیں اور انہوں نے اپنے عقائد کا خوب ثبوت دیدیا ہے تو فریق مخالف یعنے مجھ پر لازم ہوگا کہ بلا توقف پیر مہر علیشاہ سے بیعت کروں پھر بعد اسکے تفسیر نویسی کا بھی مقابلہ ہو جائے گا۔ اب دیکھو یہ کس قدر مکاری ہے جبکہ مولوی محمد حسین اور پیر مہر علیشاہ صاحب نزول مسیح اور صعود مسیح کے عقیدہ میں اتفاق رکھتے ہیں تو پھر کیونکر ممکن تھا کہ مولوی محمد حسین کے مونہہ سے یہ نکلتا کہ مہر علی کے عقائد صحیح نہیں ہیں یا اس کے دلائل باطل ہیں جبکہ دونوں کے عقائد ایک ہیں تو پھر وہ پیر مہر علی کی تکذیب کیونکر کرسکتا تھا۔ ہاں بلاغت فصاحت کے امور ہیں جنکو اہل اسلام و غیر اہل اسلام جانچ سکتے ہیں کسی دشمن سے بھی دلیری نہیں ہوسکتی کہ ایسے فریق کو اعلیٰ درجہ کا سارٹیفکیٹ عطا کرے جسکی عبارت گندی اور بودی اور اغلاط نحوی صرفی سے بھری ہوئی ہو۔ سو کتاب اعجاز المسیح کی اشاعت سے پیر مہر علیصاحب کو دوبارہ موقعہ دیا گیا تھا کہ وہ اگر ممکن ہو تو اب بھی اپنی علمی لیاقت سے میری اس شان کو کالعدم کردیں جس سے صدہا آدمی سلسلہ بیعت میں داخل ہو رہے ہیں مگر وہ بالکل اس گونگے کی طرح رہ گئے جس پر اشارہ سے بات

کرنا ہی مشکل ہوتا ہے اور اگر کہا تو یہ کہا کہ دو چار فقرے دو سو صفحہ کی کتاب میں سے پیش کردئیے کہ یہ مقامات حریری وغیرہ سے چند فقرات کا سرقہ ہے اور صرف ایک یا دو سہو کاتب کو صرفی نحوی غلطی قرار دیدیا اور اپنی جہالت سے بعض بلیغ اور صحیح ترکیبوں کو یوں ہی غیر فصیح اور غلط سمجھ لیا ہے یہ ہیں گدی نشین اس ملک کے جنہوں نے خواہ مخواہ **مولویت** کا دم بھر کر ہمیشہ کے لئے ایک سیاہ داغ اپنے چہرے پر لگا لیا * مگر چونکہ پیر مہر علی صاحب نے مجھ پر مفتری

حاشیہ* میں نے ابھی اسیقدر مضمون لکھا تھا کہ مجھے آج ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کو موضع بھیں سے میاں شہاب الدین دوست مولوی محمد حسن بھیں کا خط ملا جسمیں انہوں نے تحریر کیا ہے کہ میں پیر مہر علیشاہ کی کتاب دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں اتفاقاً ایک آدمی مجھ کو ملا جس کے پاس کچھ کتابیں تھیں اور وہ مولوی محمد حسن کے گھر کا پتہ پوچھتا تھا اور استفسار پر اُس نے بیان کیا کہ محمد حسن کی کتابیں پیر صاحب نے منگوائی تھیں اور اب واپس دینے آیا ہوں میں نے وہ کتابیں جب دیکھیں تو ایک اُن میں اعجاز المسیح تھی جس پر محمد حسن متوفی نے اپنے ہاتھ سے نوٹ لکھے ہوئے تھے اور ایک کتاب شمس بازغہ تھی اور اس پر بھی محمد حسن مذکور کے نوٹ لکھے ہوئے تھے اور اتفاقاً اس وقت کتاب سیف چشتیائی میرے پاس موجود تھی جب میں نے ان نوٹوں کا اس کتاب سے مقابلہ کیا تو جو کچھ محمد حسن نے لکھا تھا بلفظہا بغیر کسی تصرف کے پیر مہر علی نے بطور سرقہ اپنی کتاب میں اس کو نقل کر لیا تھا بلکہ بہ تبدیل الفاظ یوں کہنا چاہئے کہ پیر مہر علیشاہ کی کتاب وہی مسروقہ نوٹ ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ پس مجھ کو اس **خیانت** اور **سرقہ** سے سخت حیرت ہوئی کہ کس طرح اُس نے اُن تمام نوٹوں کو اپنی طرف منسوب کر دیا۔ یہ ایسی کارروائی تھی کہ اگر مہر علی کو کچھ شرم ہوتی تو اس قسم کے سرقہ کا **راز کھلنے** سے مر جاتا نہ کہ شوخی اور **ترک حیا** سے اب تک دوسرے شخص کی تالیف کو جسمیں اسکی جان گئی اپنی طرف منسوب کرنا۔ اور اس تصنیف مُردہ کی تحریر کیطرف ایک ذرہ بھی اشارہ نہ کرنا اور پھر بعد اسکے میاں شہاب الدین

ٹھہرایا ہے اور چور قرار دیا ہے اور بار بار بطور مباہلہ میرے پر لعنت بھیجی ہے اِس لئے مین اپنی بریت پبلک پر ظاہر کرنے کے لئے **تیسری دفعہ** پیر مہر علیصاحب کو موقعہ دیتا ہون اور وہ یہ کہ ہمنے ارادہ کیا ہے کہ ہم اس رسالہ کے آخر مین اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو چند **عربی اشعار** لکھین گے اور پیر مہر علی صاحب سے اور نیز ایک اور شخص سے جو شیعہ ہے اور علی حائری کے نام سے موسوم ہے اِن اشعار کی مثل کا **مطالبہ** کرین گے۔ اور

بقیہ حاشیہ لکھتا ہے کہ مین ہر ایک شخص کو جو مہر علی کی اس خیانت کو دیکھنا چاہے اسکی یہ **قابل شرم** چوری دکھا سکتا ہون بلکہ اسنے خود پیر مہر علیشاہ کا دستخطی ایک کارڈ بھیجدیا ہے جسمین وہ اس چوری کا اقرار کرتا ہے لیکن بعد اس کے یہ بیہودہ جواب دیتا ہے کہ اُس نے اپنی زندگی مین ہے مجھے اجازت دیدی تھی کہ اپنے نام پر اس کتاب کو چھاپ دین لیکن یہ عذر بدتر از گناہ ہے کیونکہ اگر اس کی طرف سے یہ اجازت تھی کہ اسکے مرنیکے بعد مہر علی اپنے تئین اس کتاب کا مؤلف ظاہر کرے تو کیون مہر علی نے اِس کتاب مین اِس اجازت کا ذکر نہین کیا اور کیون دعوے کر دیا کہ مینے ہی اس کتاب کو تالیف کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ تو بے ایمانی کا طریق ہے کہ ایک شخص وفات یافتہ کی کل کتاب کو اپنی طرف منسوب کر لیا اور اس کا نام تک نہ لیا جس حالت مین محمد حسن نے خدا تعالیٰ کا مقابلہ کر کے اپنے تئین **اعجاز المسیح** کے ٹائیٹل پیج کے مندرجہ پیشگوئی **انہ تندمّر وتذمّر** کے موافق ایسا نامراد بنایا کہ جان ہی دیدی اور پیر اعجاز المسیح صفحہ ۱۹۹ کی مباہلانہ دعا کا مصداق بنکر اپنے تئین ہلاکت مین ڈال لیا تو ایسے گستاخ مقابلہ کے احسان کا ذکر کرنا بہت ضروری تھا اور دیانت کا یہ تقاضا تھا کہ پیر مہر علی شاہ صاف لفظون مین لکھہ دیتا کہ یہ کتاب میری تالیف نہین ہے بلکہ محمد حسن کی تالیف ہے اور مین صرف چور ہون نہ یہ کہ دروغگوئی کی راہ سے خطبہ کتاب مین اُس تالیف کو اپنی طرف منسوب کرتا۔ بلکہ چاہیئے تھا کہ اس بدقسمت وفات یافتہ کی بیوہ کے

درخواست یہ ہے کہ ان اشعار کی برعایت تعداد و پابندی مضمون نظیر پیش کرکے پیر صاحب اپنی کرامت دکہلاویں۔ اور علی حائری صاحب امام حسین کی کرامت۔ اگر ایسا کر دکہاویں اور جس قدر تعداد میں ہمنے یہ شعر لکہے ہیں اور جن مضامین کے متعلق یہ اشعار ہیں اگر ان دونوں شرطوں کو بلاغت فصاحت کے پیرایہ میں یہہ دونوں بزرگ یا کوئی ان میں سے پورا کر دکہائیں گے تو ہم قبول کرلیں گے کہ اس بارے میں ہمارا **معجزہ** کا دعوی باطل ہے۔

بقیہ حاشیہ گذارہ کے لئے اوس کتاب میں سے حصہ رکہہ دیتا جس حالت میں محض لاف زنی کے طور پر اوس نے یہ مشہور کیا ہے کہ میںنے یہ کتاب مفت تقسیم کی ہے تو کس قدر ضروری تہا کہ وہ کتاب کے ابتدا میں لکہہ دیتا کہ میں اپنا حق تو اس کتاب کے متعلق چہوڑتا ہوں لیکن چونکہ دراصل یہ کتاب محمد حسن کی تالیف ہے جس کو میںنے بطور سرقہ اپنی طرف منسوب کیا ہے اس لئے میں اسکی بیوہ کے گذارہ کیلئے ہر فی جلد خریداروں سے مانگتا ہوں تا وہ چکی پیسنے کی مصیبت سے بچے اور اگر وہ ایسا طریق اختیار کرتا اور فی جلد ہر وصول کرکے مصیبت زدہ بیوہ کو دیتا تو اس روسیاہی سے کسی قدر بچ جاتا مگر ضرور تہا کہ وہ اس قابل شرم چوری کا ارتکاب کرتا تا خدا تعالی کا وہ کلام پورا ہوجاتا کہ جو آج سے کئی برس پہلے میرے پر نازل ہوا اور وہ یہ ہے **انی مھین من اراد اھانتک** یعنے میں اوسکی اہانت کرونگا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ اس شخص نے کتاب سیف چشتیائی میں میرے پر الزام سرقہ کا لگایا تہا اور سرقہ یہ کہ کتاب اعجاز المسیح کے تقریبا بیس ہزار فقرہ میں سے دو چار فقرے ایسے ہیں جو عرب کے بعض مشہور مثالیں یا مقامات حریری وغیرہ کے چند جملے ہیں جو الہامی توارد سے لکہے گئے۔ اور اپنی کرتوت اسکی اب یہ ثابت ہوئی جو محمد حسن مردہ کا سارا مسودہ اپنے نام منسوب کرلیا اور اوس بدبخت کا ذکر تک نہ کیا۔ اب دیکہو خدا تعالی کا نشان ہے یا نہیں کہ دوچار

مگر شرط یہ ہے کہ اُس تاریخ سے کہ یہ رسالہ شائع ہو ٹھیک ٹھیک عرصہ میں یوم تک اِسی مقدار اور اسی بلاغت فصاحت کے لحاظ سے اور انہیں مضامین کے مقابل پر اشعار بنا کر اور طبع کرا کر ملک میں شائع کردیں ورنہ اخبار کے ذریعہ سے اُن کا عجز شائع کر دیا جائیگا۔ اور ہم دوبارہ اقرار کرتے ہیں کہ اگر ان اشعار میں تاریخ معینہ کے اندر وہ ہمارا مقابلہ کرسکیں گے اور اہل علم کی شہادت سے ان کے اشعار ہمارے اشعار کے ہم رتبہ ہونگے اور تعداد میں بھی برابر

بقیہ حاشیہ: فقروں کا سرقہ میری طرف منسوب کرنیکے ساتھ ہی خود ایک پوری کتاب کا سارق ثابت ہو گیا اگر اُس کا اعتراض صحیح تھا تو کیوں خدا تعالےٰ نے اُسکو رسوا کیا اور جب لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ مہر علی ایک مُردہ کا مضمون چرا کر کفن دزدوں کیطرح قابل شرم چوری کی پھر اُس نے بعض اُسکے دوستوں نے دستگیر خط لکھے کہ ایسا کرنا مناسب تھا تو یہ جواب دیا کہ میں نے محمد حسن مُردہ سے اجازت لیلی تھی۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر محمد حسن مُردہ اجازت دیتا تو اپنی زندگی میں ہی دیتا سو وہ اُس کے پاس بھیجتا نہ یہ کہ اُس کے مرنیکے بعد اسکی بیوہ کے پاس سے منگوایا جاتا اور پھر بہرحال یہ ذکر تو کرنا چاہئیے تھا کہ میں بذاتہٖ خود عربیت اور علم ادب سے بے نصیب ہوں اور یہ مسودات محمد حسن مُردہ کے مجھے ملے ہیں مگر کہاں ذکر کیا بلکہ بڑے فخر سے دعویٰ کیا کہ یہ کتاب میں نے آپ بنائی ہے دیکھو اہل حق پر حملہ کرنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ مجھے چند فقرہ کا سارق قرار دینے سے ایک تمام وکمال کتاب کا خود چور ثابت ہو گیا اور **نہ صرف چور بلکہ کذاب بھی** کہ ایک گندہ جھوٹ اپنی کتاب میں شائع کیا اور کتاب میں لکھ مارا کہ یہ میری تالیف ہے۔ حالانکہ یہ اُس کی تالیف نہیں ہے۔ کیوں پیر جی اب اجازت ہے کہ اِس وقت ہم بھی کہدیں کہ **لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین**۔ رہا محمد حسن پس چونکہ وہ مرچکا ہے اِسلئے اسکی نسبت لمبی بحث کی ضرورت نہیں وہ اپنے سزا کو پہنچ گیا اُس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی **نجاست پیر صاحب کے مونہہ** میں رکھ دی جسنے کتاب اعجاز المسیح کے سر پر بطور پیشگوئی بیان کر دیا تھا کہ جو شخص اس

ہونگے تو پھر بلاشبہ ہمارا یہ دعوے باطل ہوجائیگا۔ کہ اعجازی طاقت جو انشاپردازی اور نظم اور نثر میں ہے یہ بھی خدا کا ایک نشان ہے جو ہمارے مسیح موعود ہونے پر ایک گواہ ہے بلکہ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کہاکر حلفی وعدہ کرتے ہیں کہ اگر اس عرصہ میں اسی تعداد کے لحاظ سے انہیں مضامین کی پابندی سے انکے اشعار مقرر کردہ منصفون کی شہادت سے جو اہل علم ہونگے ہمارے اشعار سے فصاحت بلاغت کے روسے بہتر ثابت ہوں تو دونوں مخاطبین کو ایک

بقیہ حاشیہ کتاب کے جواب کا ارادہ کریگا وہی نامراد رہیگا سو اس سے زیادہ کیا نامرادی ہے کہ وہ اپنی لغو کتاب کو چہاپ ہی نہ سکا اور مرگیا اور پھر اس کے مردار کو چوراکر پیر مہر علی نے اپنی کتاب میں کہا یا اور وہ بھی نامراد رہا کیونکہ مہر علی کی غرض یہ تھی کہ اس کتاب کے لکھنے سے اپنی مشیخت ظاہر کرے کہ میں بھی عربی خوان ہوں اور ادیب ہوں مگر سچا ئیکا ناموسی کے اس کا چور ہونا ثابت ہوا کون اس سے تعجب نہیں کریگا کہ چور بھی ایسا دلیر چور نکلا کہ مردہ کی ساری کتاب کو نگل گیا اور ڈکار نہ لیا اور محمد حسن بدقسمت کا ایک دفعہ بھی ذکر نہ کیا۔ اور ایک **دوسرا نشان** یہ ہے کہ اسی کتاب اعجاز المسیح کے صفحہ ۱۹۹ میں میںنے یہ دعا کی تھی رب ان کنت تعلم ان اعدائی ھم الصادقون المخلصون فاھلکنی کما تھلک الکذابون۔ وان کنت تعلم انی منک ومن حضرتک فقم لنصرتی۔ ترجمہ یعنے اے میرے خدا اگر تو جانتا ہے کہ میرے دشمن سچے ہیں اور مخلص ہیں پس تو مجھے ہلاک کر جیسا کہ تو جہوٹون کو ہلاک کرتا ہے اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں تو دشمن کے مقابل پر میری مدد کرنے کے لئے تو کھڑا ہوجا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اس کتاب اعجاز المسیح کے شائع ہونیکے بعد محمد حسن جہیں مقابلہ کے لئے میدان میں نکلا اس لئے بموجب اس مباہلہ کی دعا کے مارا گیا۔

ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا اِن کا اختیار ہے کہ یہ انعام کسی بینک میں پہلے جمع کرا دیں اب بالخصوص میاں مہر علی صاحب کو اس مقابلہ سے بالکل نہیں ڈرنا چاہئے کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ سرقہ کے ذریعہ سے نظم اور نثر طیار ہو سکتی ہے تو گویا اب ان کو اس کام کی کل ہاتھ آگئی ہے سو اب یقین ہے کہ اس کل کی وجہ سے انکی تمام بزدلی دور ہو جائے گی بلکہ وہ اس لائق بھی ہو جائیں گے کہ بالمقابل حوصلہ کر کے کسی سورۃ کی تفسیر بھی لکھ سکیں کیونکہ اب تو بات

بقیہ حاشیہ اب ہم اِس بات کے ثابت کرنیکے لئے کہ درحقیقت پیر مہر علی صاحب نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں جسکو درحقیقت طنبور چشتیائی کہنا چاہئے اپنی طرف سے اور اپنے دماغ سے کام لیکر کچھ نہیں لکھا بلکہ انہیں تمام و کمال چوری کا سرمایہ جمع کر دیا اور چور بھی مردہ کے مال کی جو ہر طرح قابل رحم تھا مفصلہ ذیل ثبوت پیش کرتے ہیں۔

نقل خط میاں شہاب الدین ساکن بھیں

پہلے ہم صفائی بیان کے لئے لکھنا چاہتے ہیں کہ میاں شہاب الدین جن کا نام عنوان میں درج ہے یہ محمد حسن متوفی کے دوست ہیں اور علاوہ اِسکے یہ اس بدقسمت وفات یافتہ کے ہمسایہ بھی ہیں اور اُس کے اسرار سے واقف اور انہیں کی کوشش سے پیر مہر علیشاہ کے سرقہ کا مقدمہ برآمد ہوا اور بڑی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ اسکی کتاب سیف چشتیائی مال مسروقہ ہے اور اس میں مہر علی کی عقل اور علم کا کچھ بھی دخل نہیں اور بجز اس کے کہ وہ اس کارروائی سے نہ صرف جرم سرقہ کا مرتکب ہوا بلکہ اوس نے اس نتیجے کو حاصل کرنے کے لئے بہت قابل شرم جھوٹ بولا اور اپنی کتاب سیف چشتیائی میں اُس مردہ بدقسمت کا نام تک نہیں لیا اور بڑے زور اور دعوی سے کہا کہ اس کتاب کا میں مولف ہوں چنانچہ نقل خطوط یہ ہے

پہلے خط کی نقل

مرسل یزدانی و مامور رحمانی حضرت اقدس جناب مرزا جی صاحب دام برکاتکم وفیوضکم۔

بہت سہل ہوگئی دوسرے لوگوں کی عبارتیں چورالیں اور تفسیر کو لکھ مارا لیکن اول ہم اُن اشعار کے مقابل پران بزرگوں کی علمی طاقت کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں اگر اس نمونہ میں پیر مہر علی صاحب نے اپنی کرامت دکھلادی تو پھر یقین ہے کہ وہ تفسیر نویسی میں بھی گذشتہ بزدلی کو دُور کر کے سیدھی نیت سے میرے مقابل پر آجائیں گے لیکن کل کے دن جبکہ ہمیں موضع بھین سے پیر مہر علی کی اس کرتوت پر اطلاع ہوئی جسکی تفصیل حاشیہ میں درج ہے تب سے ہم ایسا

بقیہ حاشیہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ امابعد آپ کا خط رجسٹری شدہ آیا دل غمناک کو تازہ کیا روئداد معلوم ہوئی۔ حال یہ ہے کہ محمد حسن کا مسودہ علیحدہ تو خاکسار کو نہیں دکھایا گیا کیونکہ اُس کے مرنے کے بعد اس کی کتابیں اور سب کاغذات جمع کر کے مقفل کئے گئے ہیں شمس بازغہ اور اعجاز المسیح پر جو مذکور نے نوٹ کئے تھے وہ دیکھے ہیں اور وہی نوٹ گولڑی ظالم نے کتابیں منگوا کر درج کر دیئے ہیں اپنی لیاقت سے کچھ نہیں لکھا اب محمد حسن کا والد وغیرہ میرے تو جانی دشمن بن گئے ہیں کتابیں تو بجائے خود ایک ورقہ تک نہیں دکھاتے پہلے بھی دیکھنے کا ذریعہ یہ ہوا تھا کہ جب گولڑی نے کتابیں یعنے شمس بازغہ اور اعجاز المسیح محمد حسن کے والد سے منگوائیں اور فارغ ہو کر واپس روانہ کیں تو چونکہ وہ حامل کتب اجنبی تھا اس لئے بھول کر میرے پاس مسجد میں آیا اور کہنے لگا کہ مولوی محمد حسن کا گھر کدھر ہے میں نے پوچھا کیا کام کہنے لگا کہ مہر علیشاہ نے مجھکو کتابیں دیکر روانہ کیا ہے کہ مولوی محمد حسن کے والد کو یہ کتابیں شمس بازغہ اور اعجاز المسیح دے آ پھر میں نے کتابیں لیکر دیکھیں تو ہر صفحہ ہر سطر پر نوٹ ہوئے ہوئے دیکھے۔ میرے پاس سیف چشتیائی بھی موجود تھی عبارت کو ملایا تو بعینہ وہ عبارت تھی ۔ آپ کا حکم منظور لاکن محمد حسن کا والد کتابیں نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میرے روبرو بیشک دیکھ لو مگر مہلت کے واسطے نہیں دیتا خاکسار معذور ہے کیا کرے ۔ دوسری مجھ سے

ت پکڑا جائے فالحمد للہ علیٰ ذالک سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انی مھین من اراد اھانتک ۱۲ منہ المؤلف

سمجھتے ہیں کہ گویا پیر صاحب فوت ہوگئے اور اب اونکو مخاطب کرنا ہی ان کو وہ عزت دینا ہے جس کے وہ ہرگز لائق نہیں ہیں لیکن ہمنے مناسب دیکھا کہ ایک شروع کئے ہوئے مضمون کو انجام دیدیں اور حاشیہ کے پڑھنے سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ جس قدر پیر مہر علی نے اعجاز المسیح پر نکتہ چینی کی ہے یا جو شمس بازغہ پر نکتہ چینی ہے یہ اسکی طرف سے نکتہ چینی نہیں ہے بلکہ اصل نکتہ چینی کرنیوالا محمد حسن بھیں ہے اور جب وہ دونوں کتابوں پر نکتہ چینی کر چکا

بقیہ حاشیہ ایک غلطی ہوگئی کہ ایک خط گولڑی کو بھی لکھا کہ تمنے خاک لکھا کہ جو کچھ محمد حسن کے نوٹ تھے وہی درج کر دیئے اسواسطے گولڑی نے محمد حسن کے والد کو لکھا ہے کہ ان کو کتابیں مت دکھاؤ کیونکہ یہ شخص ہمارا مخالف ہے اب مشکل بنی کہ محمد حسن کا والد گولڑی کا مرید ہے اور اس کے کہنے پر چلتا ہے مجھکو نہایت افسوس ہے کہ میں نے گولڑی کو کیوں خط لکھا جسکے سبب سے سب میرے دشمن بن گئے براہ عنایت خاکسار کو معاف فرمادیں کیونکہ خالی میرا آنا مفت کا خرچ ہے اور کتابیں وہ نہیں دیتے فقط

خاکسار شہاب الدین از مقام بھیں تحصیل چکوال

دوسرے خط کی نقل

مکرمی معظمی مولائی جناب مولوی عبد الکریم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد خاکسار خیریت سے ہے آپکی خیریت مطلوب - میں آنے سے کچھ انکار نہ کرتا لاکن کتابیں نہیں دیتے جن پر نوٹ ہیں یعنے شمس بازغہ اور اعجاز المسیح سیف چشتیائی میں جتنی سخت زبانی ہے اکثر محمد حسن کی ہے اسی وجہ سے اسکی موت کا...... نمونہ ہوا.......... اب میرے خط لکھنے سے گولڑی خود اقراری ہے چنانچہ یہ کارڈ گولڑی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جو اُس نے مولوی

تو اُسنے میری کتاب کے حاشیہ پر مباہلہ کی دعا لکھی یعنے یہ کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے اس کیلئے خدا تعالیٰ کی لعنت[1] اور اس کا قہر مانگا اور اب تک وہ دعا مباہلہ کتاب کے حاشیہ پر خاص اسکی قلم سے درج ہے چنانچہ فی الفور دعا قبول ہو گئی اور بعد اس کے وہ ایک سخت بیماری اور سرسام میں مبتلا ہو کر چند روز میں ہی قبر میں جا پڑا اور کتاب کے چھپنے کی نوبت نہ آئی وہی مضمون اس کا پیر مہر علی نے اپنے نام سے چھپوایا۔ اور جبکہ حسب درخواست اسکی جو مباہلہ کے رنگ میں تھی خدا کا قہر گرا یعنے اپنی عزیز

بقیہ حاشیہ کرم الدین صاحب کو لکھا ہے۔ غرض گولڑی نے محمد حسن کے والد کو بہت تاکید کی ہے کہ ان کو کتابیں مت دکھاؤ یعنے اس راقم خاکسار کو۔ گولڑی کارڈ میں لکھتا ہے کہ محمد حسن کی اجازت سے لکھا گیا مگر یہ اعتراف راستبازی کے تقاضا سے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ بھید ہم پر کھل گیا اس لئے ناچار شرمندہ ہو کر اقراری ہوا۔ دوسرے خط میں گولڑی کا کارڈ ہے جو اس نے اپنے ہاتھ سے لکھکر روانہ کیا ہے ملاحظہ ہو۔ خاکسار شہاب الدین از مقام بھین

مولوی کرم الدین کے خط کی نقل

مکرمنا حضرت اقدس مرزا صاحب جی مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں ایک عرصہ سے آپ کی کتابیں دیکھا کرتا ہوں مجھے آپ کے کلام سے تعشق ہے۔ میں نے کئی دفعہ عالم رویا میں بھی آپکی نسبت اچھے واقعات دیکھے ہیں۔ اکثر آپ کے مخالفین سے بھی جھگڑا کرتا ہوں۔ اگرچہ مجھے ابھی تک جناب سے سلسلہ پیری مریدی نہیں ہے کیونکہ اس بارہ میں میرے خیال میں بہت احتیاط درکار ہے جبتک بالمشافہ اطمینان نہ کیا جاوے بیعت کرنا مناسب نہیں ہوتا لیکن تاہم مجھے جناب سے غائبانہ محبت ہے۔ میں نے چار پانچ یوم کا عرصہ ہوا ہے کہ جناب کو خواب میں دیکھا ہے آپ نے مجھے مبارکباد فرمائی

---

[1] اسلام میں لعنت اللہ علی الکاذبین کہنا ایک بد دعا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ جو شخص کاذب ہے وہ خدا کی رحمت سے نومید ہو اور اس کے قہر کے نیچے آجائے اسی لئے قرآن شریف میں ایسے مردوں یا ایسی عورتوں کے لئے جنپر مجرم ہونے کا شبہ ہو اور انپر ادر کوئی گواہ نہ ہو جس کی گواہی سے سزا دیجائے ایسی قسم رکھی ہے جو موکد بلعنت ہو تا اس کا نتیجہ وہ ہو جو گواہ کے بیان کا نتیجہ ہوتا ہے یعنے سزا اور قہر الہی۔ منہ

زندگی سے خلاف خواہش اپنی فوت ہو گیا اسی کے مضمون کی چوری کی افسوس کہ اس قدر عظیم الشان معجزہ کے ظاہر ہونے کے بعد بھی پیر مہر علی اپنی شوخی سے باز نہ آیا اور وہ شخص جو اپنے مباہلہ کے اثر سے مر گیا اسی کے پلید مال کی چوری کی +

اب ہم بعض دوسرے اعتراضات اور شبہات پیر مہر علیشاہ صاحب کے جو درحقیقت محمد حسن متوفی کے ہیں مع جواب ذیل میں درج کرتے ہیں اور ناظرین سے امیدوار ہیں کہ وہ انصافاً گواہی دیں کہ کیا

بقیہ حاشیہ ہے اور کچھ شیرینی بھی عنایت کی ہے اور اسوقت میرے دل میں دو باتیں تھیں جن کو آپ نے بیان کر دیا ہے اور اسی خواب کے عالم میں میں یہ کہتا تھا کہ آپ کے کشف کا تو میں قائل ہو گیا ہوں واللہ اعلم بالصواب بعض باتوں کی سمجھ بھی نہیں آتی ہے اس واسطے میرا خیال ابھی تک جناب کی نسبت یکطرفہ نہیں ہے گو آپ کے صلاح و تقویٰ کا میں قائل ہوں میں نے اگلے روز آپ کی کتاب سرمہ چشم آریہ کی ابتدا میں چند اشعار فارسی اور چند اردو پڑھے ہیں اور وہ پڑھکر مجھے رونا آتا تھا اور کہتا تھا کہ کذابوں کی کلام میں کبھی بھی ایسا درد نہیں ہوتا۔

کل میرے عزیز دوست میاں شہاب الدین طالبعلم کے ذریعہ سے مجھے ایک خط رجسٹری شدہ جناب مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے ملا جس میں پیر صاحب گولڑی کی سیف چشتیائی کی نسبت ذکر تھا۔ میاں شہاب الدین کو خاکسار نے بھی اس امر کی اطلاع دی تھی کہ پیر صاحب کی کتاب میں اکثر حصہ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم کے اُن نوٹوں کا ہے جو مرحوم نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر اپنے خیالات لکھے تھے وہ دونوں کتابیں پیر صاحب نے مجھ سے منگوائی تھیں اور اب واپس آگئی ہیں۔ مقابلہ کرنے سے وہ نوٹ بالصلہ درج کتاب پائے گئے۔ یہ ایک نہایت سارقانہ کارروائی ہے کہ ایک فوت شدہ شخص کے خیالات لکھکر اپنی طرف منسوب کر لئے اور اُس کا نام تک نہ لیا۔ اور طرفہ یہ کہ بعض وہ عیوب جو آپ کی کلام کی نسبت وہ پکڑتے ہیں پیر صاحب کی کتاب میں خود اسکی نظیریں موجود ہیں۔ وہ دونوں کتابیں چونکہ مولوی محمد حسن صاحب

یہ اعتراضات دیانت اور تقویٰ اور حق پرستی کی راہ سے کئے گئے ہیں یا بد دیانتی اور ترک تقویٰ اور دھوکہ دہی اور ظلم اور تعصب کے طریق سے لکھے گئے ہیں اور ہم ان کے تمام اعتراضات اسجگہ بجنسہٖ انہی کی عبارت میں ہی نقل کر دیتے ہیں تا خلاصہ کرنیکی حالت میں شبہات پیدا نہ ہوں اور وہ یہ ہیں ۔

نقل مطابق اصل از کتاب سیف چشتیائی صفحہ ۶ و ۷ و ۸

"نبوّت اصلیہ کے مدعی ہونیکا ثبوت اور اُس کی تردید"

بقیہ حاشیہ کے باپ کی تحویل میں ہیں اسواسطے جناب کی خدمت میں وہ کتابیں بھیجنا مشکل ہے کیونکہ ان کا خیال آپ کے خلاف میں ہے اور وہ کبھی بھی اس امر کی اجازت نہیں دے سکتے ہاں یہہ ہو سکیگا کہ اُن نوٹوں کو بجنسہٖ نقل کر کے آپ کے پاس روانہ کیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی خاص آدمی جناب کی جماعت سے یہاں آکر خود دیکھ جائے لیکن جلدی آنے پر دیکھا جا سکیگا پیر صاحب کا ایک کارڈ جو مجھے پرسوں ہی پہنچا ہے بااصلہا جناب کے ملاحظہ کیلئے روانہ کیا جاتا ہے جسمیں انہوں نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مولوی محمد حسن کے نوٹ نہ دیکھتے تو اگر سیف چشتیائی کی رونق بڑھائی ہے لیکن ان سب باتوں کو میری طرف سے ظاہر فرمایا جانا خلاف مصلحت ہے ہاں اگر میاں شہاب الدین کا نام ظاہر بھی کر دیا جائے تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ پیر صاحب کی جماعت مجھ پر سخت ناراض ہو آپ دعا فرماویں کہ آپ کی نسبت میرا اعتقاد بالکل صاف ہو جاوے اور مجھے سمجھ آجاوے کہ واقعی آپ ملہم اور مامور من اللہ ہیں۔ جناب مولوی عبد الکریم صاحب و مولینا مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں دست بستہ السلام علیکم عرض ہے۔ زیادہ لکھنے میں ضیق وقت مانع ہے۔ میاں شہاب الدین کی طرف سے بعد سلام علیکم مضمون واحد ہے والسلام

خاکسار محمد کرم الدین عفی عنہ از بھیں تحصیل چکوال

مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء

یہ سب کچھ ہوا مگر اس طرف خیال نہیں آیا کہ شہادت کا پوشیدہ کرنا سخت گناہ ہے جس کی نسبت آثم قلبہ کا قرآن شریف میں وعید موجود ہے لہذا تقویٰ یہی ہے کہ کسی لوم لائم کی پروا نہ کریں اور شہادت جو اپنے پاس ہو ادا کریں سو ہم اس بات سے معذور ہیں جو جرم اخفاء کے مدد و معاون بنیں اور مولوی کرم الدین صاحب کا یہ اخفاء خدا کے حکم سے نہیں ہے صرف دلی کمزوری ہے خدا اُن کو قوت دے ۱۲ منہ المؤلف

"دیکھو اشتہار مذکور" (۵ نومبر ۱۹۰۱ء جس کا عنوان ہے ایک غلطی کا ازالہ) "صفحہ (۱)
سطر (۱۳) چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شایع ہو چکی ہیں۔ اُن میں سے
ایک یہ وحی اللہ ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ
علی الدین کلہ دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول
کر کے پکارا گیا ہے۔

بقیہ حاشیہ

دوسرا خط مولوی کرم الدین صاحب بنام حکیم فضل دین صاحب معتبر ابن عاجز

مکرم معظم بندہ جناب حکیم صاحب مدظلہا العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۳۱۔ جولائی کو لڑکا گھر پہنچ گیا اسیوقت سے کار معلومہ کے
نسبت اس سے کوشش شروع کی گئی۔ پہلے تو کتابیں دینے سے اس نے سخت انکار کیا اور کہا
کہ کتابیں جعفر زٹلی کی ہیں اور وہ مولوی محمد حسن مرحوم کا خط شناخت کرتا ہے اور اُس نے
بتاکید مجھے کہا ہے کہ فوراً کتابیں لاہور زٹلی کے۔ پاس پہنچا دوں لیکن بہت سی حکمت عملیوں
اور طمع دینے کے بعد اس کو تسلیم کرایا گیا مبلغ چھ روپیہ معاوضہ پر آخر راضی ہوا اور کتاب
اعجاز مسیح کے نوٹوں کی نقل دوسرے نسخہ پر کرکے اصل کتاب جس پر مولوی مرحوم کی اپنی قلم کے
نوٹ ہیں بہمراہ حامل عریضہ ابلاغ خدمت ہے کتاب وصول کرکے اسکی رسید حامل عریضہ
کو مرحمت فرماویں اور نیز اگر موجود ہوں تو چھ روپے بھی حامل کو دیدیجئیگا تاکہ لڑکے کو
دیدیئے جاویں اور تاکہ دوسری کتاب شمس بازغہ کے حاصل کرنے میں دقت نہ ہو۔ کتاب
شمس بازغہ کا جسوقت بیجلد نسخہ آپ روانہ فرمائیں گے فوراً اصل نسخہ جس پر نوٹ ہیں اسی
طرح روانہ خدمت ہوگا آپ بالکل تسلی فرماویں انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز وعدہ خلافی نہ ہوگی
اُس لڑکے نے کہا ہے کہ اور بھی مولوی مرحوم کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کئی ایک نوٹ ہیں
جو تلاش پر مل سکتے ہیں۔ جس وقت ہاتھ لگے تو انکا معاوضہ علیحدہ اس سے مقرر کرکے
نوٹ قلمی فیضی مرحوم بشرط ضرورت لیکر ارسال خدمت ہوں گے آپ شمس بازغہ کا نسخہ

اقول یہ آیت سورۂ فتح کے رکوع اخیر میں موجود ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور آپ کے دین پاک کے غالب کر دینے کا ذکر ہے کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ اگر کسی شخص کو خواب میں یا بیداری میں آیت مذکورہ سُنائی دی جیسا کہ اکثر حفاظ اور شاغلین کو کثرت استعمال وخیال کے سبب سے ایسا ہوا کرتا ہے۔ فرض کیا بذریعہ الہام ہی سہی۔ تو کیا وہ شخص بشہادت اس آیت کے رسول کہلوانے کا مجاز

بقیہ حاشیہ بہت جلدی منگا کر روانہ فرماویں کیونکہ لڑکا صرف ایکماہ کی رخصت پر گھر میں آیا ہوا اس عرصہ کے انقضا پر اُس نے کتاب لاہور لیجانی ہو اور پھر کتاب کا ملنا متعذر ہو جائیگا۔ چکوال سے تلاش کریں شاید نسخہ مل جاوے تو حامل عریضہ کے ہاتھ روانہ فرماویں اور اپنا آدمی بھی ساتھ بھیجدیں تاکہ کتاب لیجاوے امید ہو کہ میری یہ ناچیز خدمت حضرت مرزا صاحب اور آپکی جماعت قبول فرماکر میرے لئے دعاء خیر فرمائیں گے لیکن میرا التماس ہو کہ میرا نام بالفعل ہرگز ظاہر نہ کیا جاوے تاکہ پھر بھی مجھ سے ایسی مدد مل سکے۔ مولوی شہاب الدین کیجانب سے السلام علیکم۔ والسلام

خاکسار محمد کرم الدین عفی عنہ از بھیں تحصیل چکوال ۳ر اگست سنہ ۱۹۰۲

کارڈ پیر مہر علیشاہ کی کارڈ کی نقل جسمیں وہ اقرار کرتا ہو کہ کتاب سیف چشتیائی درحقیقت محمد حسن کا مضمون ہے

مجبی ومخلصی مولوی کرم الدین صاحب سلامت باشد وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ امابعد یک نسخہ بذریعہ ڈاک یا کسے آدم معتبر فرستادہ خواہد شد۔ آپکو واضح ہو کہ اس کتاب (سیف چشتیائی) میں تردید متعلق تفسیر فاتحہ (یعنے اعجاز المسیح) جو فیضی صاحب مرحوم ومغفور کی ہے باجازت اُن کے مندرج ہے چنانچہ فیما بین تحریراً و نیز مشافہۃً جہلم میں قرار پاچکا تھا بلکہ فیضی صاحب مرحوم کی درخواست پر میں نے تحریر جواب شمس بازغہ پر مضامین ضروریہ لاہور میں انکے پاس بھیجدیئے تھے اور ان کو اجازت دی تھی کہ وہ اپنے نام پر طبع کرا دیویں افسوس کہ حیات نے وفا نہ کی اور نہ وہ میرے مضامین مرسلہ لاہور میں بھیجے بالآخر الامر مجھکو ہی یہ کام کرنا پڑا لہٰذا آپ سے انکی کتابیں مستعملہ منگوا کر تفسیر کی تردید مندرجہ حسب اجازت سابقہ بتغیر ما کیگئی آیندہ شاید آپکو یا مولوی غلام محمد صاحب کو تکلیف اٹھانی ہوگی والسلام

[illegible]

ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ورنہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کے سننے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اور اصحاب کبار بھی ہر ایک سننے والا کیوں نہ ہو۔ جبکہ (رسولہ) کے سننے سے رسول بنگیا تو (محمد رسول اللہ) کے سننے سے محمد رسول اللہ۔ اور (والذین معہ) کے سننے سے اصحاب کبار اور (الکفار) کے سننے سے کفار کیوں نہیں بن سکتا۔ ایسا ہی

بقیہ حاشیہ

نقل اُن نوٹوں کی جو محمد حسن نے
اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر لکھے تھے

یہ تمام نقل بعینہٖ ہمارے پاس آگئی ہے جسکو محمد حسن متوفی نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور چونکہ یہ تمام نوٹ وہی ہیں جو کتاب سیف چشتیائی میں لکھے گئے ہیں اس لئے ان کا اس جگہ نقل کرنا طوالت سے خالی نہیں مگر اس بات کے گواہ کہ یہی وہ نوٹ ہیں جو محمد حسن نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر لکھے تھے پانچ آدمی ہیں۔ (۱) پہلے میاں شہاب الدین ہیں جیسا کہ اُن کے دونوں خطوط ہم نقل کر چکے ہیں (۲) دوسرے مولوی کرم الدین صاحب دوست پیر مہر علی صاحب جن کا ہم سے کچھ بھی تعلق نہیں جنہوں نے اپنے ہاتھ سے اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حاشیہ پر سے یہ نوٹ نقل کئے ہیں جن کا خط ہم ابھی نقل کر چکے ہیں۔ (۳) مہر علیشاہ کا اپنے ہاتھ کا کارڈ بنام مولوی کرم الدین صاحب جو ابھی نقل ہو چکا ہے (۴) محمد حسن متوفی کا باپ جس نے وہ دونوں کتابیں میاں شہاب الدین اور مولوی کرم الدین صاحب کے حوالہ کیں جن پر محمد حسن متوفی کے نوٹ لکھے ہوئے تھے اور نیز اپنے روبرو یہ نوٹ نقل کرائے (۵) محمد حسن متوفی کا لڑکا جس نے اپنے گھر سے اس کام کے لئے کتابیں نکالیں کہ اپنے خسر کو دیوے تا وہ فروخت کرا دیوے اور جواب مفصل حاشیہ میں آگیا ہے ان نوٹوں میں اس نے اپنی جہالت اور تعصب اور شتابکاری کی وجہ سے بہت سی قابل شرم غلطیاں کی ہیں لیکن اب مردہ کو ملامت کرنا بے فائدہ ہے

(اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ) کے سننے سے کوئی دعویٰ کرسکتا ہے کہ میں نبی و رسول ہوں۔ اور نئی نماز و زکوٰۃ کا حکم میرے پر نازل ہوا ہے ہرگز نہیں۔ اگر یہ نہیں کرسکتا تو پھر آیت اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی کے الہام ہونے سے بروزی رسالت کو (رسولہ) کے لفظ سے کس طرح مراد لے سکتا ہے۔ بینوا و انصفوا۔ الغرض بر تقدیر تسلیم الہام بآیۃ مذکورہ کادیانی کو استحقاق (رسول) کہلوانے کا ہرگز نہیں پہونچتا۔ بفرض محال اگر آیۃ مذکورہ کے سننے سے (رسول) کہلوانے کے مستحق بنیں تو اُسی معنے سے رسول ہوں گے۔ جو معنے آیت مذکورہ میں مراد ہے یعنی رسول اصلی۔ ورنہ دلیل دعویٰ پر منطبق نہ ہوگی۔ کیونکہ دعوے میں رسول ظلی اور دلیل یعنے (ارسل رسولہ) میں رسول اصلی ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ اور نیز (رسولہ) سے رسول ظلی مراد لینے کی تقدیر پر تحریف معنوی کلام الٰہی میں لازم آوے گی۔ لہٰذا استدلال بآیت مسطورہ بلند آواز سے پکار رہا ہے کہ کادیانی رسول اصلی ہونے کا مدعی ہے۔ چنانچہ اس کا للکار کر کہلوانا بھی اسپر شاہد ہے کیونکہ صرف فنا فی الرسول ہونا اس کا مقتضے نہیں۔

پھر اُسی اشتہار میں متصل عبارت منقولہ بالا کے لکھتے ہیں۔ "پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ یعنے خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔ دیکھو براہین صفحہ ۵۰۴"

الجواب

اول یہ وسوسہ پیر جی کا کہ کیوں یہ تمہاری وحی از قبیل اضغاث احلام اور حدیث النفس نہیں ہے اس کا یہی جواب ہے کہ جیسا کہ وحی تمام **انبیاء** علیہم السلام کی حضرت **آدم** سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک از قبیل اضغاث احلام و حدیث النفس نہیں ہے ایسا ہی

بقیہ حاشیہ: اسقدر اس کے نوٹوں میں فحش غلطیاں ہیں کہ اگر اسکو جلدی سے موت نہ پکڑ لیتی تو وہ ضرور نظر کر کے اپنی غلطیوں کی حتی المقدور اصلاح کرتا۔ مگر یہ سوال کہ اس قدر جلد تر کیوں موت آگئی اس کا جواب یہی ہے کہ اس موت کی تین وجہ ہیں اول تو یہی کہ اس نے ان نوٹوں میں اپنے مونہہ سے موت مانگی اور اپنے ہاتھ سے کتاب پر لکھا کہ لعنت اللہ علی الکاذبین چنانچہ جن نوٹوں سے اس نے فریق کاذب

یہ وحی بھی ان شبہات سے پاک اور منزہ ہے اور اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی معجزات اور پیشگوئیاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ اکثر گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں اور نیز انکی پیشگوئیاں اور معجزات اس وقت محض بطور قصوں اور کہانیوں کے ہیں مگر یہ معجزات اور پیشگوئیاں ہزارہا لوگوں کے لئے واقعات چشم دید ہیں اور اس مرتبہ اور شان کے ہیں کہ اس سے بڑھکر متصور نہیں یعنے دنیا میں ہزارہا انسان

بقیہ حاشیہ پر ہم دونوں فریق میں سے **لعنت** کی ہے وہ اس وقت ہمارے سامنے رکھے ہیں جو پانچ گواہوں کی شہادت سے وہی نوٹ ہیں جو اس نے اپنی قلم سے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر لکھے تھے اور خود اصل نوٹ جنکی یہ نقل اس کے باپ نے ان گواہوں کے حوالہ کی اُس کے گھر میں موجود ہے جو اُس کے مباہلہ کی ایک پختہ نشانی ہے جو **باوا نانک** کے چولہ کی طرح زمانہ دراز تک یادگار رہے گی اور یہ مباہلہ جس کے بعد وہ دو ہفتہ بھی زندہ نہ رہ سکا اُن لوگوں کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے جواب ہے جو کہا کرتے ہیں کہ ہم اس مباہلہ کو مانیں گے جس کے آخری نتیجہ پر دو تین ہفتہ سے زیادہ طول نہ کھیچے۔ سو اب ہم **منتظر** ہیں کہ وہ اس نشان کو مانتے ہیں یا نہیں اور عجیب تر کہ محمد حسن مباہلہ کے بعد مرا۔ اسی طرح **غلام دستگیر** قصوری کا حال ہوا تھا کہ اس نے بھی محمد حسن کی طرح میری رد میں ایک کتاب بنائی اور اس کا نام فتح رحمانی رکھا اور اس کے صفحہ ۲۷ میں جوش میں آکر دعا کردی جس کا یہ خلاصہ ہے کہ یا الٰہی جو شخص کاذب ہے اور جھوٹ بول رہا ہے اور سچ کو چھوڑ رہا ہے اس کو ہلاک کر آمین تب ایک مہینہ بھی اس کتاب کے لکھنے

ان کے گواہ ہیں مگر گذشتہ نبیوں کے معجزات اور پیشگوئیوں کا ایک بھی زندہ گواہ پیدا نہیں ہو سکتا باستثناء ہمارے **نبی** صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کے معجزات اور پیشگوئیوں کا میں **زندہ** گواہ موجود ہوں اور قرآن شریف زندہ گواہ موجود ہے اور **میں وہ ہوں** جس کے بعض معجزات اور پیشگوئیوں کے **کروڑہا** انسان گواہ ہیں پھر اگر درمیان میں تعصب نہ ہو تو کون ایماندار ہے جو واقعات پر اطلاع پانے کے بعد اس بات کی گواہی نہ دے کہ درحقیقت

بقیہ حاشیہ پرنہ گذرنے پایا تھا کہ آپ ہلاک ہو گیا اسکی یہ کتاب یعنی فتح رحمانی چھپی ہوئی موجود ہے دیکھو صفحہ ۲۶ و ۲۷ اور خدا سے ڈرو۔ یہ دونوں پنجاب کے آدمی ہیں جو اپنے مونہہ سے **مباہلہ** کر کے آپ ہی مر گئے اگر یہ نشان نہیں تو معلوم نہیں ہمارے مخالفوں کے نزدیک **نشان** کس چیز کا نام ہے ✠

دوسری محمد حسن کی موت کا موجب وہ پیشگوئی ہے جو اعجاز المسیح کے ٹائٹل پیج پر لکھی گئی اور وہ یہ ہے۔ **من قام للجواب وتنمر فسوف یری انہ تندم وتدمر** یعنے جو شخص اس کتاب کے جواب پر آمادہ ہوگا اور پلنگی دکھلائے گا وہ عنقریب دیکھیگا کہ اس کام سے نامراد رہا اور اپنے نفس کا ملامت گر ہوا اور اس سے بڑھکر کیا نامرادی ہو سکتی ہے کہ محمد حسن حسرت کو ساتھ ہی لیگیا۔ اور مر گیا۔ اور اس ارادہ کو جو کہ وہ عربی کتاب کا عربی میں جواب لکھے پورا نہ کر سکا اور نہ کچھ شایع کر سکا۔ **تیسری**۔ محمد حسن کی موت کا موجب وہ دعائے **مباہلہ** ہی جو اعجاز المسیح کے صفحہ ۱۹۹ میں کیگئی تہی۔ **چوتھے** محمد حسن کی موت کا موجب وہ وحی الٰہی ہے جو مدت ہوئی جو دنیا میں شائع ہو چکی یعنی یہ کہ **انی مہین من اراد اہانتک** یعنی میں اسکو ذلیل کرونگا جو تیری ذلت چاہتا ہے۔ پس چونکہ اُس نے اعجاز المسیح پر قلم اٹھا کر میری ذلت کا ارادہ کیا اس لئے خدا نے اُس کو ذلیل کر دیا اور اپنے مونہہ سے موت مانگ کر چند روز میں ہی مر گیا اور اپنی موت کو ہمارے لئے ایک نشان چھوڑ گیا۔ **فالحمد للہ علی ذٰلک**۔ منہ

✠ اسی طرح محی الدین لکھوکے والے کا حال ہوا۔ جب اس نے یہ الہام چھپوایا کہ "مرزا صاحب فرعون" تب اسکی وفات سے پہلے میں نے اسکو بذریعہ ایک خط کے جو اگست ۱۸۹۷ء کو لکھا گیا تہا اطلاع دی کہ اب وہ فرعون کی طرح اس ہی کے سامنے اپنی سزا کو پہونچیگا۔ چنانچہ انہیں دنوں اور اسکی زندگی ہی میں وہ خط الحق سیالکوٹ میں چھپا اور پھر اس کے مرنے کے بعد اس نشان کے اظہار کے لئے وہی خط مع اسکی تاریخ وفات کے اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء میں چھاپا گیا دیکھو الحکم نمبر ۲۴۔ جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۵ کالم ۲ و ۳۔ منہ

اکثر گزشتہ نبیوں کے معجزات کی نسبت یہ معجزات اور پیشگوئیاں ہر ایک پہلو سے
بہت **قوی** اور بہت زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی **اندھا انکار** کرے تو ہم موجود ہیں اور ہمارے
گواہ موجود ہیں ولیس الخبر کالمعاینۃ۔ پھر جس حالت میں صدہا نبیوں کی نسبت ہمارے
معجزات اور پیشگوئیاں **سبقت** لے گئی ہیں تو اب خود سوچ لو کہ اس وحی الٰہی کو اضغاث
احلام اور حدیث النفس کہنا درحقیقت تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے انکار کرنا ہے اور
اگر شک ہو تو خدا تعالیٰ کا خوف کر کے **ایک جلسہ** کرو اور ہمارے معجزات اور پیشگوئیاں
سنو اور ہمارے گواہوں کی شہادت رویت جو حلفی شہادت ہوگی قلمبند کرتے جاؤ اور پھر اگر
آپ لوگوں کے لئے ممکن ہو تو باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں کسی نبی یا ولی کے
معجزات کو ان کے مقابل پیش کرو لیکن نہ قصوں کے رنگ میں بلکہ رویت کے گواہ پیش کرو
کیونکہ قصے تو ہندوؤں کے پاس بھی کچھ کم نہیں۔ قصوں کو پیش کرنا تو ایسا ہے جیسا کہ ایک
گوبر کا انبار مشک اور عنبر کے مقابل پر۔ مگر یاد رکھو کہ ان معجزات اور پیش گوئیوں کی نظیر جو میرے
ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں کمیت اور کیفیت اور ثبوت کے لحاظ سے ہرگز
پیش نہ کر سکو گے خواہ تلاش کرتے کرتے مر ہی جاؤ۔ پھر اگر یہ وحی جس کی تائید میں یہ نشان
ظاہر ہوئے خدا کا کلام نہیں ہے تو پھر تمہیں لازم ہے کہ دہریہ بن جاؤ اور خدا تعالیٰ
کے تمام نبیوں سے انکار کر دو کیونکہ نبوت کی عمارت کی شکست ریخت جس قدر ہو چکی ہے
اب خدا تعالیٰ نے ان تازہ معجزات اور پیشگوئیوں سے سب کی **مرمت** کر رہا ہے اور اب
وہ گذشتہ قصوں کو واقعات کے رنگ میں **دکھلا رہا ہے** اور منقولات کو مشہودات
کا پیرایہ پہنا رہا ہے تا جو لوگ شکوک کے گڑھے میں گر گئے ہیں دوبارہ ان کو یقین کا لباس
پہناوے لہٰذا جو شخص مجھے قبول کرتا ہے وہ تمام انبیاء اور ان کے معجزات کو بھی **نئے**
سر سے قبول کرتا ہے اور جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا اس کا پہلا ایمان بھی کبھی قائم نہیں رہیگا
کیونکہ اس کے پاس نرے قصے ہیں نہ مشاہدات۔ خدا نمائی کا **آئینہ میں ہوں** جو شخص میرے

پاس آئیگا اور سب مجھے قبول کریگا وہ نئے سرے اُس **خدا** کو دیکھ لیگا جسکی نسبت دوسرے لوگوں
کے ہاتھ میں صرف **قصے** باقی ہیں۔ میں اُس خدا پر ایمان لایا ہوں جس کو میرے منکر نہیں پہچانتے
اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جس پر وہ ایمان لاتے ہیں ان کے وہ خیالی **بت** ہیں نہ خدا اسی
وجہ سے وہ بت اُنکی کچھ مدد نہیں کرسکتے ان کو کچھ **قوت** نہیں دے سکتے اُن میں کوئی
پاک تبدیلی پیدا نہیں کرسکتے ان کے لئے کوئی تائیدی نشان نہیں دکھلا سکتے اور
یاد رہے کہ یہ اندھوں کے بیہودہ شکوک اور شبہات ہیں جو اس وحی الٰہی کی نسبت اُن کے
دلوں کو پکڑتے ہیں جو میرے پر نازل ہو رہی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ
خدا کا کلام نہ ہو بلکہ انسان کے اپنے دل کے ہی اوہام ہوں مگر ان کو یاد رہے کہ خدا اپنی
قدرتوں میں کمزور نہیں وہ یقین دلانیکے لئے ایسے خارق عادت طریقے اختیار کرلیتا ہے کہ انسان
جیسے آفتاب کو دیکھکر پہچان لیتا ہے کہ یہ آفتاب ہی ایسا ہی خدا کے کلام کو پہچان لیتا ہے کیا اُن کا
یہ خیال ہے کہ آدم سے لیکر آنحضرت تک خدا تعالےٰ اس بات پر قادر تھا کہ اپنی پاک وحی کے ذریعہ سے
حق کے طالبوں کو **سرچشمہ** یقین تک پہنچا دے مگر پھر بعد اس کے اس فیضان پر قادر نہ رہا
یا قادر تو تھا مگر دانستہ اس امت غیر مرحومہ کیساتھ بخل کیا اور اس دعا کو بھول گیا جو آپ ہی سکھلائی تھی
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔

اگر مجھ سے سوال کیا جاوے کہ تم نے کیونکر پہچانا اور یقین کیا کہ وہ کلمات جو تمہاری
زبان پر جاری کئے جاتے ہیں وہ خدا کا کلام ہے حدیث النفس یا شیطانی القاء نہیں تو
میری روح اس سوال کا مندرجہ ذیل جواب دیتی ہے۔

(۱) اول جو کلام مجھ پر نازل ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک شوکت اور لذت اور
تاثیر ہے وہ ایک فولادی میخ کی طرح میرے دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور تاریکی کو دور
کرتا ہے اور اُس کے ورود سے مجھے ایک نہایت لطیف لذت آتی ہے کاش اگر میں قادر
ہو سکتا تو میں اُسکو بیان کرتا مگر روحانی لذتیں ہوں خواہ جسمانی اُنکی کیفیات کا پورا نقشہ کھینچ کر

دکھلانا انسانی طاقت سے بڑھکر ہے ایک شخص ایک محبوب کو دیکھتا ہے اور اُسکی ملاحت حُسن
سے لذت اُٹھاتا ہے مگر وہ بیان نہیں کر سکتا کہ وہ لذت کیا چیز ہے اسی طرح وہ خدا جو تمام
ہستیوں کا علت العلل ہے جیسا کہ اس کا **دیدار** اعلیٰ درجہ کی لذت کا **سرچشمہ** ہے ایسا ہی
اُس کی گفتار بھی لذات کا سرچشمہ ہے اگر ایک کلام انسان سُنتے یعنے ایک آواز اُس کے
دل پر پہونچے اور اس کی زبان پر جاری ہو اور اُس کو شبہ باقی رہ جاوے کہ شاید یہ شیطانی
آواز ہے یا حدیث النفس ہے تو درحقیقت وہ شیطانی آواز ہوگی یا حدیث النفس ہوگی کیونکہ
خدا کا کلام جس قوت اور برکت اور روشنی اور تاثیر اور لذت اور خدائی طاقت اور چمکتے ہوئے
چہرہ کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے خود یقین دلا دیتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور ہرگز مردہ آوازوں
سے مشابہت نہیں رکھتا بلکہ اُس کے اندر ایک جان ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک طاقت
ہوتی ہے اور اُس کے اندر ایک کشش ہوتی ہے اور اس کے اندر یقین بخشنے کی ایک خاصیت ہوتی
ہے اور اس کے اندر ایک لذت ہوتی ہے اور اُس کے اندر ایک روشنی ہوتی ہے اور اُس کے
اندر ایک خارق عادت تجلی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ذرہ ذرہ وجود پر تصرف کرنے والے
ملایک ہوتے ہیں اور علاوہ اس کے اُس کے ساتھ خدائی صفات کے اور بہت سے **خوارق**
ہوتے ہیں اس لئے ممکن ہی نہیں ہوتا کہ ایسی وحی کے مورد کے دل میں شبہ پیدا ہو سکے بلکہ
وہ شبہ کو کفر سمجھتا ہے اور اگر اس کو کوئی اور معجزہ نہ دیا جاوے تو وہ اس وحی کو جو ان صفات پر مشتمل
ہے بجائے خود ایک معجزہ قرار دیتا ہے ایسی وحی جس شخص پر نازل ہوتی ہے اُس شخص کو
خدا کی راہ میں اور خدا کی محبت میں ایسے عاشق زار کیطرح بنا دیتی ہے جو اپنے تئیں صدق و
ثبات کے کمال کی وجہ سے دیوانہ کی طرح بنا دیتا ہے اس کا یقین اس کے دل کو شہنشاہ کر دیتا
ہے وہ **میدان کا بہادر** اور استغنا کے تخت کا **مالک بنجاتا ہے**۔ یہی میرا
حال ہے جس کو دنیا نہیں جانتی قبل اس کے جو میں معجزات دیکھوں اور آسمانی تائیدوں کا مشاہدہ
کروں میں اُسکی کلام سے ہی اُسکی طرف ایسا کھینچا گیا کہ کچھ اٹکل نہیں آتی کہ مجھے کیا ہو گیا تیز تلواریں میرے

اس پیوند کو چھوڑا نہیں سکتیں۔ کوئی آگ مجھے ڈرا نہیں سکتی۔ وہ کشش جس نے میرے دل پر کام کیا وہ دلائل سے باہر ہے اور بیان سے بلند تر اور براہین سے بالا تر۔ ابتداء میں کلام تنہا اُس کلام میں نے جو کچھ کیا سو کیا۔ وہ خدا جو نہاں در نہاں ہے اُس نے میری روح پر ابتدا میں محض کلام کے ساتھ **تجلی** کی اور اپنے مکالمات کا دروازہ میرے پر کھولا پس وہی **ایک** بات تھی جو بالخصوص میرے لئے کافی **کشش** ہوئی اور حضرت احدیت کی طرف مجھے کھینچ کر لیگئی اور یہ کہ کلام کی طاقت نے میرے دل پر کیا کیا اثر ڈالے اور مجھے کہاں تک پہنچا دیا اور کیا کیا **تبدیلیاں** کیں اور کیا میرے دل میں سے **لے لیا اور کیا دے دیا**۔ اِن باتوں کو میں کن لفظوں میں ادا کروں اور کس پیرایہ میں لوں پر بتلا دوں جن خارق عادت عنایات کے ساتھ وہ مجھ سے نزدیک ہوا کوئی **نہیں** جانتا مگر میں اور جس محبت کے مقام پر **میرا قدم** ہے کوئی نہیں جانتا مگر وہ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ابتدا اس ترقی اور تعلق کا خدا کا کلام ہے جس کی ناگہانی کشش نے مجھے ایسا اُٹھا لیا جیسا کہ ایک **زبردست** بگولا ایک تنکے کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پھینک دیتا ہے پس میرے پاس یہ ذکر کرنا کہ کیوں وہ کلام جو تم پر نازل ہوا حدیث النفس نہیں یہ بات ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ کیوں ممکن نہیں کہ تمہارا یہ خیال کہ تم آنکھوں سے دیکھتے ہو اور زبان سے بولتے ہو اور کانوں سے سنتے ہو یہ غلط خیال ہو۔ پس عزیزو! تم سوچو اور سمجھ لو کہ کیا وہ شخص جس کو معلوم ہے کہ میں آنکھ بند کرنے سے پھر کچھ دیکھ نہیں سکتا اور کانوں کے بند کرنے سے پھر کچھ سُن نہیں سکتا اور زبان کے کاٹے جانے سے پھر کچھ بول نہیں سکتا وہ ایسے منکرانہ جرح کو کچھ حقیقت نہیں سمجھیگا یا شک میں پڑے گا کہ شاید میں آنکھ سے نہیں دیکھتا اور کان سے نہیں سنتا اور زبان سے نہیں بولتا۔ سو اسی طرح میرا حال ہے خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوا اور ہوتا ہے وہ میری روحانی والدہ ہے جس سے میں پیدا ہوا اُس نے مجھے ایک وجود بخشا ہی جو پہلے نہ تھا اور ایک روح عطا کی ہے جو پہلے نہ تھی میں نے ایک بچہ کی طرح اُسکی گود میں پرورش پائی اور اُس نے

مجھے ہر ایک ٹھوکر سے سنبھالا اور ہر ایک گرنے کی جگہ سے بچا لیا وہ کلام ایک شمع کی طرح میرے
آگے آگے چلا یہاں تک کہ میں **منزل مقصود** تک پہنچ گیا۔ اس سے زیادہ کوئی بزدلی
نہیں ہوگی کہ میں یہ کہوں کہ وہ خدا کا کلام نہیں۔ میں اُسی طرح اُس کو خدا کا کلام جانتا ہوں جس طرح
میں یقین رکھتا ہوں کہ میں **زبان** سے بولتا ہوں اور **کانوں** سے سنتا ہوں اور
میں کیونکر اُس سے انکار کروں اُس نے تو مجھے **خدا** دکھلایا اور **چشمہ شیریں** کی طرح
معارف کا پانی مجھے پلاتا رہا اور ایک **ٹھنڈی** ہوا کی طرح ہر ایک صبح کے وقت میں مجھے
راحت بخش ہوا۔ سو وہ اُن زبانوں میں بھی مجھ پر **نازل** ہوا جن زبانوں کو میں نہیں جانتا تھا جیسا کہ
زبان انگریزی اور سنسکرت اور عبرانی اُس نے بڑی بڑی پیشگوئیوں اور **عظیم الشان**
نشانوں سے ثابت کر دیا کہ وہ خدا کا کلام ہے اور اس نے حقایق و معارف کا ایک خزانہ
میرے پر کھول دیا جس سے میں اور میری **تمام قوم** بے خبر تھی وہ کبھی کبھی زبان عربی یا انگریزی
یا کسی دوسری زبان کے اُن دقیق اور نامعلوم الفاظ میں میرے پر نازل ہوا جن سے میں بے خبر
تھا تو کیا باوجود ان **روشن ثبوتوں** کے کوئی شک کا مقام ہو سکتا ہے۔ کیا یہ باتیں پھینک
دینے کے لائق ہیں کہ ایک کلام جس نے **معجزہ** کی طاقت دکھلائی اور اپنی قوی کشش ✝
ثابت کی اور **غیب** کے بیان کرنے میں وہ بخیل نہیں نکلا بلکہ ہزارہا امور غیبیہ اُس نے ظاہر کئے
اور ایک باطنی کمند سے **مجھے** اپنی طرف کھینچا اور ایک کمند دنیا کے سعید دلوں پر ڈالا اور میری
طرف اُن کو لایا اور اُن کو آنکھیں دیں جن سے وہ دیکھنے لگے اور کان دیئے جن سے وہ سننے لگے
اور صدق و ثبات بخشا جس سے وہ اس راہ میں قربانی ہونے کیلئے موجود ہو گئے تو کیا یہ تمام کاروبار
شیطانی یا وسوسہ نفسانی ہے۔ کیا شیطان خدا کے برابر ہو سکتا ہے تو پھر کیوں وہ تمہاری مدد
نہیں کرتا۔ سنو وہ جس نے یہ کلام نازل کیا وہ کیا کہتا ہے اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا
اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ **دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو**
قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور

حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ سو ضرور ہے کہ یہ زمانہ گذر جائے اور ہم اس
دنیا سے کوچ نہ کریں جبتک خدا کے وہ تمام وعدے پورے نہ ہوں جو شخص تاریکی میں پڑا ہوا ہے
اور اس سے بیخبر ہے کہ خدا کا یقینی اور قطعی کلام بھی اسکے بندوں پر نازل ہوا کرتا ہے وہ
خدا کے وجود سے ہی بے خبر ہے لہذا وہ اپنی طرح تمام دنیا کو وساوس کے نیچے پامال دیکھتا ہے
اور اس کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ بجز وساوس اور اضغاث احلام اور حدیث النفس کے اور کچھ نہیں اور
غائت کار وہ ظنی طور پر نہ یقینی اور قطعی طور پر الہام الہی کا خیال دل میں لاتا ہے مگر ابھی ہم لکھ چکے
ہیں کہ جس دل پر در حقیقت آفتاب وحی الہی تجلی فرماتا ہے اس کے ساتھ ظن اور شک کی تاریکی
ہرگز نہیں رہتی۔ کیا خالص نور کے ساتھ ظلمت رہ سکتی ہے پھر جس حالت میں موسیٰ کی ماں کو بھی یقینی
الہام ہوا جسپر پورا یقین کر کے اس نے اپنے بچہ کو معرض ہلاکت میں ڈالدیا اور خدا تعالیٰ کے
نزدیک بجرم اقدام قتل مجرم نہ ہوئی تو کیا یہ امت اسرائیل کے خاندان کی عورتوں سے بھی
گئی گذری ہے اور پھر اسی طرح مریم کو بھی یقینی الہام ہوا جس پر بھروسہ کر کے اس نے
قوم کی کچھ پرواہ نہیں کی تو حیف ہے اس امت مخذول پر جو ان عورتوں سے بھی کمتر ہے پس
اس صورت میں یہ امت خیر الامم کاہے کو ہوئی بلکہ شر الامم اور اجہل الامم ہوئی۔ اسی طرح
خضر جو نبی نہیں تھا اور اسکو علم لدنی دیا گیا تو کیا اگر اس کا الہام ظنی تھا یقینی نہیں تھا تو
کیوں اس نے ناحق ایک بچہ کو قتل کر دیا اور اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ الہام کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینا چاہئے یقینی اور قطعی نہ تھا تو کیوں انہوں نے اس پر عمل کیا۔ پس اگر
ایک شخص اپنی نابینائی سے میری وحی سے منکر ہے تاہم اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے اور
پوشیدہ دہریہ نہیں تو اسکے ایمان میں یہ بات داخل ہونی چاہئے کہ یقینی قطعی مکالمہ
الہیہ ہو سکتا ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کی وحی یقینی پہلی امتوں میں اکثر مردوں اور عورتوں کو
ہوتی رہی ہے اور وہ نبی بھی نہ تھے اس امت میں بھی اس یقینی اور قطعی وحی کا وجود ضروری
ہے تا یہ امت بجائے افضل الامم ہونے کے احقر الامم نہ ٹھہر جائے سو خدا نے آخری زمانہ

میں اکمل اور اتم طور پر یہ نمونہ دکھایا یا ان واقعات سے تعجب نہیں کرنا چاہئے بلکہ درحقیقت انسان کی نجات اسی پر موقوف ہے کہ یا تو وہ خود ایسا شخص ہو جو براہ راست خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ اور مخاطبت رکھتا ہو مگر ایسا مکالمہ مخاطبہ نہ ہو کہ جسمیں قطعی فیصلہ نہ ہو کہ وہ رحمانی ہے یا شیطانی ہے اور یا وہ شخص نجات پا سکتا ہے جو ایسے شخص کا ہم صحبت اور اس کے دامن سے وابستہ ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ جس قدر دنیا میں گناہ پیدا ہوئے ہیں انکی یہی وجہ ہے کہ جس قدر انسان کو دنیا کی لذات اور دنیا کی عزت اور دنیا کے مال و متاع پر یقین ہے یہ یقین آخرت پر نہیں ہے اور جیسا کہ وہ ایک ایسے صندوق پر توکل کر سکتا ہے جو قیمتی جواہرات اور خالص سونے سے بھرا ہوا ہے اور اسکے قبضہ میں ہے ایسا وہ خدا پر توکل نہیں کر سکتا اور جیسا کہ دنیا کی گورنمنٹ اور دنیا کے حکام سے لوگ ڈرتے ہیں اور مداہنت سے زندگی بسر کرتے ہیں ایسا خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اسکا کیا سبب ہے؟ یہی سبب ہے کہ دنیا کے پیش افتادہ اسباب اور وسائل انکی نظر میں ایسے یقینی ہیں کہ دینی عقائد ان کے آگے کچھ بھی چیز نہیں۔ اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ چونکہ نجات بجز حق الیقین کے ممکن نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا یعنے جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ اس دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اس سے بھی بدتر۔ تو بغیر یقین کامل کے کیونکر نجات ہو۔ اور اگر ایک مذہب کی پابندی سے نجات نہیں تو اس مذہب سے حاصل کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں تو یقین کے چشمے جاری تھے اور وہ خدائی نشانوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے اور انہیں نشانوں کے ذریعہ سے خدا کی کلام پر انہیں یقین ہو گیا تھا اس لئے انکی زندگی نہایت پاک ہو گئی تھی لیکن بعد میں جب وہ زمانہ جاتا رہا اور اس زمانہ پر صدہا سال گذر گئے تو پھر ذریعہ یقین کا کونسا تھا سچ ہے کہ قرآن شریف اُن کے پاس تھا اور قرآن شریف اس ذوالفقار تلوار کی مانند ہے جسکے دو طرف دہاریں ہیں ایک طرف کی دہار مومنوں کی اندرونی غلاظت کو کاٹتی ہے اور دوسری طرف کی دہار دشمنوں کا کام تمام کرتی ہے مگر پھر بھی وہ تلوار اس کام کے لئے ایک

بہادر کے دست و بازو کی محتاج ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ
وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ پس قرآن سے جو تزکیہ حاصل ہوتا ہے اس کو اکیلا بیان
نہین کیا بلکہ وہ نبی کی صفت مین داخل کرکے بیان کیا یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام
یون ہی آسمان پر سے کبھی نازل نہین ہوا بلکہ اس تلوار کو چلانے والا بہادر ہمیشہ ساتھ آیا ہے
جو اس تلوار کا اصل جوہر شناس ہے لہٰذا قرآن شریف پر سچا اور تازہ یقین لانے کے لئے
اور اس کے جوہر دکھلانے کیلئے اور اسکے ذریعہ سے اتمام حجت کرنیکے لئے ایک بہادر کے
دست و بازو کی ہمیشہ حاجت ہوتی رہی ہے اور آخری زمانہ مین یہ حاجت سب سے زیادہ
پیش آئی کیونکہ دجالی زمانہ ہے اور **زمین و آسمان کی باہمی لڑائی** ہے غرض جب
خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اس جہان مین اندھا ہے وہ دوسرے جہان مین بھی اندھا ہی
ہوگا تو ہر ایک طالب حق کے لئے ضروری ہوا کہ اسی جہان مین آنکھون کا نور تلاش کرے
اور اس زندہ مذہب کا طالب ہو جسمین **زندہ خدا کے انوار نمایان** ہون۔ وہ مذہب
مردار ہے جسمین ہمیشہ کے لئے یقینی وحی کا سلسلہ جاری نہین کیونکہ وہ انسانون پر یقین
کی راہ بند کرتا ہے اور انکو قصّون کہانیون پر چھوڑتا ہے اور انکو خدا سے نومید کرتا اور تاریکی
مین ڈالتا ہے اور کیونکر کوئی مذہب خدا نما ہوسکتا ہے اور کیونکر گناہون سے چھڑا سکتا ہے جبتک
کوئی یقین کا ذریعہ اپنے پاس نہین رکھتا اور جبتک سورج نہ چڑھے کیونکر دن چڑھ سکتا ہے
پس دنیا مین سچا مذہب وہی ہے جو بذریعہ زندہ نشانون کے یقین کی راہ دکھلاتا ہے باقی لوگ ایسی
زندگی مین دوزخ مین گرے ہوئے ہین بھلا بتلاؤ کہ ظن بھی کچھ چیز ہے جس کے دوسرے
لفظون مین یہ معنے ہین کہ شائد یہ بات صحیح ہے یا غلط یاد رکھو کہ گناہ سے پاک ہونا بجز یقین
کے کبھی ممکن نہین فرشتون کی سی زندگی بجز یقین کے کبھی ممکن نہین دنیا کی بیجا عیاشیون
کو ترک کرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہین ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لینا اور خدا کی طرف
ایک خارق عادت کشش سے کھینچے جانا بجز یقین کے کبھی ممکن نہین زمین کو چھوڑنا اور آسمان

پر چڑھ جانا بجز یقین کے کبھی ممکن نہین۔ خدا سے پورے طور پر ڈرنا بجز یقین کے کبھی ممکن
نہین۔ **تقویٰ** کی باریک راہون پر قدم مارنا اور اپنے عمل کو ریاکاری کی ملونی سے پاک
کرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہین۔ ایسا ہی دنیا کی دولت اور حشمت اور اسکی کیمیا پر لعنت
بھیجنا اور بادشاہون کے قرب سے بےپروا ہو جانا اور صرف خدا کو اپنا ایک خزانہ سمجھنا بجز یقین
کے ہرگز ممکن نہین۔ اب بتلاؤ اے مسلمان کہلانے والو کہ ظلمات شک سے نور یقین کیطرف
تم کیونکر پہنچ سکتے ہو یقین کا ذریعہ تو خدا کا کلام ہے جو **یخرجھم من الظلمٰت الی
النور** کا مصداق ہے۔ سو چونکہ **عہد نبوت** پر تیرہ سو برس گذر گئے اور تمنے وہ زمانہ نہین
پایا جبکہ صدہا نشانون اور چمکتے ہوئے نورون کے ساتھ قرآن اُترتا تھا اور وہ زمانہ پایا جسمین
خدا کی کتاب اور اُسکے رسول اور اُسکے دین پر ہزارہا اعتراض عیسائی اور دہریہ اور آریہ وغیرہ
کر رہے ہین اور تمہارے پاس بجز لکھے ہوئے چند ورقون کے جنکی اعجازی طاقت سے تمہین
خبر نہین اور کوئی ثبوت نہین اور جو معجزات پیش کرتے ہو وہ محض قصون کے رنگ مین ہین تو
اب بتلاؤ کہ تم کس راہ سے اپنے تئین یقین کے بلند **مینار** تک پہنچا سکتے ہو اور کس طرح تم
دشمن کو بتلا سکتے ہو کہ تمہارے پاس خدا پر یقین لانیکے لئے اور گناہ سے بچنے کیلئے ایک ایسی
چیز ہے جو دشمن کے پاس نہین ہے تا وہ انصاف کر کے تمہارے مذہب کا طالب ہو جائے اس حرکت
سے ایک عقلمند کو کیا فائدہ کہ ایک گوبر کو چھوڑ دے اور دوسرے گوبر کو کھا لے سچائی کو ہر ایک
سعید دل لینے کو طیار ہے بشرطیکہ سچائی اپنے نور کو ثابت کر کے دکھلا دے جس **اسلام** کو آج
یہ **مخالف مولوی** اور اُن کا گروہ غیر مذہب کے لوگون کے سامنے پیش کر رہی ہین وہ صرف
پوست ہے نہ مغز اور محض افسانہ ہے نہ حقیقت پھر کوئی کیونکر اُسکو قبول کرے اور جس بیماری سے
نجات حاصل کرنے کے لئے ایک شخص مذہب کو تبدیل کرنا چاہتا ہے اگر وہی بیماری اُس دوسرے
مذہب مین بھی ہے تو اس تبدیل سے بھی کیا فائدہ یون تو برہمو بھی دعوے کرتے ہین کہ ہم ایک خدا
کے قائل ہین مگر خدا کا قائل وہی ہے جسکی یقین کی آنکھین کھل گئی ہین اور وہی گناہ سے بچ سکتا ہے

کہ جو یقین کی آنکھ سے خدا کو دیکھتا ہے باقی سب قصے جھوٹ ہین اور سب کفارے باطل
ہین سو وہی زندہ خدا اس آخری زمانہ مین اپنے تئین پیش کرتا ہے تا لوگ ایمان لاوین اور
ہلاک نہ ہون۔ قرآن شریف خدا کا کلام تو ہے بلکہ سب سے بڑا کلام مگر وہ تم سے بہت دور ہے
تمہاری آنکھین اسکو دیکھ نہین سکتین اب وہ تمہارے ہاتھ مین ایسا ہی ہے جیسا کہ توریت یہودیون
کے ہاتھ مین اسی وجہ سے اگر تم انصاف کرو تو گواہی دے سکتے ہو کہ باعث اسکے کہ اس پاک کلام
کے یقینی انوار تمہاری آنکھون سے پوشیدہ ہین تم اس سے باطنی تقدس کا کچھ بھی فائدہ حاصل نہین
کر سکتے اور اگر واقعات خارجیہ کی شہادت کچھ چیز ہے تو تم انصافاً آپ ہی شہادت دے سکتے ہو
کہ اس موجودہ زمانہ مین تمہاری کیا حالتین ہین سچ کہو کہ کیا تم گناہون سے اور تمام ان حرکات
سے جو تقوٰی کے برخلاف ہین ایسے ڈرتے ہو جیسا کہ ایک زہر ہلاہل کے استعمال سے انسان
ڈرتا ہے سچ کہو کہ کیا تم اس تقوٰی پر قائم ہو جس تقوٰی کیلئے قرآن شریف مین ہدایت کیگئی
تھی سچ کہو کہ وہ آثار جو سچے یقین کے بعد ظاہر ہوتے ہین وہ تم مین ظاہر ہین۔ تم اسوقت جھوٹ
نہ بولو اور بالکل سچ کہو کہ کیا وہ محبت جو خدا سے کرنی چاہئے اور وہ صدق و ثبات جو اس کی
راہ مین دکھلانا چاہئے وہ تم مین موجود ہے تم خدائے عزوجل کی قسم کھا کر کہو کہ اس مردار دنیا کو
جس صفائی سے ترک کرنا چاہئے کیا تم اسی صفائی سے ترک کر چکے ہو۔ اور جس اخلاص اور توحید
اور تفرید سے خدائے واحد لاشریک کیطرف دوڑنا چاہئے کیا تم اسی اخلاص سے اس کی راہ
مین دوڑ رہے ہو۔ ریاکاری سے بات مت کرو اور لاف زنی سے لوگون کو خوش کرنا
مت چاہو کہ وہ خدا درحقیقت موجود ہے جو تمہارے ہر ایک قول اور فعل کو دیکھ رہا ہے تم بات
کرتے وقت اس قادر کا خیال کر لو جسکا غضب کھا جانیوالی آگ ہے وہ جھوٹی شیخیون کو ایک دم
مین جہنم کا ہیزم کر سکتا ہے سو تم سچ سچ کہو کہ تمہارے قدم دنیا کی خواہشون یا دنیا کی آبروؤن یا
دنیا کے مال متاع مین پھنسے ہوئے ہین یا نہین پس اگر تمہین خدا پر یقین حاصل ہوتا تو تم اس زہر
کو ہرگز نہ کھاتے اور قریب تھا کہ دنیا اس زہر سے مرجاتی اگر خدا یہ آسمانی سلسلہ اپنے ہاتھ سے

قائم نہ کرتا اور اگر تم چالاکی سے کہو کہ ہم ایسے ہی ہین جیسا کہ بیان کیا گیا اور ہم مین گناہ کی کوئی تاریکی نہین اور پورے یقین کے انجن سے ہم کھینچے جا رہے ہین تو تمنے جھوٹ بولا ہے اور آسمان اور زمین کے بنانے والے پر تہمت لگائی ہے اِسلئے قبل اسکے جو تم مرو خدا کی لعنت تمہاری پردہ دری کریگی یقین اپنے نوروں کے سمیت آتا ہے کوئی آسمان تک نہین پہنچا سکتا ہے مگر وہی جو آسمان سے آتا ہے اگر تم جانتے کہ خدا کا تازہ بتازہ اور یقینی اور قطعی کلام تمہاری بیماریون کا علاج ہے تو تم اُس سے انکار نہ کرتے جو عین صدی کے سر پر تمہارے لئے آیا اے غافلو یقین کے بغیر کوئی عمل آسمان پر جا نہین سکتا اور اندرونی کدورتین اور دل کی مہلک بیماریان بغیر یقین کے دور نہین ہو سکتین جس اسلام پر تم فخر کرتے ہو یہ رسم اسلام ہے نہ حقیقت اسلام حقیقی اسلام سے شکل بدل جاتی ہے اور دل مین ایک نور پیدا ہو جاتا ہے اور پہلی زندگی مر جاتی ہے اور ایک اور زندگی پیدا ہوتی ہے جسکو تم نہین جانتے یہ سب کچھ یقین کے بعد آتا ہے اور یقین اوس یقینی کلام کے بعد جو آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ خدا - خدا کے ذریعہ سے ہی پہچانا جاتا ہے نہ کسی اور ذریعہ سے تم مین سے کون ہے جو اپنے ہم کلام کو شناخت نہین کر سکتا۔ پس اِسی طرح مکالمات کی حالت مین معرفت مین ترقی ہوتی جاتی ہے بندہ کا دعا کرنا اور خدا تعالیٰ کا لطف اور رحم سے اس دعا کا جواب دینا نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ بعض موقعہ پر بیس بیس دفعہ یا تیس تیس دفعہ یا پچاس پچاس دفعہ یا قریبًا تمام رات یا قریبًا تمام دن اسی طرح ہر یک دعا کا جواب پانا اور جواب بھی فصیح تقریر مین اور بعض دفعہ مختلف زبانون مین اور بعض دفعہ ایسی زبانون مین جن کا علم بھی نہین اور پھر اسکے ساتھ نشانون کی بارش اور معجزات اور تائیدون کا سلسلہ کیا یہ ایسا امر ہے کہ اس قدر مسلسل مکالمات اور مخاطبات اور آیات بینات کے بعد پھر خدا کی کلام مین شک رہے نہین نہین بلکہ یہ ایسا امر ہے کہ اس کے ذریعہ سے بندہ اسی عالم مین اپنے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور دونون عالم اسکے لئے بلا تفاوت یکسان ہو جاتے ہین اور جس طرح **نورہ** کے استعمال سے یکدفعہ بال گر جاتے ہین ایسا ہی **اِس نور** کے نزول جلال سے

وحشیانہ زندگی کے بال جو جرائم اور معاصی سے مراد ہے کالعدم ہو جاتے ہیں اور انسان
مُردوں سے بیزار ہو کر اس دلارام زندہ کا عاشق ہو جاتا ہے جسکو دنیا نہیں جانتی اور جیسا کہ تم
دنیا کی چیزوں سے بیصبر ہو ویسا ہی وہ خدا کی دوری پر صبر نہیں کر سکتا غرض تمام برکات
اور یقین کی کنجی وہ کلام قطعی اور یقینی ہے جو خدا تعالیٰ کیطرف سے بندہ پر نازل ہوتا ہے۔
جب خدائے ذوالجلال کسی اپنے بندہ کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے تو اپنا **کلام** اس پر
نازل کرتا ہے اور اپنے مکالمات کا اسکو شرف بخشتا ہے اور اپنے خارق عادت نشانوں سے
اسکو تسلی دیتا ہے اور ہر ایک پہلو سے اس پر ثابت کر دیتا ہے کہ وہ اس کا کلام ہے تب وہ
کلام قایم مقام دیدار کا ہو جاتا ہے اس وقت انسان سمجھتا ہے کہ خدا ہے کیونکہ **انا الموجود**
کی **آواز سنتا ہے** خدا تعالیٰ کی کلام سے پہلے اگر انسان کا خدا تعالیٰ کے وجود پر
ایمان ہوتا ہے تو بس اسی قدر کہ وہ مصنوعات پر نظر کر کے یہ خیال کر لیتا ہے کہ اس **ترکیب**
محکم ابلغ کا کوئی **صانع** ہونا چاہئے لیکن یہ کہ درحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے یہ مرتبہ
ہرگز بجز **مکالمات** الٰہیہ کے حاصل نہیں ہو سکتا اور گندی زندگی جو **تحت الثریٰ** سے
کیطرف ہر لحظہ کھینچ رہی ہے وہ ہرگز دور نہیں ہوتی۔ اسی جگہ سے عیسائیوں کے خیالات کا باطل
ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں کہ **ابن مریم** کی خودکشی نے انکو **نجات**
دیدی ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ تنگ و تاریک دوزخ میں پڑے ہوئے ہیں جو محجوبیت
اور شکوک اور شبہات اور گناہ کا **دوزخ** ہے پھر **نجات** کہاں ہے نجات کا سرچشمہ
یقین سے شروع ہو جاتا ہے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ انسان کو اس بات کا یقین دیا
جائے کہ اس کا خدا درحقیقت موجود ہے جو مجرم اور سرکش کو بے گناہ نہیں چھوڑتا اور رجوع
کرنے والے کیطرف رجوع کرتا ہے یہی یقین تمام گناہوں کا **علاج** ہے بجز اس کے دنیا میں
نہ کوئی **کفارہ** ہے نہ کوئی خون ہے جو گناہ سے بچاوے کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہر ایک جگہ
نہیں یقین ہی ناکردنی باتوں سے روک دیتا ہے تم آگ میں ہاتھ نہیں ڈال سکتے کہ وہ مجھے

جلادیگی۔ تم شیر کے آگے اپنے تئین کہڑا نہین کرتے کیونکہ تم یقین رکہتے ہو کہ وہ مجہے
کہا لیگا۔ تم کوئی زہر نہین کہاتے کیونکہ تم یقین رکہتے ہو کہ وہ مجہے ہلاک کردیگی۔ پس
ہمین کیا شک ہے کہ بیشمار تجارب سے تم پر ثابت ہوچکا ہے کہ جس جگہ تمہین یقین ہو جاتا ہے
کہ یہ فعل یا یہ حرکت بلاشبہ مجہے ہلاکت تک پہنچائیگی تم فی الفور اس سے رک جاتے ہو اور پہر وہ
گناہ تم سے سرزد نہین ہوتا۔ پہر خدا تعالی کے مقابل پر کیون اس ثابت شدہ فلسفہ سے
کام نہین لیتے کیا تجربہ نے اب تک گواہی نہین دی کہ بجز یقین کے انسان گناہ سے رک نہین سکتا
ایک بکری یقین کی حالت مین اُس مرغزار مین چر نہین سکتی جسمین شیر سامنے کہڑا ہے پس جبکہ
یقین لایعقل حیوانات پر بہی اثر ڈالتا ہے اور تم تو انسان ہو۔ اگر کسی دل مین خدا کی ہستی اور اسکی
ہیبت اور عظمت اور جبروت کا یقین ہے تو وہ یقین ضرور اُسے گناہ سے بچا لیگا اور اگر وہ
نہین بچ سکا تو اُسے یقین نہین کیا خدا پر یقین لانا اس یقین سے کمتر ہے کہ جو شیر اور سانپ اور
زہر کے وجود کا یقین ہوتا ہے۔ سو وہ گناہ جو خدا سے دور ڈالتا ہے اور جہنمی زندگی پیدا کرتا ہے
اس کا اصل سبب عدم یقین ہے۔ کاش مین کس دف کے ساتہ اسکی منادی کرون کہ گناہ
سے چہوڑانا یقین کا کام ہے۔ جہوٹی فقیری اور مشیخت سے توبہ کرانا یقین کا کام ہے خدا
کو دکہلانا یقین کا کام ہے۔ وہ مذہب کچہ بہی نہین اور گندہ ہے اور مردار ہے اور ناپاک ہے
اور جہنمی ہے اور خود جہنم ہے جو یقین کے چشمہ تک نہین پہنچا سکتا۔ زندگی کا چشمہ یقین سے ہی نکلتا ہے اور وہ
پر جو آسمان کیطرف اوڑاتے ہین وہ یقین ہی ہے کوشش کرو کہ اُس خدا کو تم دیکہ لو جسکی طرف
تمنے جانا ہے۔ اور وہ مرکب یقین ہے جو تمہین خدا تک پہنچائیگا کس قدر اُسکی تیز رفتار ہے
کہ وہ روشنی جو سورج سے آتی اور زمین پر پہیلتی ہے وہ بہی اسکی سرعت رفتار کے ساتہ مقابلہ
نہین کر سکتی **اے پاکیزگی کے ڈہونڈہنے والو** اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بنکر زمین
پر چلو اور فرشتے تم سے مصافحہ کرین تو تم یقین کے راہون کو ڈہونڈو۔ اور اگر تمہین اس
منزل تک ابہی رسائی نہین تو اس شخص کا دامن پکڑو جس نے یقین کی آنکہ سے اپنے خدا کو

دیکھہ لیا ہے اور یہہ کہ کیونکر یقین کی آنکھہ سے خدا کو دیکھا جاوے اسکا جواب کوئی مجھہ سے سُنے یا نہ سُنے مگر میں یہی کہونگا کہ اس یقین کے حاصل کرنیکا ذریعہ خدا کا زندہ کلام ہے جو زندہ نشان اپنے اندر لپٹا ہوا رکھتا ہے جب وہ آسمان پر سے اُترتا ہے تو نئے سرے مردوں کو قبروں میں سے نکالتا ہے تم دیکھتے ہو کہ باوجود آنکھوں کے بینا ہونے کے تم آسمانی آفتاب کے محتاج ہو اسی طرح خداشناسی کی بینائی محض اپنی اٹکلوں سے حاصل نہیں ہو سکتی وہ بھی ایک آفتاب کی محتاج ہے اور وہ آفتاب بھی آسمان پر سے اپنی روشنی زمین پر نازل کرتا ہے یعنی خدا کا کلام کوئی معرفت خدا کے کلام کے بغیر کامل نہیں ہو سکتی۔ خدا کا کلام بندہ اور خدا میں ایک دلالہ ہے وہ اُترتا ہے اور خدا کا نور اسکے ساتھہ ہوتا ہے اور جسپر وہ اپنے پورے کرشمہ اور پوری تجلی اور پوری خدائی عظمت اور قدرت اور برہنہ کرشمہ کے ساتھہ اُترتا ہے اسکو وہ آسمان پر لیجاتا ہے۔ غرض خدا تک پہنچنے کے لئے بجز خدا تعالے کے کلام کے اور کوئی سبیل نہیں۔

نظم

کے شوی عاشق رخ یارے — تا نہ بر دل رخش کند کارے
ہم چنین زان لبِ دو گفتارے — آن کند کارہا کہ دیدارے

لاجرم عشق دلبرِ خوش خو — خیزد از گفتگو چو دیدن رو
گفتگو را کشش بود بسیار — بی سخن کم اثر کند دیدار

ہر کہ ذوق کلام یافتہ ہست — راز این رہ تمام یافتہ است
زیر لب گفتگوئے جانانے — زندگی بخشدت بیک آنے

دوزخی کز عذاب ہجر چون خم — اصل آن ہست لایکلمہم
دل نہ گردد صفا نہ خیزد بیم — تا چو موسےٰ نمیشوی تو کلیم

ہست داروئے دل کلام خدا — کے شوی مست جز بجام خدا
تا نہ او گفت خود انا الموجود — عقدۂ ہستیش کسے نکشود

تا نشد مشعلے ز غیب پدید — از شب تار جہل کس نرہید
تا نہ خود را نمود خود دادار — کس ندانست کوی آن دلدار

تا نہ خود از سخن یقین بخشید — کس ز زندان ریب و شک نرہید
ہر چہ باشد ز زہد و صدق و سداد — بی یقین نیست باشدش بنیاد

گر یقین نیست ہر چہ ہست رایگان — از محالات قوّتِ ایمان
بی یقین دین و کیش بیہودہ است — بی یقین ہیچ دل نیاسودہ است

با یقین و تجلیات یقین — کس نہ رستہ ز دام دیو لعین
بے یقین از گنہ نرست کسے — دانم احوال شیخ و شاب بسے

آن خدای کہ ذات اوست نہان — دور تر از دو چشم عالمیان
بر وجودش یقین چسان آید — گر نظر نیست گفتگو باید
زین سبب ہست حاجت گفتار — گر سبب سر نمے شود دیدار
بے کلام و شہادت آیات — کی یقین مے شود کہ ہست آن ذات
بے یقین کے ہمی شود دل پاک — مردہ چون سر برآرد از تہ خاک
جز یقین نیست کاست صدق و ثبات — سخت و شور ترک منہیات
زین سبب خلق شد چو مردارے — سر تہی گشت از سرمایہ
روز و شب کار و بار فسق و فجور — حاصل عمر کفر و کبر و غرور
دین و مذہب برائے آن باشد — کز یقین سوئے حق کشان باشد
این چہ دینی کہ می کشد ہر آن — سوی شیطان و سیرت شیطان
از ریا عیب خویش می پوشند — ہر دم از حرص و آز می جوشند
چون یقین نیست بر خدائے وحید — لاجرم نفس شد خبیث و پلید
نفس دون تا نہ بیند آن انوار — کے شود سرد خواہش مردار
ہست واللہ کلام ربانی — از خدا آن خدا دانی
اژدہائے دہان کشا نفس نام — بے کلام خدا نہ گردد رام
این فسون ہست بہر این مارے — کز لب یار رسید گفتارے
وہ چہ دارد اثر کلام خدا — دیو بگریزد از پیام خدا
دزد را کار ہست با شب تار — چون سحر شد گریزد آن غدار
ہمچو قول خدا کدام سحر — کہ رود تیرگی ازو یکسر
ہر کہ این در برو خدا بکشاد — بے توقف خدائش آمد یاد
آن چنان دور شد ز خبث و فساد — کہ نماند اثر ز استعداد
وان کہ در عمر خود ندید آن نور — کور ماند و نور حق مہجور
کس نیابد ازان یگان اسرار — جز سعیدے کہ یابد آن گفتار
ہر کہ این مہر بر سر او تافت — ذوق مہر خدا ہمان کس یافت
ہیچ دانی کلام رحمان چیست — وان کہ آن خور بیافت آن کیست
آن کلامش کہ نورہا دارد — شک و ریب از قلوب بردارد
نور در ذات خویش نور دہد — رگ ہر شک و ہر گمان ببرد
دل کہ باشد گرفتہ اوہام — یابد از وے سکینت و آرام
ہمچو میخے کہ ہست فولادی — در دل آید فزائدت شادی
زور ہر عادت فساد و شقاق — چارۂ زہر نفس چون تریاق
کارہا میکند بانسانی — ہمچو باد صبا بہ بستانی
می کشاید دو چشم انسان را — می نماید جمال رحمان را
در وحی خدا چو گردد باز — بستہ گردد بر آدمی در آز
یک کشش کار میکند بدرون — در دل آید فروغ بیچون
زان کشش دل ہمی شود شیدا — متنفر ز غیر و طالب یار
رو ز ہر حرص و آز تابندہ — سوئے یار ازل شتابندہ
میوہ از روضۂ فنا خوردہ — واز خود و آرزوئے خود مردہ
سیل عشقش ز جائے خود بردہ — رخت در جائے دیگر آوردہ
پاک و طیّب بچشم بیچونی — پیش کوران خبیث و ملعونی
از یقین ہمچو شیشۂ عطار — لا اُبالی ز لعنت اغیار
دست غیبی کشیدہ دامن دل — بر کشیدہ دو دست یار زگل
پاک دل پاک جان و پاک ضمیر — دور تر از مکائد تزویر

ع گر یقینت نیست ترا ایمان نیست ٭ زیرو صدق و ثبات شرط ایمان نیست ۱۲

انچنان عشق تیز مرکب راند
که ازان مشت خاک هیچ نماند

کشتهٔ دلبر و دلارامے
رُستهٔ یکسر زننگ و از نامے

پُر ز عشق و تهی ز هر آلایے
قصه کوتاه کرد آوازے

آن ندائی یقین که گوشش شنید
کرد کار و ز غیر حق ببرید

رفته بیرون ز حلقهٔ اغیار
دل بریده ز غیر آن دلدار

پاک گشته ز لوث هستی خویش
رسته از بند خود پرستی خویش

آنچنان یار در کمند انداخت
که نماند بدیگرے پرداخت

قدم خود زده براہ عدم
گم بیادش ز فرق تا بقدم

ذکر دلبر غذائے او گشته
همه دلبر برائے او گشته

سوخته هر غرض بجنب دلدار
دوخته چشم دل ز غیر نگار

دل و جان بر رخی فدا کرده
وصل او اصل مدعا کرده

مرده و خویشتن فنا کرده
عشق جوشید و کارها کرده

از خودی هائے خود فنا و جدا
سیل پر زور بود برد از جا

تن چو فرسود و دل نشان آمد
دل چو از دست رفت جان آمد

عشق دلبر بسوئے او بارید
ابر رحمت بکوئے او بارید

از یقینے که شد ز گفتارے
در دل او برست گلزارے

هر ظهورے یکی سبب دارد
داند آن کو بدل طلب دارد

پس چنین شورش محبت یار
که بشوید هم از خودی آثار

این همه سِرّ نمی شود زنهار
جز سخن هائے دلبر دلدار

عشق کور و نماید از دیدار
نیز گه گه بخیزد از گفتار

بالخصوص آن سخن که از دلدار
خاصیت ها رود اندرین اسرار

کشتهٔ او شده هزار هزار
این قتیلان او برون ز شمار

هر زمانے قتیل تازه بخواست
غازهٔ روئے او دم شهداست

این سعادت چو بود قسمت ما
رفته رفته رسید نوبت ما

کربلائے است سیر هر آنم
صد حسین است در گریبانم

آدمم نیز احمد مختار
در برم جامهٔ همه ابرار

کارهائے که کرد با من یار
برتر آن وفتر است از اظهار

آنچه داد است هر نبی را جام
داد آن جام را مرا بتمام

دل من برد و الفت خود داد
خود مرا شد بوحی خود استاد

وحی او را عجب اثر دیدم
روئی آن مهر زان قمر دیدم

دیدم از خلق رنج و مکروهات
و آنچه چیز است پیش این لذّات

دیدم از هجر خلق جلوهٔ یار
کار دیگر برآمد از یک کار

آنچه من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا

همچو قرآن منزّه اش دانم
از خطاها همین است ایمانم

من خدا را بدو شناخته ام
دل بدین آتشش گداخته ام

بخدا هست این کلام مجید
از دهان خدائے پاک و وحید

آنچه بر من عیان شد از دوا
آشنائی است با دو صد لوا

این خدا هست رب اربابم
بکه رو آرم ار ازو تابم

انبیا گرچه بوده اند بسے
من بعرفان نه کمترم ز کسے

وارث مصطفیٰ شدم بیقین
شده رنگین برنگ یار حسین

آن یقینے که بود عیسیٰ را
بر کلامے که شد برو القا

وان یقین کلیم بر تورات
وان یقین های سید السادات

کم نیم زان همه بروئے یقین ‌ هر که گوید دروغ هست لعین
لیک آئینه ام ز رب غنی ‌ از پئے صورت مه مدنی
هر چه آن یار بر دل من ریخت ‌ نه شیاطین بدو نه نفس آمیخت
خالص آمد کلام آن داور ‌ زین سبب شد دلم پر از انوار
هست آن وحی تیره سوختنی ‌ که نبوداست بر یقین مبنی
لیکن این وحی بالیقین ز خداست ‌ همه کارم ازان یقین شده راست
آمدم آن زمان که باد خزان ‌ کرد یکسر ریاض دین ویران
ور مشائخ نماند جز تزویر ‌ عالمان هم نشسته همچو ضریر
عاشق زر شدند و دولت و جاه ‌ دل تهی از محبت آن شاه
اندرین روزها چو شب تار ‌ قوم را دید حق بحالت زار
پس مرا از جهانیان بگزید ‌ در دلم روح پاک خویش دمید
در دل من ز عشق شور افگند ‌ خود مرا شد گسست هر پیوند
کرد دیوانه و خرد ها داد ‌ بست یک در هزار در بکشاد
خلق و مردم نصیحتم بکنند ‌ تا بترکم ز یار خود پیوند
من نیم کور تا چو کورانی ‌ بگذرم سپهے ز بستانی
آن بتے تازه کان عطیه یار ‌ چون ز دست افگنم پئے مردار
گر جهانے بدشمنی خیزد ‌ تیغ گیرد که خون من ریزد
من نه آنم که ترک او گویم ‌ جان من هست یار هر رویم
رخت هرگز ز کوچه اش نبرم ‌ بزدلان دیگر اند و من دگرم
فارغم کرد عشق صورت یار ‌ از غم حمله هائے این اغیار
شورش عشق هست آسمانے ‌ تا بکے خیر این گریبانے
ناصحان اخبر ز حالم نیست ‌ گذری سوئے آنکه لائم نیست
آمدم چون سحر بلحت نور ‌ تا شود تیرگی ز نورم دور
شور افگنده ام که تا زنگار ‌ خلق گردد ز خواب خود بیدار
غافلان من ز یار آمده ام ‌ همچو باد بهار آمده ام
این زمانم زمانهٔ گلزار ‌ موسم لاله زار و وقت بهار
آمدم تا نگار باز آید ‌ بیدلان را قرار باز آید
دست غیبم بپرورد هر دم ‌ کرد وعیش بمن ظهور اتم
نور الهام همچو باد صبا ‌ نزدم آرد ز غیب خوشبوها
زنده شد هر نبی بآمدنم ‌ هر رسولے نهان به پیراهنم
پر شد از نور من زمان و زمین ‌ سر منه زنت بر آسمان از کین
با خدا جنگها کنی هیهات ‌ این چه جور و جفا کنی هیهات
از تواضع برون نهادی پا ‌ هوش کن اے بریده زان یکتا
از پئے خلق ننگ و نام رسوم ‌ تا فتی رو ز حضرت قیوم
رو بدو کن که رو رخ یار است ‌ همه روها فدائے دلدار است
وحی حق را چو بشنوی از ما ‌ این مگو ما نیافتیم چرا
تا نه کار دلت بجان برسد ‌ چون پیامت ز دلستان برسد
تا نه از خود روی جدا گردی ‌ تا نه قربان آشنا گردی
تا نیائی ز نفس خود بیرون ‌ تا نه گردی بروئے او مجنون
تا نه خاکت شود بسان غبار ‌ تا نه گردد غبار تو خونبار
تا نه خونت چکد برائے کسی ‌ تا نه جانت شود فدائے کسی
چون دهندت بکوئے جانان راه ‌ چون ندا آیدت ازان درگاه

تو حریص و ترا هم دینار   روز و شب چون سگان بران هم کار
با چنین حرص و آز و کبر و غرور   چون تمانی زکوی جانان دور
گر بجوئی سوار این ره است   اندر آنجا بجو که گرد بجاست
اندر آنجا بجو که زور نماند   خود نمای و کبر و شور نماند
اندر آنجا بجو که مرگ آمد   چون خزان رفت یار دیگر آمد
فانیان را جهانیان نرسند   جانیان راز بانیان نرسند
لاف های زبان بود مردار   جز سگان کس نجویدش زنهار
در دلے چون بر و نتان گلزار   مقبلش اہل دل شوند ہزار
این قبولیت از خدا آید   نه ز تزویر و افترا آید
چادری کاندر و خدا باشد   صد عزیزے بر و فدا باشد
در بود زیر جامه شیطانے   مرد و بینی تباه و ویرانے
میخوری زہر گر تو بخل و حسد   میکنی با عباد رب احد
تا نه میری بتر ز مردارے   دور از فضل حضرت بارے
تا نه گردد سرت نگون نیاز   پرده از نفس تو نه گردد باز
تا نه ریزد ترا همه پر و بال   اندر اینجا پدید نیست امحال
پرده نیست بر رخ دلدار   تو ز خود پرده خودی بردار
هر که را دولت ازل شد یار   کار او شد تذلل اندر کار
آن سعیدان لقائی او دیدند   که بلاها برائے او دیدند
آبرو ریخته پئے آن شاه   دل ز کف واز سر او فتاده کلاه
گر بیایند سوئے یار گذر   از غمش جان کنند ریزه زبر
کرده بنیاد خود همه ویران   هم ملایک ز صدق شان حیران
چون دلی سوئی الہی دارد   یار چون یار خویشش نگذارد
لاجرم این چنین وفادارے   جام عزت خورد ازان یارے
همچو دیوانه یک جهان خیزد   تا بیک لحظه خون او ریزد
لیکن آن یار خود فرود آید   تا عدو را دو دست بنماید
هم چنین صادقان نشان دارند   قدسیان بهر شان به پیکارند
این نهان جنگ گر ستیز و بیے   راه مردان راه بگزیدے
هر عدوی که خیزد از سر کین   خود بکوبد سرش خدای معین
چون شود بنده یار آن جانان   بر کالبش دوند سلطانان
هر که جان بهر یار باخته است   یار را قدر او شناخته است
از سگان کمتر است دشمن او   بدگهر کوفته زبان او
هست از عادت خدای علیم   میکند فرق در سعید و لئیم
هیچ دانی لئیم را چه نشان   آنکه او دشمن امام زمان
آنکه او آمد از خدای یگان   پیش چشمش ز خیل مفتریان
گر نبودی شقی و کرم زمین   تو به کردی ز گفتگوئی چنین
آنچه با من کند عنایت یار   کے بغیرے شنیدی ای مردار
گر شعار تو اتقا بودے   مشعل غیب رہنما بودے
اتقا را بود ز صدق آثار   ای سیه دل ترا بصدق چه کار
نیستی از خدا تو را زشتاس   همه بر ظن و وهم هست اساس
آنچه گوئی ز راه کبر و جحود   پیش ازین گفته اند قوم یهود
نفس تو فربه و روح تو خسته   همه ابواب آسمان بسته
این چه غفلت که خویش بین کیشے   واز خدا ہیچ گہ نیندیشے

ای بسا رازها که عین صواب … پیش کوران مقام استجاب
ره طلب کن بگریه زاری … تا بجوشد ترحم باری

یک شب از صدق نعرها بر آ … پیش آن عالم حقیقت کا
از ادب نی براه استکبا … زود خواه اندرین اسرا

تر کن از اشک خویش بستر خویش … باز لب را کشائی با دل ریش
کای خدای علیم از نهان … کی بعلمت رسد دل انسان

ما خطا کار و کار ماست خطا … شد تبه کار ما ز عجلت ها
گر ز شست این کج سوی تو خواند … ور تو بهتر کدام کس داند

گنه ما ببخش و چشم کشا … تا نمیریم از خلاف و ابا
ورنه این ابتلا ز ما بردآ … که رحیمی و قادر و غفار

اهل اخلاص چون کنند دعا … از سر صدق و ابتهال و بکا
شود افتاد اثر بر اهل سما … زان رسد حکم نصرت و ایوا

پس کجائی چرا نمی آئی … اندرین بارگاه یکتائی
تو دعا کن بصدق و سوز گدا … تا شوی دولت دیر حق یار

از خودی حال خود خراب مکن … شب پری کار آفتاب مکن
چون رسد عجز کس بسجده تمام … نصرة یار را رسد هنگام

پس چرا نصرتش نمیخواهی … دور رفتی بکام گمراهی
نه نه مان بینی و نه حالت قوم … دل چو کوران زبان گشاده بلوم

ایکه چشمت ز کبر پوشیده … چه کنم تا کشایدت دیده
گر ترا دولت صدق و طلب … خود روی ها مکن ز ترک ادب

راه راه خدا بجز خدا … تو نه چون خدا بجائی خود آ
هوش دار ای بشر که عقل بشر … دار وا ندر نظر هزار خطر

سر کشیدن طریق شیطانی است … بر خلاف سرشت انسانی است
تا نه فضلش در تو بکشاید … صد فضولی بکن چه کار آید

آن خدائی که وعده حکمی … داد از راه رحم و لطف همی
او بدانست از ازل که انام … راه خود گم کنند از اوهام

ورنه کار حکم چه خواهد بود … ره نمای بمرد راه چه سود
راه گم کرده را حکم باید … تا بدو راه راست بنماید

این مگو ما خودیم عالم دین … توبه کن از مکالمات چنین
کور را کور کی نماید راه … هر که آگاه از خدا آگاه

دین نیاید بغیر دینداری … سنگ ندارد بغیر مرداری
سخن یار روح سینه افزوده … جامه زنده است بر مرده

گر بری ریگ را رفیع بلند … جنبش باد خواهدش افگند
خانه آنست کان ز معماری … ورنه افتد ز سیل و دیواری

این زمان هزار طوفان است … خانه از پای سست ویران است
این عجب تر که هست ناهنجار … با چنین خانه فارغ از معمار

آن چه با دین نمود قوم پلید … با امامان نکرده است یزید
باز گوئی که من نمی بینم … حاجتت دیگری سپید و نیم

ایکه راضی شدی بنقص و زیان … این نه دین است بلکه دشمن آن
دین بیاموز از خدای قدیر … ورنه رسمی است خام زشت حقیر

مسلمت[۱] مسلمی نکرد ای دون … وز بخاری بخار سر افزون
این همه استخوان بدان ما شد … نیست یکذره مغز در جانت

[illegible marginal note]

[۱] ای صحیح مسلم نے بھی مسلمان نہ کیا

کوری و بازم در دولت هوسی	که بخواند ترا البصیر کسی	زین خیال تو مروت بهتر	زین غذا دهر خور و نت بهتر
ای نشسته بصدر سجاده	این چه سودات در سر افتاده	تا نماند ز قیاس و فهم کسی	که شود کار پیل از مگسی
از خدا چون رسید پیغامت	چون نترسی ز خبث انجامت	بس همین است طاعت الفحول	که دولت حکم حق نه کرد قبول
حجت لغو در میان آری	خبث نفس است اصل بیزاری	هر چه ثابت شده است از قرآن	تو از و سر بپیچی ای نادان
صد نشان شد عیان چو مهر منیر	نزد تو گشت این دروغ و تزویر	دیده آخر برای آن باشد	که بدو مرد راه دان باشد
ده چه این چشم هست این دیده	که برو آفتاب پوشیده	گر بدل باشدت خیال خدا	این چنین نابدات استغنا
از دل و جان طریق او جوئی	وز سر صدق سوی او پوئی	هر کرا دل بود بدلدارے	خبرش پرسد از خبردارے
گر نباشد لقای محبوبے	جوید از نزد یار مکتوبے	بے دلارام نا بدش آرام	گه بروئش نظر گهی بکلام
آنکه داری بدل محبت او	نا بدت صبر جز بصحبت او	فرقت او گر اتفاق افتد	در تن و جان تو فراق افتد
دست از هجر او کباب شود	چشمت از فرقتش پر آب شود	باز چون آن جمال آن روئے	شد نصیب و چشم در کوئے
دست در دامنش زنی مجنون	که زنا دیدنت دلم شد خون	این محبت بدر کها مکان	وانهد دل افگنده خدائی جهان
این وفا نابدره ناچیز	فارغ افتاده زیار عزیز	او فرستاد بنده از جود	تا رهاند ترا ز ریب و جحود
آن قدر بار ها نشان بنمود	که ز صد معرفت دری بکشود	باز سرسیزی با نکارے	سهل پنداشتی چنین کارے
لاابالی فتاده زان یار	فارغی زان جمال و زان گفتار	مژگان را همین کشی بکنار	وز دلارام زنده بیزار
کس شنیدی که غافلی از یار	عشق و صبر این دو کار دشوار	این بود حال و طور عاشق زار	این بود قدر دلبر ای مردار
عاشقان را بود ز صدق آثار	ای سیه دل ترا بعشق چه کار	نزد تو چون رسید زان کوئے	پیک آن گلستان خوش بوئے
عزتش اینکه کافرش خوانی	واز سر جهل و شر برانی	صد هزاران نشان همی بینی	باز منکر شوی نه بیدینی
خویشتن را تو عالم انگاری	زین فضولی کنی تکبّاری	تا ز تو هستی ات بدر نرود	این رگ کبر کار از تو نرود
پای سعیت بلندتر نرود	تا ترا دود دل بسر نرود	یا رهیدا شود دران هنگام	که تو گردی نهان ز خود تمام
تا نه سوزی ز سوز غم نرهی	تا نه میری ز موت هم نرهی	چیست آن شره جان و تن گر خفت	آتش اندر دلی بزن که خفت
کلبه جسم خود بکن برباد	چون نمی گردد از خدا آباد	پای خود را جدا کن از ره نیش	چون نگیری ره صداقت پیش

آفرین خدا ابیان جانی که ز خود شد برای جانانی
منزل یار خویش کرد دل وانز هوا تا رسید صد منزل
از خودی در شد و خدا را یافت گم شد و دست رهنما را یافت
ایکه دیوانهٔ پی اموال وه که در کار دین چنین اهمال
وقت عیش است و موسم شادی تو چه در سوگ ماتم افتادی
از خدا آمد رسید رهبر دین مرد دین باش و چون زنان منشین
خیز و از بهر یار کاری کن یک نظر سوی این بهار کن
ورنه مرگ است اژدهای دهان زود میگیردت مشو نادان
آن صبا نگهتی ز یار آورد در دمی موسم بهار آورد
تو خزان بهر خود پسندیدی من ندانم چه در خزان دیدی
از پی زنده کردن آمد یار تو هم از دست خود شدی مردار
قصه‌ها پیش کنی ز ضلال کاین کرامات های اهل کمال
گر درین قصه‌ها اثر بودی دلت از رجس و شر تر بودی
قصه‌ها گر بیان کنی تو هزار کی رهد از تو خبث دل زنهار
زین قصص هیچ راه نکشاید صد هزاران بگو چه کار آید
بنشین مدتی با اهل یقین تا دهندت دو دیدهٔ حق بین
اندرون تو هست دیو خصال بر زبان قصه‌های از ابدال
روز چون روشن است از ره داد چشم بکشا و شب پری بگذار
ور خوری دمدمه شکی نگیر در راه تو ز دادار خویش دیده بخواه
نیستی طالب حقیقت راه بس همین مشکلست آه آه
این مگو من محافظ دینم خود شفا بخش دین مسکینم
در دلت صد هزار بیماری چه ازین دل توقعی داری
تند باد بخواه از دادار تا خس و خار تو برد یکبار
جز خدا راه چاره سازی نیست باز کن دیده جای بازی نیست
خبری نیستت ز جانانه می زنی هرزه کام کورانه
هیچ کس را بجز کلام خدا مژده هستی بغیر جام خدا
آن یقینی که بخشدت ادار چون خیال خودت شد بیجا
آن یکی از زبان دلدار نکته‌های شنید و اسرار
وان دگر از خیال خود بگمان پس عجب باشد این دو کس یکسان
ذوق این می چو تو نمیدانی هرزه عوعو کنی بنادانی
آن خدا دان که خود دهد آواز نه که از وهم کس نماید باز
واجب آمد ازین بهر دوران که تکلم کند خدای یگان
ورنه دین هست محض افسانه این چنین دین صدق بیگانه
آن ز شیطان بود نه از حق دان که نه وارد دوام وحی یقین
دین همان دین بود که وحی خدا نشود زو به هیچ وقت جدا
وحی و دین خدا است چون توام باب چو گم شد دگر شود گم هم
بی یقین چون نجات یابد خلق بیگمان دور ز حق بتابد خلق
بی خدا چون یقین بدل آید گفتگو با لقا همی باید
ایکه مغرور راه مظنونی تو نه عاقل که سخت مجنونی
نفس اماره بندهٔ صد آز جز یقین کی بگردد از وی باز
چون به بینی به بیشه شیری نه کنی در گریختن دیری
هم چنین پیش تیغ چو گرگ آید دل تپد هیبت بسترگ آید

پس بدین دعوی یقین کن ترا … هست بر کردگار روز جزا
باز چون میکنی گناه بزرگ … چه خدا نیست نزد تو چون گرگ
بر خدا نیستت یقین زنهار … زین چو گرگان خوش آید مردار
آن یقینی که مانعی ز خطاست … گر بخواهی ز پیش بگویم راست
آن کلام خدا بقطع و یقین … پاک بیند ز دخل دیو لعین
پس همان چارهٔ خطا کاریست … راه دیگر طریق مکاریست
کس شنیدی که با یقین هلاک … باز در بیشهٔ رود بیباک
پس چه ممکن که با یقین خدا … باز گردد دوے بگرد خطا
شک و ظن را یقین نهادی نام … زین شدی با چنین امت بدنام
اندکی سوی خود نظر انداز … از سر غور دیده را کن باز
تا بدانی که کور و محجوبی … سخت محروم مانده زین خوبی
ذرهٔ نیست در تو از انوار … شب تیره را بماه چه کار
این خدایی محجب در دل تست … کز او صد نبات ظلمت رست
شب تار است و دشت و بیم دوان … چون بخوابی ز غفلت ای نادان
خیز و بر حال خود نگاه بکن … خطر راه بین و آه بکن
خیز و از نفس خود بپرس نشان … که چه خواهد مراتب عرفان
چه یقین نزد اوست آب حیات … یا پسندید در خطهٔ شبهات
گر دلت می تپید برای یقین … بخل چون کرد آن کریم و معین
هر چه در فطرت تو ریخته است … باز زان عزم چون گسیخته است
زین عیان شد که آن کریم و رحیم … داد هر مقتضای این تقویم
باز انسان ز قصر همت او … گشت غافل نه تو ز فطرت او
گر یقین نیست خواهش انسان … پس چه باعث که جویدش هر آن
آنچه در فطرت بشر مکتوم … چون بماند بشر از و محروم
بحر فیض است چون ازان منعم … تا رسانند تا یقین اتم
پس اگر قانعی بمظنونی … تو نه عاقل که سخت مجنونی
دل تپیدا ز برای رفع حجاب … جز دلی کان شدست همچو کلاب
افلا تبصرون گفت خدا … خیز در نفس جو تعطش ها
همت دون مدار چون دونان … رو بجو یار را چو مجنونان
هر که جویای اوست یافته است … یافت آن رو که سر بتافته است
آفرین خدا بران مردے … که برین ره رشد ست چون گردے
از پئے وصل آن همین پاک … اوفتاده بسر بناز مغاک
هر زمان با خدای یکتائی … بر زمین و بر آسمان جائے
ذره ذره جدا شده ز زمین … دل پریده بسوی عرش برین
بر رخ او تجلیات خدا … در دلش جلوه گاه ذات خدا
این همه حالت از خدا آید … چون یقین از کلامش افزاید
تو نفهمی هنوز این سخنم … در دلت چون فرو شود چه کنم
ای دریغا که دل ز درد گداخت … درد ما را مخاطبی نشناخت
ای خوبرویی یار زود بیا … که دل آزرده از شب یلدا
عمر ما هم رسید تا بکنار … یکنظر هم در آی اے دلدار
ایکه تو طالبے ز هستی … آن یقین جو که بخشدت مستی
آن یقین جو که سیل نوح گردد … همه دریا ز سیل تو گردد
آن یقین جو که آتش افروزد … هرچه غیر خدا همه سوزد

ازیقین هست زهد و عرفان هم	گفتمت آشکار و پنهان هم	جز یقین دین تو چه مرداری	سر پر از کبر و دل ریاکاری
بی یقین نفس گردوت چو سگی	جنبدش هر دم و هر فساد رگی	هر که دور از نگار خواهد ماند	نفس دون را شکار خواهد ماند
گر ترا آرزوی دیدارست	پاک دل شو نه مشکل این کارست	این مراد از خرد چه میجوئی	وحی حق شو بدار سیه روئی
این خرد جمله خلق مصید اند	ناز کم کن که چون تو بسیار اند	چارهٔ دل کلام دلدارست	هر چه غیرش کنند بیکارست
زهر فرقت چشیدی و ناکامی	باز منکر ز وحی و الهامی	جان تو بر لب از نخوردن آب	باز از آب زندگی رو تاب
داروی هر کجی که در دل ماست	آن بدار الشفای وحی خداست	هست بر عقل منت الهام	کز او پخته هر تصور خام
آن گمان برد و این نمود فراز	آن نهان گفت و این کشود آن راز	آن فرو ریخت این بکف بسپرد	آن طمع داد و این بجا آورد
آنکه بشکست هر بت دل ما	هست وحی خدای بی همتا	آنکه ما را رخ نگار نمود	هست الهام آن خدای ودود
آنکه دارد ز یقین دل جامی	هست گفتار آن دلارامی	وصل دلدار هستی از جانش	همه حاصل شده ز الهامش
ای بریده امید ها ز خدا	توبه کن از فساد خود باز آ	عیش دنیای دون دمی چند است	آخرش کار با خداوند است
ترک کن کین و کبر و ناز و دلال	تا نه کارت کشد بسوی ضلال	چون ازین دام گه ببندی پا	باز نائی درین بلاد و دیار
ای ز دین بیخبر بخور غم دین	که نجاتت معلق است بدین	هان تغافل مکن ازین غم خویش	که ترا کار مشکلست بپیش
دل ازین درد و غم فگار بکن	دل چه جان نیز هم نثار بکن	هست کارت همه بآن یکذات	چون صبوری کنی از و هیهات
سخت گردی چو ز و بگردی باز	دولت آید ز آمدن به نیاز	ای رسن های آز کرده دراز	زین هوس ها چرا نیائی باز
دولت عمر و مسند هم زوال	تو پریشان بفکر دولت و مال	خویش و قوم و قبیله پر ز دغا	تو بریده برایشان ز خدا
اینهمه بگذشتنت آهنگ	که بصلحت گشند و گاه بجنگ	هست آخر بآن خدا کارت	نه تو یار کسی نه کس یارت
هر که دارد یکی دلارامی	جز بوصلش نیابد آرامی	تا نه بیند صبوریش ناید	هر دمش سیل عشق بر باید
در دل عاشقان قرار کجا	توبه کردن ز روی یار عجب	حسن جانان بگوش خاطرشان	گفت رازی که گفتنش نتوان
کامیابان ازین جهان ناکام	زیرکان و ز هر بریده دام	از خود و نفس خود خلاص شده	مهبط فیض نور خاص شده
در خداوند خویش دل بسته	باطن از غیر یار بگسسته	پاک از دخل غیر منزل دل	یار کرده بجان و دل منزل
ریزه ریزه شد آبگینه شان	بوئی دلبر ومد ز سینه شان	نقش هستی بشست جلوهٔ یار	سر در آخر ز جیب دلدار

فانیان و پر از خدای حمید	پاک ز نگبین برنگ بی مجید	آن خدا دیگر و دگر انسان	لیکن اینان ورو شدند نہان
نفی ز سر ہوش سے ز پا خبرے	در سر دلستان بخاک سرے	ہر کسے را بخود سر و کارے	کار دلدادگان بدلدارے
عالم دیگر است عالم شان	دور ماندہ غیر حق معالم شان	خفتہ اند و بچشم تو بیدار	جز خدا کس نہ محرم اسرار
فارغان از مذمت و تحسین	بے ز مدحی خبر نہ از نفرین	ہر کہ باو اشت او سرے دارد	پشت بر رو دیگرے دارد
ہر کہ گیرد رہش بصدق و عشق	از در و بام او ببارد نور	نور تابان چو مہ بہ پیشانی	بر ہمہ نور عشق ربانی
عشق آن یار مدعا گشتند	دل ز غیر خدا جدا گشتند	لطف او ترک طالبان نکند	کس بکار رہش زیان نکشد
ہر کہ آن در گرفت کارش شد	صد امیدے برو نگارش شد	مثل آن دلستان کجا دیدی	پس چرا ہجر او پسندیدی
بہ کہ تو بنود تر رہش گیری	این نباشد کہ پیش ازان میری	عمر اول ببین کجا رفت است	رفت و بنگر تو چہا رفت است
پارۂ عمر رفت در خردی	پارۂ را بسر کشی بردی	تازہ رفت و باند پس خردہ	دشمنان شاد و یار آزردہ
بشنو از وضع عالم گذران	چون کند از زبان حال بیان	کین جہان با کسی وفا نکند	نکند صبر تا جدا نکند
گر بود گوش بشنوی صد آہ	از دل مردۂ درون تباہ	کہ چرا در تباہ فتم ز خدا	دل تہا دم در انچہ گشت جدا
ہمچنین ساعتی ترا در پیش	گور آواز تا دہد چون خویش	یاد کن وقت کوچ ترک جہان	جان بلب خانہ پر ز شور و فغان
زن بنالد بدیدۂ خون بار	پسرے گریان پس دیوار	دخترے سر برہنہ اشک روان	ہمہ خویشان شدہ تن بیجان
ناگہان بانگ آمد از سر درد	کہ فلان زین سرا رحلت کرد	چند فرزند را گذاشت یتیم	بیوہ بیچارہ ماندہ با صد بیم
این آن است عیش دنیا را	گر ندانی بپرس مردا را	بر سر گور پائی تست ای خام	ہوش کن تا نہ بد شود انجام
این جہان است مثل مردارے	ہر طرف چون سگی طلبگارے	زشت آنکس کہ زشت بین مردار	خاک شد تا مگر شود خوش یار
لطف او ترک طالبان نکند	کس بکار رہش زیان نکند	ہر کہ از خود شد ایزدش خواند	نکتۂ ہست گر کسے داند

ماحصل اس تمام تقریر کا یہ ہے کہ انسان اس دار الظلمات میں اگر کبھی نجات نہیں پا سکتا بجز اس کے کہ خود خدا تعالے کے مکالمات سے مشرف ہو کر یا کسی اہل مکالمہ یقینیہ اور اہل آیات بیّنہ کی صحبت میں رہ کر اس ضروری اور قطعی علم تک پہنچ جائے کہ اس کا ایک خدا ہے جو قادر اور کریم اور رحیم ہے اور یہ دین یعنی اسلام جس پر یہ قائم ہے درحقیقت یہ سچا ہے

اور روز جزا اور بہشت اور دوزخ سب سچ ہے کیونکہ اگرچہ فقط اوائل کے طور پر تمام اہل اسلام اس بات کو مانتے ہیں کہ خدا موجود ہے اور اسکا رسول برحق مگر یہ ایمان کوئی یقینی بنیاد نہیں رکھتا اسلئے ایسے ضعیف ایمان کے ذریعہ سے یقینی رنگ کے آثار ظاہر ہونا اور گناہ سے سچی نفرت کرنا غیر ممکن ہے اور بوجہ اسکے کہ اسلام پر تیرہ سو برس گذر گئے تمام معجزات گذشتہ بر رنگ نقول اور قصص ہو گئے ہیں اور قرآن شریف اگرچہ عظیم الشان معجزہ ہے مگر ایک کامل کے وجود کو چاہتا ہے کہ جو قرآن کے اعجازی جواہر پر مطلع ہو اور وہ اس تلوار کیطرح ہے جو درحقیقت بے نظیر ہے لیکن اپنا جوہر دکھلانے میں ایک خاص دست و بازو کی محتاج ہے اسپر دلیل شاہد یہ آیۃ ہے کہ لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ پس وہ ناپاکوں کے دلوں پر معجزہ کے طور پر اثر نہیں کر سکتا بجز اسکے کہ اسکا اثر دکھلانے والا بھی قوم میں ایک موجود ہو اور وہ وہی ہوگا جسکو یقینی طور پر نبیوں کیطرح خدا تعالیٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ نصیب ہوگا غرض تمام برکات اور یقین کے حصول کا ذریعہ خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ ہے اور انسان کی یہ زندگی جو شکوک اور شبہات سے بھری ہوئی ہے بجز مکالمات الٰہیہ کے سرچشمہ صافیہ یقین تک ہرگز نہیں پہنچ سکتی مگر خدا تعالیٰ کا وہ مکالمہ یقین تک پہنچاتا ہے جو یقینی اور قطعی ہو جسپر ایک ملہم قسم کہا کر کہہ سکتا ہو کہ وہ اسی رنگ کا مکالمہ ہے جس رنگ کا مکالمہ آدم سے ہوا اور پھر شیث سے ہوا اور پھر نوح سے ہوا اور پھر ابراہیم سے اور پھر اسحاق سے اور پھر اسمٰعیل سے اور پھر یعقوب سے ہوا اور پھر یوسف سے اور پھر چار سو برس کے بعد موسیٰ سے اور پھر یشوع بن نون سے ہوا اور پھر داؤد سے ہوا اور سلیمان سے اور الیسع نبی سے اور دانیال سے اور اسرائیلی سلسلہ کے آخر میں عیسیٰ بن مریم سے ہوا اور سب سے اتم اور اکمل طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا لیکن اگر کوئی کلام یقین کے مرتبہ سے کمتر ہو تو وہ شیطانی کلام ہے نہ ربانی کیونکہ تم جانتے ہو کہ جب آفتاب طلوع کرتا ہے اور اپنے کرنیں زمین پر چھوڑتا ہے تو اس کی روشنی ایسی صاف دنیا پر پڑتی ہے کہ کسی دیکھنے والے کو اسکے نکلنے میں شک

باقی نہین رہتا اور نہ وہ کہہ سکتا ہے کہ کل کا سورج تو یقینی تہا مگر آج کا شکّی۔ پس کیا تم ایسے الہام مین شک کرسکتے ہو کہ خدائی چہرہ کا نور اپنے اندر رکہتا ہے کیا خدا کی کلام کا طلوع سورج کے طلوع سے کچہہ کمتر ہے کوئی چیز اپنی صفات ذاتیہ سے الگ نہین ہوسکتی پہر خدا کا کلام جو زندہ کلام ہے کیونکر الگ ہوسکے۔ پس کیا تم کہہ سکتے ہو کہ آفتاب وحی الٰہی اگرچہ پہلے زمانون مین یقینی رنگ مین طلوع کرتا رہا ہے مگر اب وہ صفائی اسکو نصیب نہین گویا یقینی معرفت تک پہنچنے کا کوئی سامان آگے نہین بلکہ پیچہے رہ گیا ہے اور گویا خدا کی سلطنت اور حکومت اور فیض رسانی کچہہ تہوڑی مدت تک رہ کر ختم ہوچکی ہے لیکن خدا کا کلام اس کے برخلاف گواہی دیتا ہے کیونکہ وہ یہ دعا سکہلاتا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اس دعا مین اُس انعام کی امید دلائی گئی ہے جو پہلے نبیون اور رسولون کو دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ اُن تمام انعامات مین سے بزرگتر انعام وحی یقینی کا انعام ہے کیونکہ گفتار الٰہی قایم مقام دیدار الٰہی ہے کیونکہ اسی سے پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے پس اگر کسی کو اس اُمت مین سے وحی یقینی نصیب ہی نہین اور وہ اس بات پر جرأت ہی نہین کرسکتا کہ اپنی وحی کو قطعی طور پر مثل انبیاء علیہم السلام کے یقینی سمجہ لے اور نہ اسکی ایسی وحی ہے کہ انبیاء کیطرح اسکو ترک متابعت اور ترک عمل پر یقینی طور پر دنیا کا ضرر متصوّر ہوسکے تو ایسی دعا سکہلانا محض دہوکا ہوگا کیونکہ اگر خدا کو یہ منظور ہی نہین کہ بموجب دعا اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم انبیاء علیہم السلام کے انعامات مین اس امت کو بہی شریک کرے تو اس نے کیون یہ دعا سکہلائی اور ایک ناشدنی امر کے لئے دعا کرنیکی ترغیب کیون دی پس اگر یہ دعا سکہلانا یقینی وحی اور معرفت کا انعام دینے کی نیّت سے نہین بلکہ محض لفظون سے خوش کرنا ہے پس اسی سے فیصلہ ہوگیا کہ یہ اُمت اپنی نصیبون مین سب اُمتون سے گری ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کی مرضی نہین ہے کہ اس اُمت کو یقینی چشمہ کا پانی پلا کر نجات دے بلکہ وہ انکو شکوک اور شبہات کے ورطہ مین چہوڑ کر ہلاک کرنا چاہتا لیکن یاد

رہے کہ ضرور اُن انعامات مین جو نبیون کو دیئے گئے اس امت کیلئے حصہ رکہا گیا ہے کیونکہ اگر مسلمانون کے کامل افراد کی فطرتون مین یہ حصہ نہ ہوتا تو ان کے دلون مین یہ خواہش نہ پائی جاتی کہ وہ خداشناسی کے درجہ مین حق الیقین کے درجہ تک پہونچ جائین اور ان انعامات سے سب سے بڑہکر یقینی مخاطبات اور مکالمات کا انعام ہے جس سے انسان اپنی خداشناسی مین پوری ترقی کرتا ہے گویا ایک طور سے خدا تعالی کو دیکہہ لیتا ہے اور اسکی ہستی پر رویت کے رنگ مین ایمان لاتا ہے تب الہی ہیبت پورے طور پر اس کے دل پر کام کرتی ہے اور جیسا کہ ہر ایک جگہ رویت اور یقین کا خاصہ ہے وہ خاصہ اس کے اندر اپنا کام کرنے لگتا ہے اور شکوک اور شبہات کی تاریکی اس طرح دور ہوجاتی ہے جیسا کہ آفتاب سے ظلمت تب رُوئے زمین پر اوس جیسا کوئی اتقی نہین ہوتا اور اوس جیسا کوئی گناہ سے بیزار نہین ہوتا اور اُس جیسا اس خالق یگانہ سے کوئی محبت کرنیوالا نہین ہوتا اور اوس جیسا اُس یار کا کوئی وفادار نہین ہوتا۔ اور اوس جیسا کوئی ڈرنیوالا نہین ہوتا اور اُس جیسا کوئی توکل کرنیوالا نہین ہوتا اور اوس جیسا پیوند مین کوئی صادق نہین ہوتا اور جیسا کہ خدا تعالی کے کلام سے ظاہر ہے یقینی اور قطعی وحی کا قیامت کے دن تک اس امت کو وعدہ دیا گیا ہے ایسا ہی عقل بہی نوع انسان کے لئے اسکو ضروری سمجہتی ہے کیونکہ گناہ اور فسق و فجور کا علاج اور چارہ بجز اسکے اور کوئی نہین کہ خدا کا جمال اور جلال یقینی طور پر انسان پر مکشوف ہو وجہ یہ کہ تجربہ گواہی دے رہا ہے کہ یا تو سچی محبت گناہ اور مخالفت سے روکتی ہے یا سچی ہیبت نافرمانیون سے باز رکہتی ہے اور سچی محبت مین بہی ایک خوف ہوتا ہے اور وہ یہی کہ یار مہربان سے تعلق نہ ٹوٹ جائے اور جسپر سچی محبت اور سچی ہیبت کی کیفیت یقینی طور پر وارد ہو اور یا وہ شخص کہ جو کامل طور پر اس شخص کا شناسندہ اور محبت کنندہ اور اس کا زیر اثر ہو وہ بلاشبہ گناہ سے روک لیا جاتا ہے اور دوسرے لوگ دنیا مین جس قدر ہین انمین سے کوئی بہی گناہ کی زہر سے خالی نہین ہان مکاری سے بہت لوگ کہتے ہین کہ ہم بیگناہ ہین اور ہمارے دلونمین کوئی ناپاکی نہین مگر وہ جہوٹے ہین اور خدا اور مخلوق کو دہوکا ۱۸

دنیا چاہتے ہین گناہ سے پاک ہونا بجز اس کے ممکن ہی نہین کہ ہیبت اللہ کی موت یقین کی
تیز شعاعون کی وجہ سے انسان کے دل پر وارد ہو جاوے اور سچی محبت اور سچی ہیبت دل مین
بس جائے اور دل خدا کے جمال اور جلال سے رنگین ہو جاوے اور یہ دونون کیفیتین کبھی
اور ہرگز دل مین آ ہی نہین سکتین جب تک کہ خدا کی ہستی اور اسکی ان دونون قسم کے صفات پر
یقین پیدا نہو پس اس سے معلوم ہوا کہ نجات کی جڑ اور نجات کا ذریعہ صرف یقین ہے وہ یقین
ہی ہے کہ باوجود بلاؤن کے سامنے کے اطاعت کے لئے گردن جھکا دیتا اور آگ مین داخل ہونے
کیلئے کہڑا کر دیتا ہے وہ یقینی نظارہ ہی ہے جو عاشق بنا دیتا ہے اور مرنیکے لئے تیار کر دیتا ہے
وہ یقینی نظارہ ہی ہے کہ جس سے انسان خدا کے لئے آرام کا پہلو چھوڑنا اور مخلوق کی تعریف
اور تحسین سے لاپرواہ ہو جانا اور ایک کے لئے تمام دنیا کو اپنا خطرناک دشمن بنا لیتا ہے انسان یقینی
ہیبت کی وجہ سے مباح چیزون کو بھی ڈرتا ڈرتا ہی استعمال کرتا ہے اور زبان کو ناگفتنی باتون سے
روکتا ہے گویا اوسکے موہنہ مین سنگریزے ہین اور یہ یقین یا تو دیدار سے میسر آتا ہے اور
یا اس گفتار سے جو خدا کا یقینی کلام ہے جو اپنی طاقت اور شوکت اور دلکش خاصیت اور
خوارق سے ثابت کر دیتا ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے بجز اس صورت کے نہ خدا کی ہستی پر یقین آ سکتا
ہے اور نہ اسکی صفات پر۔ اب جس حالت مین یہ مانا گیا ہے کہ خدا تعالی اس بات پر قادر ہے
کہ یقینی کلام کسی بندہ پر نازل فرماوے اور اُس کا وعدہ انعمت علیہم اس امکان کو ضروری ٹہراتا
ہے اور نجات بھی اسی کلام الٰہی پر موقوف ہے جو یقینی ہو اور انسانی فطرت بھی اسکی پیاسی پائی
جاتی ہے تو کیون اور کیا وجہ کہ خدا اس فیض سے امت کو محروم رکھے کیا انسان کی فطرت مین
یہ جوش نہین ڈالا گیا کہ وہ خدا تعالی کی ہستی پر یقین پیدا کرے اور کوئی ایسا ذریعہ اوسکو حاصل
ہو جس سے وہ سمجھ لے کہ وہ اپنی تمام پاک صفات کے ساتھ درحقیقت موجود ہے مگر کیا وہ
ذریعہ صرف آسمان اور زمین کی صنعتین ہو سکتی ہین ہرگز نہین کیونکہ غائت درجہ اُن سے
صرف ضرورت خالق محسوس ہوتی ہے نہ کہ یہ کہ خالق درحقیقت موجود بھی ہے اور ضرورت خالق پر دلیل

قائم ہونا اس خالق کی واقعی ہستی پر قطعی دلیل نہین ہو سکتی اسی لئے انبیاء اور آسمانی نشانون کی حاجت پڑی کیونکہ دلائل عقلیہ صرف اس حد تک خدا تعالیٰ کی نسبت علم بخشتے ہین کہ ان مصنوعات پر نظر کر کے جنہین ایک اعلیٰ اور محکم ترکیب پائی جاتی ہے ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ انکا ایک صانع ہونا چاہیئے لیکن یہ دلائل یہ ثابت نہین کرتین کہ وہ صانع فی الواقعہ ہے بھی اور ہے اور ہونا چاہیئے مین ایک فرق ہے جو اس کیفیت کو ظاہر کرتا ہے اسی طرح نہین کہہ سکتے کہ پہلی کتابین اور پہلے معجزات خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک قطعی دلیل ہے کیونکہ اس وقت نہ وہ معجزات بدیہی طور پر مشاہدات مین سے ہین اور نہ اس وقت وہ کلام نازل ہو رہا ہے۔ ہان قرآن شریف معجزہ ہے مگر وہ اس بات کو چاہتا ہے کہ اسکے ساتھ ایک ایسا شخص ہو کہ اس معجزہ کے جوہر ظاہر کرے اور وہ وہی ہوگا جو بذریعہ الہامی کلام کے پاک کیا جائیگا اب جبکہ انسانی فطرت اور انسانی کانشنس اور انسانی روح شکوک و شبہات کی موت سے مرنا پسند نہین کرتی اور خدا تعالیٰ کی راہ مین ایک کھلے کھلے یقین کی پیاسی ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ جس قادر اور حکیم نے انسان کو یقین حاصل کرنے کی پیاس لگادی ہے اس نے پہلے سے اس بات کا انتظام بھی کر لیا ہے کہ انسان یقین کے مرتبہ تک پہونچ جائے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا انتظام ہے جو یقین تک پہنچاتا ہے سو مجھے چہوڑتا ہین صاف صاف کہہ دون کہ وہ انتظام ابتداء دنیا سے آج تک ایک ہی چلا آیا ہے یعنی خدا کا قول جسکی تائید اور تصدیق اسکا خارق عادت فعل کرتا ہے اور یہ دھوکا مت کھاؤ کہ خدا کا کلام ایک مرتبہ یا چند مرتبہ جو گذشتہ زمانہ مین نازل ہو چکا ہے وہ یقین عطا کرنے کے لئے کافی ہے بار بار کی کیا ضرورت ہے اسی شبہ مین آریہ سماج والے گرفتار ہین کیونکہ ان کے نزدیک وید خدا کا کلام ہے اور وہ ایک دفعہ اس موجودہ دور دنیا کے لئے نازل ہو چکا ہے پھر بار بار کی کیا ضرورت ہے لیکن وہ اور ایسا ہی ان کے سب ہم خیال دھوکا کھاتے ہین اور اس دھوکہ مین عیسائی بھی شریک ہین جو کہتے ہین کہ توریت نے تعلیم کے حق کو پورا کر دیا تھا پھر قرآن کی کیا ضرورت تھی سو ان تمام توہمات کا جواب یہی ہے

کہ خدا کی غرض کتابوں کے نازل کرنے سے افادہ یقین ہے کہ تا اسکی ذات اور صفات اور اسکی پسندیدہ اور ناپسندراہوں پر لوگوں کو یقین آجاوے اور پھر یقین کی برکت سے وہ اپنے خدا پر پورا ایمان لاویں اور بدی سے پورے طور پر پرہیز کریں اور نیکی کو پورے طور پر حاصل کریں سو جب نبوت کا زمانہ گذر جاتا ہے اور خدا کا کلام قصوں کے رنگ میں پڑھا جاتا ہے تب یہ غرض مفقود ہو جاتی ہے اور دلوں میں اُس کلام پر یقین نہیں رہتا۔ جیسا کہ تم یہودیوں کا حال دیکھتے ہو کہ توریت اُن کے ہاتھ میں ہے اور کھوٹ اُن کے دلوں میں اور کیا تم عیسائیوں میں جا سکتے ہو کہ ایسے لوگ اُن میں کتنے ہیں کہ ایک طرف مار کھا کر دوسری طرف بھی پھیر دیتے ہیں اور چادر لینے والے کو کرتہ دینے کے لئے طیار ہیں اور آنکھوں کو بدنظری سے روکتے ہیں اور لوگوں پر عیب نہیں لگاتے اور اُن کے دل طاہر اور مکار اور منصوبہ باز نہیں مگر شاذ و نادر جس نے نہ انجیل سے بلکہ اپنی فطرت کی ہدایت سے بدی سے پرہیز کی ہو۔ غرض جس طرح ہر یک صبح تازہ کہانے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح جب مرور زمانہ سے نور ایمان جو یقین ہے کم ہو جاتا ہے تو وہ خدا کی کلام کو پڑھتے تو ہیں مگر وہ پڑھنا اون کے حلق کے نیچے نہیں اُترتا تب خدا کا کلام جو اُن سے دور ہو جاتا ہے اور اُنہیں چھوتا نہیں کوئی نیک اثر اُن پر ڈال نہیں سکتا گویا وہ کلام اُن کو چھوڑ کر آسمان پر اُٹھ جاتا ہے تب ایک جوہر قابل پیدا کیا جاتا ہے جسکو کلام اپنی طرف کھینچتا ہے اور خدا کی کلام کی طاقت اُسکو یقین کے کامل مرتبہ تک پہنچاتی ہے تب وہ علم جو آسمان پر اُٹھ گیا تھا پھر اسکے ذریعہ سے زمین پر واپس آجاتا ہے اسی طرح ہمیشہ یقین خدا کے تازہ مکالمہ سے تازہ پیدا ہوتا رہتا ہے اور جس شریعت کو خدا تعالیٰ منسوخ کر دیتا ہے اس شریعت کی پیروی کرنیوالوں کے دل ممسوخ ہو جاتے ہیں اور اُن میں کوئی باقی نہیں رہتا جس پر تازہ کلام وارد ہو تب وہ کتاب ایک متعفن پانی کیطرح ہو جاتی ہے جسکے ساتھ بہت کیچڑ اور گند مل گیا ہے اور ایسی شریعت سے انسانوں کو کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے ہاتھ میں صرف قصے

رہ جاتے ہین اور آسمان کا تازہ پانی یعنے تازہ کلام آلہی ان کے پاس نہین آتا بس اِن
سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا نے انکو چھوڑ دیا ہے خلاصہ کلام یہ کہ مردود مذہب کی یہ نشانی ہے
کہ تازہ کلام کا نور اسمین پایا نہین جاتا اور وہ لوگ ہمیشہ اسی کلام پر بھروسہ رکھتے ہین جس کو
تازہ الہی کلام تصدیق نہین کرتا اور نہ تازہ نشان تصدیق کرتے ہین اسلیئے ان کے دل مردہ
رہتے ہین اور نور یقین جو گناہون کو جلاتا ہے اُن کے نزدیک نہین آتا — اس تمام بیان کا خلاصہ
در خلاصہ یہ ہے کہ تازہ کلام آلہی خدا کی شریعت کا کشتیبان ہے اور اُس کشتی کو جو گناہون
کے سبب سے غرق ہونے لگتی ہے جلد تر کنارہ امن تک پہونچانے والا ہے مگر شائد کوئی
بھول نہ جائے اسلیئے بار بار کہا جاتا ہے کہ کلام آلہی سے مراد وہی کلام ہے کہ جو زمانہ کے لئے
تازہ طور پر اُترتا ہے اور اپنی طبعی خاصیت سے ملہم اور اسکی ہم نشینون پر ثابت کرتا ہے کہ
مین یقینی طور پر خدا کا کلام ہون اور ایسا ملہم طبعاً اسمین اور خدا کے دوسرے کلمات مین جو
پہلے نبیون پر نازل ہوئے من حیث الوحی کچھہ فرق نہین سمجھتا گو دوسری وجوہ سے کچھہ فرق
ہو لیکن یاد رہے کہ عوام الناس کے ایسے شکی وہمی الہام ہماری اس بحث سے خارج ہین جنکے
ساتھہ نہ تو خدائی نشان اور آسمانی متواتر تائیدین ہوتی ہین کہ تا اِس قول کو فعل کی شہادت
کے ساتھہ قوت دین اور نہ خود ملہم کو انکی نسبت یقین کامل ہوتا ہے بلکہ وہ ہمیشہ تذبذب مین رہتا
ہے کہ آیا یہ شیطانی ہین یا رحمانی اس جگہ یہ نکتہ خوب توجہ سے یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جو
الہامات ایسے کمزور اور ضعیف الاثر ہون جو ملہم پر مشتبہ رہتے ہین کہ خدا کی طرف سے ہین
یا شیطان کیطرف سے وہ درحقیقت شیطان کیطرف سے ہی ہوتے ہین یا شیطان کی آمیزش
سے اور گمراہ ہے وہ شخص جو ان پر بھروسا کرتا ہے اور بدبخت ہے وہ شخص جو اِس خطرناک ابتلا مین
ماخوذ ہے کیونکہ شیطان اُس سے بازی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اسکو ہلاک کرے اکثر لوگ
پوچھا کرتے ہین کہ پھر رحمانی الہام کی نشانی کیا ہے اسکا جواب یہی ہے کہ اسکی کئی نشانیاں ہین
(۱) اول یہ کہ آلہی طاقت اور برکت اسکے ساتھہ ایسی ہوتی ہے کہ اگرچہ اور دلائل الہی ظاہر

نہ ہون وہ طاقت بڑے جوش اور زور سے بتلاتی ہے کہ مین خدا کی طرف سے ہون اور ملہم کے دل کو ایسا اپنا مستخر بنا لیتی ہے کہ اگر اسکو آگ مین کہڑا کر دیا جاوے یا ایک بجلی اُس پر پڑنے لگے وہ کبہی نہین کہہ سکتا کہ یہ الہام شیطانی ہے یا حدیث النفس ہے یا شکی ہے یا ظنی ہے بلکہ ہر دم اسکی روح بولتی ہے کہ یہ یقینی ہے اور خدا کا کلام ہے (۲) دوسرے خدا کے الہام مین ایک خارق عادت شوکت ہوتی ہے (۳) تیسری وہ پرزور آواز اور قوت سے نازل ہوتا ہے (۴) چوتہی اسمین ایک لذت ہوتی ہے (۵) اکثر اسمین سلسلہ سوال و جواب پیدا ہو جاتا ہے بندہ سوال کرتا ہے خدا جواب دیتا ہے اور پہر بندہ سوال کرتا ہے خدا جواب دیتا ہے خدا کا جواب پانے کے وقت بندہ پر ایک غنودگی طاری ہوتی ہے لیکن صرف غنودگی کی حالت مین کوئی کلام زبان پر جاری ہونا وحی الہی کی قطعی دلیل نہین کیونکہ اس طرح پر شیطانی الہام بہی ہو سکتا ہے (۶) چہٹی وہ الہام کبہی ایسی زبانون مین بہی ہو جاتا ہے جن کا ملہم کو کچہہ بہی علم نہین (۷) خدائی الہام مین ایک خدائی کشش ہوتی ہے اول وہ کشش ملہم کو عالم تفرید اور انقطاع کی طرف کہینچ لیجاتی ہے اور آخر اسکا اثر بڑہتا بڑہتا طبائع سلیمہ مبایعین پر جا پڑتا ہے تب ایک دنیا اسکی طرف کہینچی جاتی ہے اور بہت سی روحین اُس کے رنگ مین بقدر استعداد آ جاتی ہین (۸) آٹہوین سچا الہام غلطیون سے نجات دیتا اور بطور حَکَم کے کام کرتا ہے اور قرآن شریف سے کسی بیان مین مخالف نہین ہوتا۔ (۹) سچے الہام کی پیشگوئی فی حد ذاتہ سچی ہوتی ہے گو اسکے سمجہنے مین لوگون کو دہوکا ہو (۱۰) دسوین سچا الہام تقوی کو بڑہاتا اور اخلاقی قوتون کو زیادہ کرتا اور دنیا سے دل برداشتہ کرتا اور معاصی سے متنفر کر دیتا ہے۔ (۱۱) سچا الہام چونکہ خدا کا قول ہے اس لئے وہ اپنی تائید کے لئے خدا کے فعل کو ساتھ لاتا ہے اور اکثر بزرگ پیشگوئیون پر مشتمل ہوتا ہے جو سچی نکلتی ہین اور قول اور فعل دونون کی آمیزش سے یقین کے دریا جاری ہو جاتے ہین اور انسان سفلی زندگی سے منقطع ہو کر ملکوتی صفات بنجاتا ہے یقینی الہام مین سے جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے وہ حصہ جو خوارق اور پیشگوئیوں پر مشتمل ہے ہم کسیقدر اُس میں سے بطور نمونہ

یعنی ہم نمونہ کے طور پر چندرہ نشان لکہتے ہین جو اُس وحی کے ساتہہ وقتاً فوقتاً ظاہر ہوئے جو میرے پر نازل ہوئی اور وہ یہ ہین

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اُسی وحی نے یہ خارق عادت پیشگوئیان بتلائی ہین جو دنیا پر ظاہر ہو چکین اور ہزارہا انکے گواہ ہین جنہین سے بعض اسجگہ لکہے گئے	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱	سنہ ۱۸۷۴ء	**پہلی پیشگوئی معہ تفصیل واقعہ**۔ میرے والد صاحب میرزا غلام مرتضےٰ مرحوم اس نواح مین ایک مشہور رئیس تہے گورنمنٹ انگریزی مین وہ پنشن پاتے تہے اور اسکے علاوہ چار سو روپیہ انعام ملتا تہا اور چارگاؤں زمینداری کے تہے پنشن اور انعام انکی ذات تک والبستہ تہے اور زمینداری کے دیہات کی متعلق شرکاء کے مقدمات شروع ہونیکو تہے اتنے مین وہ قریباً ۸۵ برس کی عمر مین بیمار ہوگئے اور پہر بیماری سے شفا بہی ہوگئی۔ کچہہ خفیف سی زحیر باقی تہی ہفتہ کا روز تہا اور دوپہر کا وقت تہا کہ مجہے کچہہ غنودگی ہوکر خدا تعالی کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ جسکے معنی مجہے یہ سمجہائے گئے کہ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اُس حادثہ کی کہ غروب آفتاب کے بعد پڑیگا اور دل مین ڈالا گیا کہ یہ پیشگوئی میری والد کے متعلق ہے اور وہ آج ہی غروب آفتاب کے بعد وفات پائینگے اور یہ قول خدا تعالی کیطرف سے بطور ماتم پرسی کے ہے۔ اس وحی الہی کے ساتہہ ہی میرے دل مین بمقتضائے بشریت	آج تک ظاہر ہوری ہے۔

ثبوت پیشگوئی نمبر ۱	اس وحی الہی کی گواہ رویت ایک بڑی جماعت ہے۔ اگر مین تفصیل سے لکہون تو ایک ہزار سے بہی زیادہ ہوگا مگر چونکہ حضرت مرزا صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ہی جبکو آج اٹہائیس برس گذر چکے ہین اس الہام کو ایک نگینہ پر کہدوا کر ایک مہر بنائی گئی تہی جواب تک موجود ہے جسکا یہ نشان ہے  اسلئے زیادہ ثبوت کی

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیان بتلائی ہین جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہین ہزارہا انکے گواہ ہین جن مین سے بعض اسجگہ لکہے گئے	گواہان رویت
تتمہ پیشگوئی نمبر ۱		یہ گذرا کہ انکی وفات سے بجھے بڑا ابتلا پیش آئیگا کیونکہ جو وجوہ آمدنی انکی ذات سے وابستہ ہین وہ سب ضبط ہو جائینگی اور زمینداری کا حصہ کثیر شرکاء لیجائین گے اور پہر نہ معلوم ہمارے لئے کیا کیا مقدر ہے مین اس خیال مین ہی تہا کہ پہر یک دفعہ غنودگی آئی اور یہ الہام ہوا۔ **الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ** ۔ یعنے کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہین۔ پہر اسکے بعد میرے دل مین سکینت نازل کی گئی اور نماز ظہر کے بعد مین نیچے اترا اور جون کا مہینہ اور سخت گرمی کے دن تہے اور مینے جا کر دیکہا کہ میرے والد صاحب تندرست کیطرح بیٹہے تہے اور نشست برخاست اور حرکت مین کسی سہارے کے محتاج نہ تہے اور حیرت تہی کہ آج واقعہ وفات کیونکر پیش آئیگا لیکن جب غروب آفتاب کے قریب وہ پاخانہ مین جا کر واپس آئے تو آفتاب غروب ہو چکا تہا اور پلنگ پر بیٹہتے کے ساتہہ ہی غرغرہ نزع شروع ہو گیا شروع غرغرہ مین مجہے انہون نے کہا دیکہا یہ کیا حالت ہے اور پہر آپ ہی لیٹ گئے اور بعد اسکے کوئی کلام نہ کی اور چند منٹ مین ہی اس ناپائدار دنیا سے گذر گئے۔ آجتک جو نہ اگست سنہ ۱۹۰۲ء ہے مرزا صاحب مرحوم	
زندہ گواہ روبیت	پکہہ ضرورت نہین کیونکہ یہ پہر ایک آریہ کی معرفت بنوائی گئی تہی جواب تک زندہ موجود ہے جس کا نام ملاوامل ہے اور اس کا دوسرا ہم قوم بہائی شرمپت نام بہی اس بات کا گواہ ہے اور وہ آریہ میرے اس الہام کو بذریعہ میرے ایک خط کے امرتسر مین حکیم محمد شریف کلانوری مرحوم کے پاس لیگیا تہا اور وہان ایک مہر کن سے یہ مہر بنوائی		

[illegible]	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں ہزارہا اُنکے گواہ ہیں جنہیں سے بعض اسجگہ لکھے گئے	[illegible]	نمبر شمار

کے انتقال کو اٹھائیس ۲۸ برس ہو چکے ہیں بعد اس کے جبتو مرزا صاحب کی تجہیز تکفین سے فراغت کرکے وہ وحی الٰہی جو تکفل الٰہی کے بارہ میں ہوئی تھی یعنے **الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ** اسکو ایک نگینہ پر کھدوا کر وہ مُہر اپنے پاس رکھی اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ خارق عادت طور پر یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور نہ صرف میں بلکہ ہر ایک شخص جو میرے اُس زمانہ کا واقف ہو جبکہ میں اپنے والد صاحب کے زیر سایہ زندگی بسر کرتا تھا وہ گواہی دیسکتا ہے کہ مرزا صاحب مرحوم کے وقت میں کہ کوئی مجھے جانتا بھی نہیں تھا[*] انکی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے اس طور سے میری دستگیری کی اور ایسا میرا متکفل ہوا کہ کسی شخص کے وہم اور خیال میں بھی نہیں تھا کہ ایسا ہونا ممکن ہے ہر ایک پہلو سے وہ میرا ناصر اور معاون ہوا مجھے صرف اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی مگر اب تک سینے کئی لاکھ آدمی کو میرے دسترخوان پر روٹی کہلائی۔ ڈاکخانہ والوں کو خود پوچھ لو کہ کس قدر اس نے روپیہ بھیجا۔ میری دانست میں دس لاکھ سے کم نہیں۔ اب ایمانا کہو کہ یہ **معجزہ** ہے یا نہیں۔

گئی تھی حکیم صاحب مرحوم کے دوستوں اور اولاد کو بھی یہ واقعہ معلوم ہے اب جو شخص ذرا حیا کو کام میں لا کر یہ سوچے اور تحقیق کرے کہ آج سے ۲۸ برس پہلے یعنے حضرت والد صاحب کے زمانہ میں میں کیا چیز تھا پھر خدا کی اس وحی الیس اللہ بکافٍ عبدہ کے بعد خدا نے میری کیسی پرورش کی۔ تو میں یقین نہیں کہتا کہ اس معجزہ سے بجز اس شخص کے کہ سخت درجہ کا بیحیا ہو انکار کر سکے۔ [illegible]

* باہر کے لوگوں میں سے بجز دو چار آدمیوں کے کون کہہ سکتا ہے کہ میں جانتا تھا۔

[illegible]	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مسند جبرئیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں ہزارہا انکے گواہ ہیں جنمیں سے بعض اس جگہ لکھے گئے	[illegible]	نمبر شمار
اس پیشگوئی سے بیس سال بعد ہزارہا ایک پہلو سے نصرت الٰہی اور مخلوق کا رجوع ظہور میں آیا۔	لاتیئس من روح اللہ الا ان روح اللہ قریب - الا ان نصر اللہ قریب - یاتیک من کل فج عمیق - یاتون من کل فج عمیق ینصرک اللہ من عندہ - ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء - لامبدل لکلمات اللہ - دیکھو صفحہ ۲۴۱ - براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۰ء و ۱۸۸۲ء سفیر ہند پریس امرتسر ترجمہ خدا کے فضل سے نو امید مت ہو یعنی یہ خیال مت کر کہ کوئی میری طرف التفات نہیں کرتا اور نہ کوئی میری نصرت کرتا ہے یہ بات سن رکھ کہ خدا کا فضل قریب ہے خبردار ہو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک ایسی راہ سے تجھے پہونچیگی کہ کبھی بند نہیں ہوگا اور لوگ ہر ایک راہ سے آتے رہیں گے جو بند نہیں ہوگا بلکہ لوگوں کے چلنے سے عمیق ہوتا رہیگا یعنی لوگ ہر ایک راہ سے بکثرت تیرے پاس آئینگے یہاں تک کہ راہیں عمیق ہو جائیں گی۔ یہ استعارہ اس منشاء کے ادا کرنے کیلئے ہے کہ سلسلہ رجوع خلائق کا کبھی بند نہیں ہوگا اور یہ اس زمانہ کی پیش گوئی ہے جبکہ مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا مگر شاذ و نادر جو صرف چند ابتدائی زمانہ کے تعارف والے تھے۔ اور نہ گورنمنٹ کو میری طرف کچھ	سنہ ۱۸۸۰ء و ۱۸۸۲ء	۲

[illegible]

اس پیشگوئی کا بیان کرنا اور پھر پورا ہونا براہین احمدیہ کی شہادت سے ثابت ہے کیونکہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں یہ پیشگوئی مندرج ہے اور براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جو قریباً بائیس ۲۲ برس سے ملک میں شائع ہو گئی ہے یہ وہ زمانہ تھا کہ جب میں گوشہ تنہائی میں پڑا ہوا تھا نہ مہمان تھے اور نہ کوئی مہمانخانہ تھا۔ اس واقع کو تمام یہ قصبہ جانتا ہے

جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیان
بتلائی ہین جو دنیا پر ظاہر ہو چکین ہزارہا انکے گواہ ہین جنمین سے بعض اسجگہ لکہے گئے

خیال تہا کہ اِس کا اتنا بڑا سلسلہ قایم ہوگا اور نہ اس ملک کے لوگون مین سے
کوئی پیشگوئی کر سکتا تہا کہ یہ غیر معمولی ترقی ایک دن ضرور ہوگی مگر
یہ خدا کا فعل ہے جو باوجود ہزارہا روکون کے جو قوم کیطرف سے اور مولویون
کی طرف سے ہوئین خدا نے میری اس دعا کو قبول کر کے جو براہین احمدیہ
صفحہ ۲۴۴ مین ہے یعنی یہ کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا اپنے بندون کو میری
طرف رجوع دیا۔ جب مینے کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے اکیلا مت چہوڑ
تو جواب دیا کہ مین اکیلا نہین چہوڑونگا۔ اور جب مینے کہا کہ مین نادار ہون
مجھے مالی مدد دے تو اس نے کہا کہ ہر یک راہ سے تجھے مدد آئیگی اور
وہ راہین عمیق ہو جائینگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یکون کی کثرت سے
قادیان کی سڑک کئی دفعہ ٹوٹ گئی اسمین گڑہے پڑ گئے اور کئی دفعہ
سرکار انگریزی کو وہ سڑک مٹی ڈالکر درست کرانی پڑی اور پہلے اس سے
قادیان کی سڑک کا یہ حال تہا کہ ایک یکہ بہی اُس پر چلنا شاذونادر کے حکم مین
تہا اب ہر یک سال راہ یکون کے باعث سے عمیق ہو جاتا ہے اور نیز خدا
نے اسی سال مین قریب ستر ہزار کے اِس جماعت کو پہنچا دیا کون مخالف ہے
جو اس بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ جب ابتداء مین یہ وحی الہی نازل ہوئی

کون ایسا بے ایمان ہے جو اس سے انکار کریگا اور کون کہہ سکتا ہے کہ یہ صدہا انسان جو اب
آتے جاتے اور موجود رہتے ہین یا اس وقت بہی موجود ہے ڈاکخانون کی کتابون کو
دیکہو کر کیا یہ مالی آمدن پہلے بہی کبہی تہی اور کیا پہلے بہی اس کثرت سے لوگ آتے تہے۔

جبس حی سے مین مشرف کیا گیا ہون اُسی حی نے مندرجہ ذیل خارق عادت
پیشگوئیان تبلائی ہین جو دنیا پر ظاہر ہو چکین

تو اسوقت سات آدمی بہی میرے ساتہہ نہ تہے مگر اسکے بعد ان دنون مین ہزارہا انسانون نے بیعت کی خاص کر طاعون کے دنون مین جس قدر جوق در جوق بیعت مین داخل ہوئے اسکا تصور خدا کی قدرت کا ایک نظارہ ہے گویا طاعون دوسرون کو کہا نیکے لئے اور ہمارے بڑہانیکے لئے آئی ابہی معلوم نہین کہ طاعون کی برکت سے کیا کچہہ ترقی ہوگی - اسی برس مین تمام بیعت کرنیوالون نے اپنے ذمہ لیلیا کہ کچہہ نہ کچہہ ماہانہ اس سلسلہ کی مدد مین نذر کیا کرین سو اس ایک ہی برس مین ہزارہا روپیہ کی آمدن ہوئی اور ہزارہا لوگ بیعت مین داخل ہوئے اور داخل ہوتے ہین اور وہ الہام کہ یاتیک من کل فج عمیق ویاتون من کل فج عمیق ہمین طاعون کے دنون مین پورا ہوا اگر کوئی شخص براہین احمدیہ کو ہاتہہ مین پکڑے اور میری پہلی حالت غربت اور تنہائی کو جو براہین احمدیہ کے زمانہ مین تہی قادیان میں اگر تمام ہندو مسلمانون سے دریافت کرے یا گورنمنٹ انگریزی کے کاغذات مین دیکہے کہ کب سے گورنمنٹ نے میرے سلسلہ کو ایک جماعت عظیم قرار دیا ہے تو بلا شبہ وہ یقینی اور قطعی طور پر سمجہہ لیگا کہ اس قدر خدا کی طرف سے حسب منشاء پیشگوئی کے نصرت ہوا اور ستر ہزار سے بھی زیادہ لوگونکا بیعت مین داخل ہونا باوجود تمام مولویون کے شور

اور وہ معزز احباب جنہون نے بچشم خود دیکہہ لیا ہے ہین کیونکہ اُس پرانے زمانہ کی پیشگوئی بڑے زور و شور سے ان دنون مین پوری ہو رہی ہے اُن احباب کے بطور گواہان اسمائے ذیل مین چند نام لکہے جاتے ہیں اور وہ یہہ ہین مولوی حکیم نورالدین صاحب بہیروی

[illegible]	جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیان بتلائی ہین جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہین	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	وفریاد کرنے کے بیشک ایک معجزہ ہے ورنہ خدا قادر تہا کہ اس سلسلہ کو ترقی سے روک دیتا اور مولویون کے منصوبون کو پورا کر دیتا یا مجھے ہلاک کر دیتا اور خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یاتیک من کل فج عمیق و یاتون من کل فج عمیق اس طرح پر بہی ہر ایک پر ثابت ہو سکتا ہے کہ بیس برس کے بعد ان دنون مین پنجاب اور ہندوستان کے شہرون مین سے کوئی شہر خالی نہین کہ جسکے باشندون مین سے کوئی نہ کوئی قادیان مین نہین آیا اور نہ کوئی ایسی طرف ہے جس سے مالی مدد نہ آئی۔ اب سوچ لو کہ کیا اس قدر دور دراز عرصہ کے بعد غیب کی باتین پورا ہونا کیا بجز خدا کی وحی کے کسی اور کی کلام مین یہ طاقت ہے اور اگر انسان ایسا کر سکتا ہے تو نظیر کے طور پر پیش کرو کہ کس نے میری طرح گمنامی کی حیثیت مین ہو کر ظہور پیشگوئی کے دنون سے بیس برس پہلے بذریعہ تحریر تمام دنیا مین شائع کیا کہ ایک دن وہ آنے والا ہے کہ میری یہ حالت گمنامی جاتی رہیگی اور ہزارہا تحایف میرے پاس آئین گے اور ہزارہا لوگ دور دراز ملکون کا سفر کر کے میرے ملنے کے لئے آئین گے مین جانتا ہون کہ ایسی نظیر پیش کرنے پر ہرگز انسان قادر نہین		
مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ مولوی محمد علی ایم اے۔ نواب محمد علیخان صاحب مالیرکوٹلہ خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر۔ میر ناصر نواب صاحب دہلوی۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرزا خدا بخش صاحب جہنگ۔ سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراس۔ مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی چہاونی شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بمبئی ہوس لاہور۔ خلیفہ نورالدین صاحب جمونی وغیرہ گواہان جمع دستخط از ہمی بھی زیادہ ہیں		زندہ گواہ رویت	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	زمانہ ظہور پیشگوئی
۳ الہام سوم	۱۸۸۰ء و ۱۸۸۲ء	لَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲۔ ترجمہ خلق اللہ تیری طرف رجوع کریگی سو تجھے چاہئے کہ تو اُن سے مُنہ نہ پھیرے اور نہ انکی کثرت کو دیکھ کر تھک جائے اس الہام میں یہ بشارت دی گئی تھی کہ لوگ فوج درفوج تیرے پاس آئینگے اور اس قدر آئیں گے کہ انسان بمقتضائے بشریّت ان کی متواتر ملاقاتوں سے ملول ہو سکتا ہے اور ان کی ہجوم سے تھک سکتا ہے کیونکہ بہت کثرت ہوگی۔ سو تو ایسا مت کرنا اور کثرت مخلوقات سے گھبرا مت۔ اب جس حد تک کوئی انسان چاہے ثابت کرلے کہ براہین احمدیہ کے زمانہ میں جسکو بیس [۲۰] یا بائیس [۲۲] برس گذر گئے لوگوں کا میری طرف رجوع نہ تھا بلکہ میں اُن لوگوں میں سے نہیں تھا جن کا دنیا میں کچھ ذکر کیا جاتا پس خدا کا یہ فرمانا کہ تمنی کثرت خلق اللہ کو دیکھکر تھکنا مت یہ خبر پورے بیس برس بعد اس پیشگوئی کے ظہور میں آئی یعنی حال میں جبکہ ہزارہا لوگ قادیان میں آنے لگے اور آ رہے ہیں	یہ پیشگوئی اُس وقت سے بطور اتم اکمل ظہور میں آئی جب پنجاب میں طاعون پڑتی
۴ الہام چہارم	۱۸۸۰ء و ۱۸۸۲ء	اصحاب الصفۃ وما ادرٰک ما اصحاب الصفۃ۔ ترٰی اعینھم تفیض من الدمع۔ یصلون علیک۔ ربنا اننا سمعنا	یہ پیشگوئی قریباً دس برس
[illegible]		ان تمام پیشگوئیوں کا گواہ ناطق براہین احمدیہ ہے اور اس قصہ کو تمام لوگ اس گاؤں اور گردونواح کے جانتے ہیں کہ جس زمانہ کی یہ پیشگوئیاں ہیں اس زمانہ میں میری شہرت کا نام ونشان نہ تھا اور پنجاب کے لوگ باسانی	

نمبر شمار	تاریخ اشاعت	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی متدرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	کیفیت ظہور
تتمہ مضمون پیشگوئی نمبر ۴		منادیاینادی للایمان۔ وداعیاالی اللہ وسراجا منیرا۔ املوا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲۔ ترجمہ۔ صُفّہ کے دوست اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفّہ کے دوست تُو اُنکی آنکھوں کو دیکھے گا کہ اُن سے آنسو جاری ہیں۔ تیرے پر درود بھیجیں گے۔ یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا ہمنے ایک آواز دینے والیکی آواز کو سُنا جو کہتا تھا کہ اپنے ایمان کو درست کرو اور قوی کرو اور وہ خدا کی طرف بلاتا تھا اور شرک سے دور کرتا تھا اور وہ ایک چراغ تھا زمین پر روشنی پھیلانے والا (لکھ لو) یہ پیشگوئی جس زمانہ میں براہین احمدیہ میں شائع کیگئی اُس وقت نہ کوئی صفہ تھا نہ اصحاب الصفہ پھر بعد اسکے جو مخلصین قادیان میں ہجرت کرکے آئے اُن کیلئے صفے اور مہمانخانے طیار کئے گئے دیکھو کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ اُس زمانہ میں یہ باتیں بتلائی گئیں جبکہ کسی کو اس طرف خیال بھی نہیں آسکتا تھا کہ ایسا وقت بھی آئیگا کہ قادیان میں ایسے مخلص جمع ہونگے اور ان کے لئے صفے تیار کئے جاوینگے۔	بعد اظہار اس کے ظہور میں آگئی
پیشگوئی نمبر ۵	۱۸۸۲ء	سبحان اللہ تبارک وتعالی زاد مجدک ینقطع اٰباءک ویبدأ منک دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۰۔ ترجمہ۔ پاک ہے خدا ہر ایک تہمت سے جو بہت برکت والا اور بہت بلند ہے وہ تیری بزرگی کو زیادہ کریگا تیرے باپ دادے کا	اس کا ظہور ۱۸۸۸ء سے شروع ہو گیا۔

[illegible] سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس زمانہ میں نہ خود کبھی قادیان میں آئے اور نہ لوگوں کو قادیان آتے دیکھا اور نہ سُنا اور نیز بڑا ثبوت اِس کا کاغذات گورنمنٹ ہیں اور پیشگوئی نمبر پنجم کا ثبوت خود ظاہر ہے کہ بعد اس پیشگوئی کے خدا نے چار لڑکے مجھے دئے اور وہ عزت اور شہرت مجھے دی کہ میرے خاندان میں کسی کو نہیں دی گئی۔

نمبر شمار	تاریخ اشاعت پیشگوئی	جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اسی وحی سے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیان تبلائی ہین جو دنیا پر ظاہر ہو چکین	زمانہ پیشگوئی
بقیہ متعلقہ پیشگوئی نمبر ۵		ذکر منقطع ہو جائیگا اور خدا اس خاندان کی بزرگی کی بنیاد تجھ سے ڈالیگا اب بتلاؤ کیا یہ سچ نہین کہ میری شہرت میرے خاندان کی شہرت سے بہت زیادہ بڑھ گئی اور ہزارہا مخلوقات کو خدا نے بقۂ اطاعت مین داخل کر دیا اور آج کے دن سے پہلے کون جانتا تھا کہ اس سلسلہ کی اس قدر ترقی ہو جائیگی خاص کر براہین احمدیہ کے زمانہ مین جبکہ نہ کوئی سلسلہ تھا نہ دعوت تھی نہ جماعت تھی نہ شہرت تھی پس افسوس اُنپر جو نہین سمجھتے اور خدا کی عجائب قدرتون پر نظر نہین کرتے	
پیشگوئی نمبر ۶	براہین احمدیہ ۱۸۸۴ء	اردت ان استخلف فخلقت اٰدم - انی جاعل فی الارض خلیفہ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۲ - یہ پیشگوئی باعتبار مفہوم لفظ آدم کے ہے کیونکہ فرشتون نے آدم کی خلافت کو منظور نہ کیا - مگر آخر وہی جس کو رد کیا گیا تھا خلیفہ ٹھہرایا گیا اور نامنظور کرنیوالون کی کچھ پیش نہ گئی بلکہ سخت منکرانہین سے شیطان کہلایا پس لفظ آدم مین اس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا اور خدا اس خلافت کو اپنے ہاتھون سے زمین پر جمائے گا - اور اس پیشگوئی کا ایک حصہ ازالہ اوہام میں ایک الہام ہے اور وہ یہ ہے - قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء - قال انی اعلم ما لا تعلمون - ان تمام الہامات کا ترجمہ یہ ہے کہ مینے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ زمین پر پیدا کرون	آج سے اٹھارہ سال پہلے۔
زندہ گواہ رویت	پیشگوئی نمبر ۵ کا ثبوت گذر چکا اور پیشگوئی نمبر ۶ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آدم کے رنگ پر میرے پر بھی اعتراض ہوں گے اور میری معائب شماری ہوگی اور آخر خدا میری عزت ظاہر کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور عیب شمار لوگوں کو خائب و خاسر ہونا پڑا اور خدا نے میری تائید کی اور اگرچہ تائید الٰہی بجائے خود		

جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت
پیشگوئیان بتلائین جو دنیا پر ظاہر ہو چکین

نمبر پیشگوئی ۱

سو مینے آدم کو یعنے اِس عاجز کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہین اسی آدم کو زمین پر اپنی خلافت کیلئے مامور کرنیوالا ہون اور لوگ کہین گے کہ کیون ایسا خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے کہ مُفسد ہے اور خون ریز ہے یعنی خونریزی کی تہمت لگائینگے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق آخر کار نادان لوگون نے ایسا ہی کیا جیسا کہ لیکھرام کے معاملہ کے بارے مین اور ڈاکٹر کلارک کے بارے مین اور آتہم کے بارے مین پھر فرماتا ہے کہ خدا کہیگا کہ تم غلطی کرتے ہو اس شخص کی نسبت جو کچھ مین جانتا ہون تم نہین جانتے یہ پیشگوئی صاف طور پر دلالت کرتی ہے کہ لوگ انکار کرینگے اور جھوٹے الزام لگائینگے اور منظور نہین کرینگے سو ایسا ہی ظہور مین آیا اور خدا نے میرا نام آدم رکہا تا آخر کو اول سے نسبت ہو اور نیز یہ بھی مشابہت درمیان تھی کہ آدم توام کے طور پر پیدا کیا گیا پہلے حوا اور پیچھے مادہ ہوا تا ترقی کرنے والے انسانی سلسلہ کیطرف اشارہ کرے اور مین بھی آدم کی طرح توام پیدا کیا گیا مگر پہلے لڑکی پیدا ہوئی اور بعد اسکے مین تا یہ وضع پیدائش انسانی سلسلہ کے ختم ہونے [illegible] طور سے آخر ہون جیسا کہ آ[illegible] اور عیسیٰ بن مریم کو آدم سے صرف [illegible] بغیر باپ کے پیدا ہوا اور وہ مناسبت بھی ناقص

ایک نشان ہوتا ہے لیکن جب قبل از وقت پیشگوئی کے رنگ مین اوس کو بیان کیا جاوے تو وہ نشان نور علیٰ نور ہو جاتا ہے کیونکہ پیشگوئی کا پورا ہونا اس بات پر مہر کر دیتا ہے کہ وہ تائید جو ظہور مین آئی ہے وہ درحقیقت منجانب اللہ ہے

جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اسی وحی سے مندرجہ ذیل خارق عادت
پیشگوئیان بتلائین جو دنیا پر ظاہر ہو چکین

کیونکہ مان موجود تہی مگر مین روحانی طور پر بغیر باپ اور بے مان دونوں کے ہون کیونکہ نہ کوئی مرشد رکہتا ہون جو بجائے باپ کے ہو اور نہ خاندان نبوت جو بجائے مان کے ہو اور مین آدم کیطرح توام ہون اور حضرت عیسی توام نہین تہا اور آدم کی طرح خونریزی کی ہیبت سے پر تہمت لگائی گئی اور حضرت عیسی پر یہ تہمت نہین لگائی گئی۔ اور آدم کی طرح مین جمالی اور جلالی دونون رنگ رکہتا ہون مگر حضرت عیسی محض جمالی رنگ تہا اسلئے مین آدم کے لئے مظہر اتم ہون مگر حضرت عیسی مظہر اتم نہین تہا چونکہ نوع انسان جس نقطہ سے شروع ہوئی اسی نقطہ پر اسکو بلحاظ وضع دوری ختم ہونا چاہئے اسلئے آخر سلسلہ نوع انسان مین آدم کا مظہر اتم پیدا کیا گیا تا اس طرح پر دائرہ خلقت انسان پورا ہو جائے اور چونکہ آدم نر اور مادہ پیدا کیا گیا تہا اس لئے خدا نے مجہے نر اور مادہ یعنی بطور توام پیدا کیا تا آخر کو اول سے مشابہت ہو اور نیز مجہے اس نے نہ خاندان نبوت سے پیدا کیا جو بطور مان کے ہے اور نہ مرشد جو روحانی تعلیم دیتا مجہے عطا کیا تا بطور روحانی باپ کے ٹہرتا اور یہ ضرور نہ تہا کہ مین عیسے کیطرح بغیر باپ کے پیدا ہوتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ضرور نہ تہا کہ عصا کا سانپ بناتے بلکہ قرآن شریف کے معجزہ کو قائمقام عصا ٹہیرایا گیا کیونکہ خدا نہیں چاہتا کہ گذشتہ نشانونکو دوبارہ ظاہر کرے مگر کسی رنگ

نہ کہ اتفاقی طور پر۔ غرض ایک مرسل اور مامور کے لئے خلافت اور نبوت کا منصب ثابت کرنا کسی ایسی تائید آلہی کو چاہتا ہے جس کے ساتہ پیشگوئی ہو اور اُس پیشگوئی کی ضرورت سمجہتا ہے جس کے ساتہ تائید ہو اور اثبات مدعا کیلئے بجز اسکے اور کوئی ضرورت نہیں

نمبر	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
ساتویں پیشگوئی		وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر واستیقنتہا انفسہم وقالوا لات حین مناص۔ دیکہو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸۔ ترجمہ جب دیکہیں گے کوئی نشان تو منہ پہیر لینگے اور کہیں گے کہ یہ ایک مکر ہے اور یہ تو ابتدا سے چلا آتا ہے کوئی انوکہی بات نہیں کوئی خارق عادت امر نہیں اور ان کے دل یقین کر گئے اور کہا کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ یہ آیت یعنی وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ یہ سورة قمر کی آیت ہے شق القمر کے معجزہ کے بیان میں اسوقت کافروں نے شق القمر کے نشان کو ملاحظہ کرکے جو ایک قسم کا خسوف تہا یہی کہا تہا کہ ہمیں کیا	الہام ۱۸۸۲ء

ظہور ۱۸۹۴ و ۱۸۹۵ء

براہین احمدیہ کا الہام صفحہ ۴۹۸۔ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی بارہ برس پہلے خسوف سے کیگئی تہی اور باوجود اسکے کہ یہ پیشگوئی کتاب دار قطنی میں قریباً ہزار برس پہلے اور کتاب اکمال الدین میں جو شیعہ کی نہایت معتبر کتاب ہے اسی قدر مدت پہلے کیگئی تہی مگر تب بہی لوگوں نے قبول نکیا اور کہا کہ خسوف قمر مہینہ کی پہلی رات میں یعنے ہلال کو ہونا چاہئے تہا اور کسوف شمس ٹہیک ٹہیک مہینہ کے وسط میں ہونا چاہئے تہا یعنی پندرہویں تاریخ مگر جس طرح یہ ہوا یہ تو ایک مستمر امر ہے یعنی قدیم سے اسیطرح چلا آتا ہے حالانکہ حدیث میں خارق عادت کا کوئی لفظ نہیں صرف اپنی نادانی سے فقرہ اول شب اور فقرہ درمیانی روز سے یہ غلط معنی نکالتے ہیں اور حدیث کا مطلب ظاہر ہے اور وہ یہ کہ خسوف قمر اسکی مقررہ راتوں میں سے جو قانون قدرت میں مقرر ہیں اول رات میں ہوگا اور کسوف شمس اسکے مقررہ دنوں میں سے درمیان کے دن میں یعنی اٹہائیس تاریخ ہوگا اور اسیطرح وقوع میں آیا یہ ایک سچے مہدی موعود کیلئے ایک علامت مقرر کیگئی تہی کہ اسکے دعوی کے زمانہ میں جب اسکی تکذیب ہوگی اور وہ نشان کا محتاج ہوگا تب ماہ رمضان میں ان تاریخوں میں خسوف

جس حق سے مین مشرف کیا گیا ہون اسی حق سے مندرجہ ذیل خارق عادت
پیشگوئیاں بتلائی ہین جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہین

اور کہی بات ہو قدیم سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے کوئی خارق عادت
امر نہین پس خدا تعالی نے اس الہام مین وہی آیت پیش کر کے یہ
اشارہ کیا ہے کہ ان لوگون کو بہی خسوف کا نشان دکہلایا جاویگا
اور منکر لوگ وہی کہین گے جو ابو جہل وغیرہ نے کہا تہا یعنے
اس طرح پر قدیم سے خسوف کسوف ہوتا آیا ہے" خارق عادت
ہونا چاہئے تہا تا ہم مانتے پس دیکہو یہ پیشگوئی کیسی عظیم الشان ہے،
جو خسوف کسوف سے بارہ برس پہلے لکہی گئی ۔

کسوف ہو جاویگا اب ظاہر ہے کہ ہمیشہ رمضان مین خسوف کسوف نہین ہوتا اگر ہوتا ہوگا
تو صدہا برس کے بعد اور پہر یہ کہ خسوف بہی انہین تاریخون مین ہو یہ خصوصیت بہی صدہا سال
کو بہی چاہتی ہے اب حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تک مہدی معہود ظاہر نہو یہ خصوصیتین کسی
زمانہ مین کسی کاذب مدعی کے وقت مین جمع نہین ہونگی صرف مہدی کیوقت مین جمع ہونگی چنانچہ ایسا ہی ہوا
تو اب ظاہر ہے کہ مہدی معہود کی علامت کیلئے اسیقدر کافی تہا کہ اسکے ابتدائی زمانہ مین رمضان مین
ان تاریخون مین خسوف کسوف ہوگا قانون قدرت کو توڑنیکی کچہہ ضرورت نہتی رہا یہ امر کہ دارقطنی کی حدیث
ضعیف ہے اگر ہم فرض کرلین تو پہر کتاب اکمال الدین مین بہی تو یہی حدیث ہے ماسوا اسکے اصل بات تو یہ ہے
کہ محدثین کی نہ تو تصدیق یقینی ہے اور نہ تکذیب بلکہ خدا نے اس حدیث کی تصدیق خود کردی اب کس محدث
کی مجال ہے کہ اسکی تکذیب کرے پیشگوئی تو انجیل اور توریت کی بہی ماننی پڑیگی اگر وہ صفائی سے پوری ہو جاوے
گو وہ کتابین محرف مبدل ہین بلکہ اگر سکہون کے گرنتہ مین بہی کوئی پیشگوئی ہو جو بجید رطب و یابس کا ذخیرہ ہے اور وہ
پیشگوئی پوری ہو جاوے تب بہی ماننی پڑیگی ۔ کیا انسان کی تنقید خدا کی تنقید سے بہتر ہے ۔

نمبر شمار	پیشگوئی کا زمانہ	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	کس زمانہ میں پوری ہوئی
پیشگوئی نمبر ۸	۱۸۸۰ و ۱۸۸۲ء	یا عبد القادر انی معک اسمع و اریٰ غرست لک بیدی رحمتی وقدرتی۔ والقیت علیک محبة منی۔ ولتصنع علیٰ عینی۔ کزرع اخرج شطاه فاستغلظ فاستویٰ علیٰ سوقه۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲۔ ترجمہ اے قادر کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں۔ میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں۔ میں نے اپنی محبت تیرے پر ڈالدی تاکہ تو میری آنکھوں کے روبرو پرورش کیا جائے۔ تو ایک بیج کی طرح ہے یعنی اکیلا ہے جسکی ابھی کوئی شاخ نہیں نکلی صرف ایک سبزہ نکلا مگر بعد اسکے ایسا ہوگا کہ وہ سبزہ موٹا ہو جاویگا اور اسکی شاخیں تنہ پر قایم ہونگی اور وہ ایک بڑا درخت بنجائیگا اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی کس قدر صفائی سے پوری ہوئی اور باوجود سخت مخالفوں کی سخت مزاحمتوں کے یہ سلسلہ ایک عظیم بزرگی کے ساتھ قائم ہو گیا اور جیسا کہ پیشگوئی کا منشا تھا اس تخم کی بہت سی شاخیں نکل آئیں اور پنجاب اور ہندوستان میں پھیل گئیں اور پھیلتی جاتی ہیں۔ براہین احمدیہ میں بارہا یہ ذکر آچکا ہے کہ تو اس وقت اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں جیسا کہ ایک جگہ میری دعا کا خود خدا تعالیٰ ذکر فرماتا ہے کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ یعنے اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو بہتر وارث ہے پس اس جگہ خدا گواہی دیتا ہے کہ اس الہام کے وقت میں اکیلا تھا سو خدا نے وعدہ دیا کہ تو اکیلا نہیں رہیگا اور ایک جہان تیری شاخوں میں داخل ہو جائیگا۔	یہ پیشگوئی بیس برس بعد مخالفوں کے زمانہ میں پوری ہوئی

زمانہ ۱۸۸۰ و ۱۸۸۲ء	براہین احمدیہ اِن تمام پیشگوئیوں کی گواہ ہے اور کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ یہ اُس زمانہ کی پیشگوئیاں ہیں کہ جبکہ اُس اقبال اور عزّت اور کامیابی کے کچھ بھی آثار نہ تھے [illegible] ۱۹۰۱ء [illegible] ۱۹۰۲ء [illegible] آئے۔

نمبر شمار	تاریخ اشاعت پیشگوئی	جن وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی سے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۹	سنہ ۱۸۸۰ و ۱۸۸۲ء	اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶۔ ترجمہ کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں پس وہ اسکو ان تمام الزاموں سے بری کریگا جو اس پر لگائے جائینگے اور وہ خدا کے نزدیک جاہت رکھتا ہے۔ یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی کہ کپتان ڈگلس ڈپٹی کمشنر کے وقت میں میرے پر خون کا الزام لگایا گیا خدا نے اس سے مجھے بری کر دیا اور پھر مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر کے وقت میں مجھ پر الزام لگایا گیا اس سے بھی خدا نے مجھے بری کر دیا۔ اور پھر مجھ پر جاہل ہونے کا الزام لگایا سو مخالف مولویوں کی خود جہالت ثابت ہوئی اور پھر مہر علی نے مجھ پر سارق ہونیکا الزام لگایا سو اس کا خود سارق ہونا ثابت ہوا۔ ایسا ہی یہ دن کبھی نہیں گذرینگے جبتک خدا کچھ دل انسانوں کو نہ دکھلا دے کہ یہ میرا بندہ میری طرف سے تھا۔ تب بہتوں کی آنکھیں کھلینگی۔ مگر کیا فائدہ۔ اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را چہ مرشوی کردہ را نجود ز بے دختر	یہ پیشگوئی اُس زمانہ سے پوری ہونی شروع ہوئی جبکہ میرے پر قتل وغیرہ کے جھوٹے مقدمے کئے گئے
پیشگوئی نمبر ۱۰	سنہ ۱۸۸۰ و ۱۸۸۲ء	اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ یعنی ہم تجھے بہت سے ارادتمند عطا کرینگے اور ایک کثیر جماعت تجھے دی جاویگی۔ دیکھو اس پیشگوئی کو بیس برس گذر گئی اور اب وہ کثیر جماعت ہوئی اور نہ صرف ستر ہزار بلکہ اب تو یہ جماعت لاکھ کے قریب ہو گئی اور اُن دنوں میں ایک بھی نہ تھا۔	طاعون کے دنوں میں کامل ظہور ہوا
زندہ گواہ رویت		جن مقدمات میں خدا نے مجھے بری کیا جو بڑے افترا اور اتفاق سے پیدا کئے گئے تھے ان کے لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں سرکاری کاغذات موجود ہیں اور جن صدہا نشانوں کے ساتھ تہمت اور کذب اور افترا اور جہل سے خدا نے مجھے بری کیا ان نشانوں میں سے بطور نمونہ اسی فہرست میں موجود ہیں۔ اور منصف کے لئے [illegible]	

نمبر	تاریخ	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	زمانہ ظہور
پیشگوئی نمبر ۱۱۱	۱۸۸۲ء	یا احمد فاضت الرحمت علی شفتیك ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰ مع حاشیہ ۔ اے احمد تیری لبوں پر رحمت جاری کیجاویگی ۔ بلاغت اور فصاحت اور حقایق اور معارف تجھے عطا کئے جاوینگے سو ظاہر ہے کہ میری کلام نے وہ معجزہ دکھلایا کہ کوئی مقابلہ نہیں کرسکا اس الہام کے بعد بیس سے زیادہ کتابیں اور رسائل بینے عربی بلیغ فصیح میں شائع کئے مگر کوئی مقابلہ نہ کرسکا خدا نے ان سے زبان اور دل دونوں چھین لئے اور مجھے دیئے ۔	جس وقت سے عربی کی کتابیں تالیف ہوئیں
پیشگوئی نمبر ۱۱۲	۱۸۸۲ء	وقالوا انی لك هذا ان هذا الا سحر یؤثر ۔ لن نؤمن لك حتّٰی نری الله جهرة لا یصدق السفیه الا سیفة الهلاك عدوٌّ لی وعدوٌّ لك ۔ قل اتی امر الله فلا تستعجلوه ۔ دیکھو صفحہ ۵۱۸ و ۵۱۹ براہین احمدیہ ۔ ترجمہ ۔ اور کہتے ہیں کہ یہ مقام تجھے کہاں سے ملا یہ تو ایک فریب ہے ۔ ہم تیرے پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک خدا کو نہ دیکھ لیں یہ لوگ تو بجز موت کے نشان کے کبھی ماننگے نہیں ۔ ان کو کہدے کہ مری یعنی طاعون بھی چلی آتی ہے سو تم مجھ سے جلدی مت کرو ۔ یہ پیشگوئی بیس برس پہلے طاعون کے کیگئی تھی ۔	طاعون کے دنوں میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی
پیشگوئی نمبر ۱۱۳	〃	امراض الناس وبرکاته ۔ لوگوں کی مرضیں اور خدا کی برکتیں دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۹ ۔ یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ ایک	طاعون کے دنوں میں

جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں یہ تمام پیشگوئیاں براہین احمدیہ میں درج ہیں اور وہ گواہ بھی درج ہیں جنکے روبرو بعض پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور طاعون پھیلنے کی خبر جو براہین احمدیہ میں تھی وہ

جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیان تبلائی ہین جو دنیا پر ظاہر ہو چکین

سخت وبا کا زمانہ آئیگا اور آخر یہ ہوگا کہ جو لوگ خدا اور اسکے مامور کی طرف سچے دل سے اور پورے اخلاص سے توجہ کرینگے وہ بچائے جائینگے اور بہرحال نسبتہ عافیت کا حصہ لینے والے سب سے زیادہ وہی ہونگے سو یہ طاعون کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے اور جو لوگ انجام تک جیتے رہینگے وہ دیکھینگے کہ وبا و طاعون کے دنون مین خدا کی خاص برکات اس سلسلہ کے مخلصون کے شامل حال رہینگی اور وہ نسبتہ جلتی ہوئی آگ سے بہت دور رہینگے۔

۱۸۸۴ء

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۲ یعنے اب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آگیا اور اب وہ وقت آرہا ہے کہ محمدی گڑھے مین سے نکال لئے جاوینگے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر اُن کا قدم پڑیگا۔ اس کے ساتھ ہی براہین احمدیہ مین ایک انگریزی الہام ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ دن آرہے ہین کہ جب خدا تمہاری مدد کریگا خدائے ذوالجلال آفرینندہ زمین و آسمان۔ یہان دنون کی پیشگوئی ہے جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہ تھا کیا یہ انسان کی قدرت مین ہے

طاعون زور پر ہے اور معلوم نہین کہ موسم سرما مین کیا صورت پیش آئیگی اب سوچ لو کہ کیا یہ امور غیبیہ انسان کے ہاتھ مین ہین کیا آج سے ۲۰ برس پہلے کسی کو خبر بھی تھی کہ اس ملک مین اس زور سے طاعون آئیگی ایسا ہی ان پیشگوئیون مین ترقی کے زمانہ کی اسوقت خبر دیگئی ہے جبکہ یہ عاجز گوشہ گمنامی مین پڑا ہوا تھا اب سوچ لو کہ کیا انسان بھی یہ قدرت رکھتا ہے

		جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں ہیں —
پیشگوئی نمبر ۱۵	[illegible]	ایک دفعہ مجھے قطعی طور پر الہام ہوا کہ آج اکیس آئینگے اکیس کم نہ زیادہ چنانچہ قادیان کے آریوں کو ملزم کرنیکے لئے اس روپیہ کے آنیکی اطلاع دیدی گئی تب تفتیش کے لئے ایک آریہ گیا اور سننا ہوا آیا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں پھر الہام ہوا کہ اکیس روپیہ آئے ہیں۔ ایک اور آریہ پھر ڈاکخانہ میں گیا اور وہ خبر لایا کہ دراصل اکیس روپیہ آئے ہیں ڈاکخانہ والے نے غلطی سے پانچ روپیہ کہے تھے اور اسی موقعہ پر ایک شخص نرینہ سنگہ نامی نے علاج کرانے کی غرض سے ایک روپیہ دیدیا۔ اس طرح پر پورے اکیس روپیہ ہوگئے۔ یہ بیس روپیہ منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ نے مجھے بھیجے تھے اور جب ایسی صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور آریہ اسکے گواہ ہوگئے۔ تب میں ایک روپیہ کی شیرینی آریوں کو کہلا دی تا ہمیشہ اس پیشگوئی کو یاد رکھیں دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۵
پیشگوئی نمبر ۱۶	[illegible]	براہین احمدیہ چھپ رہی تھی اور روپیہ نہیں تھا چھاپنے والے کا تقاضا تھا تب دعا کیگئی اور پہلا الہام ہوا "دس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں" ساتھ اس کے یہ بھی الہام ہوا "دن ول یو گو ٹو امرتسر" یعنے اس دن تم امرتسر بھی جاؤ گے یہ الہام آریوں کو سنایا گیا خوب کان کھولے گئے چنانچہ دس دن تک ایک پیسہ نہ آیا جب گیارہواں دن ہوا تو ایک سو بیس روپیہ محمد افضل خان صاحب ایک شخص نے راولپنڈی سے بھیجے اسی دن ملے ایک اور شخص نے بھیجے تھے اسی دن سرکاری سمن آیا اور ایک گواہی کیلئے امرتسر جانا پڑا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۶۹ —
		پیشگوئی نمبر ۱۵ میں جسقدر خدا کی قدرت اور غیب کی خبر پائی جاتی ہے اُس کو غور سے پڑھو اور پیشگوئی نمبر ۱۶ خود ظاہر ہے کیا ایسی صاف غیب گوئی کہ دس دن تک کوئی روپیہ

نمبر شمار	تاریخ اشاعت پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی سے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی گئیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	زمانہ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۶۱	۱۸۸۰ و ۱۸۸۴ء	ایک شخص نور احمد نام مولوی غلام علی صاحب امرتسری کے شاگردوں میں سے قادیان میں آیا اور اس بات سے منکر تھا کہ اس امت کے بعض افراد خدا تعالیٰ سے سچی اور یقینی وحی پا سکتے ہیں اسکو یہ کہہ کر ٹھہرایا گیا کہ ہم دعا کرتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ کوئی ایسا الہام کرے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہو سو دعا منظور ہو کر یہ الہام حکایۃً عن الغیر انگریزی میں ہوا آئی ایم کورلر یعنے میں مقدمہ کرنیوالا ہوں اور جھگڑنے والا ہوں اور ساتھ ہی یہ الہام ہوا هذا شاهد نزاغ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۷۲ یعنی یہ گواہ تباہی ڈالنے والا ہے اور تفہیم کیگئی ہے کہ کسی کا مقدمہ ہے اور وہ مجھے گواہ بنانا چاہتا ہے۔ یہ تمام مراتب میاں نور احمد کو قبل از ظہور پیشگوئی سنائے گئے اُس دن حافظ نور احمد امرتسر جانے کو تیار تھا بارش ہوئی اور وہ روک لیا گیا۔ شام کو اسکے روبرو رجب علی نام اڈیٹر مطبع سفیر ہند کا امرتسر سے خط آیا اور ساتھ ہی ایک سمن شہادت میرے نام آیا جس سے معلوم ہوا کہ پادری رجب علی نے مجھے اپنا گواہ لکھوایا ہے اور دعوی صحیح تھا اور میری شہادت موجب تباہی مدعا علیہ تھی یہی معنی	[illegible] اور پوری ہوگئی۔
زندہ گواہ موجود ہیں		دن روپیہ ضرور آئیگا اور اس دن کسی مجبوری سے امرتسر بھی جانا پڑیگا کیا ایسی پیشگوئیوں پر انسان بھی قادر ہو سکتا ہے اور اس سے زبردست اور کیا ثبوت ہوگا کہ آریہ جو دین کے پکے دشمن ہیں اس پیشگوئی کے گواہ ہیں منجملہ ان کے لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان قادیان جو اب تک زندہ موجود ہیں اس نشان سے خوب واقف ہیں ان کیلئے بڑی مصیبت ہے کہ اسلام کی گواہی دیں لیکن اگر یہ مقام براہین احمدیہ کا انکو کہلایا جاوے اور انکی اولاد کی انکو قسم دی جاوے کیونکہ انکے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف نہیں تو ممکن ہے کہ جھوٹ بولدیں کہ یہ دعا قبول ہو کر پھر خدا کا پیشگوئی کرنا اور پھر اُسکی تائید دکھلانا اور امرتسر [illegible]	

[illegible]	[illegible]	جن وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیان ہین جو دنیا پر ظاہر ہو چکین	[illegible]
پیشگوئی نمبر [illegible]		اس الہام کی تہی کہ ہذا شاہد نزاغ - سو اس طرح پر حافظ نور احمد امرتسری نے جو ہماری مخالف تہا پیشگوئی کو سُن بہی لیا اور پہر اسکو پورے ہوتے دیکہہ بہی لیا - مذکورہ بالا آریہ جو میرے پاس ہر روز آتے تہے وہ بہی اس بات کے گواہ ہین میرے ملازم او متعلقین بہی گواہ ہین اب دیکہو کہ علم غیب تو خاصہ خدا ہے اگر یہ الہامات خدا کی طرف سے نہین تو کیا نعوذ باللہ شیطان ایسے صاف اور صریح غیب پر قادر ہے اور اللہ تعالے فرماتا ہے وَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنے صاف اور صریح غیب محض برگزیدہ رسولون کو دیا جاتا ہے اگر کوئی ان بیانات کو جہوٹا سمجہتا ہے تو اُسے سمجہنا چاہئے کہ ۲۰ برس سے یہ الہامات شائع ہین اور کتاب مین گواہون کے نام درج ہین مگر کسی نے تکذیب شائع نہ کی اور انسان جہوٹ پر صبر نہین کرسکتا اور اب بہی اکثر گواہ زندہ ہین اور اگر اب بہی تسلی نہین تو ایسے مکذب کو اختیار ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین سے ہی فیصلہ کرلے ۔	
پیشگوئی نمبر [illegible]	سنہ ۱۸۸۱ء و سنہ ۱۸۸۲ء	ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے چنانچہ ہینو شرمپت اور ملاوامل مذکور بالا آریون کو یہ پیشگوئی بتلائی مگر ان آریون نے اس بات پر ضد کی کہ انہین بہیجے	
[illegible]	براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۸ و ۵۲۲ مین یہ دو پیشگوئیان الفاظ مذکورہ بالا کی موجود ہین وہ ہر دو آریہ مخالف دین اور ہندو ہین اب تک زندہ موجود ہین دشمن دین ہین قسم کے ساتہ جہوٹ نہیں بولین گے پس دیکہو خوارق او معجزات اسکو کہتے ہین جسکے دشمن گواہ ہون ایسا ہی		

جن جن ہی ہو میں مشرف کیا گیا ہوں اُسکی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں

کوئی ڈاکخانہ میں جاوے تا معلوم کریں کہ اسی دن کسی ایسے شخص کیطرف سے کوئی روپیہ آیا ہے یا نہیں چنانچہ ملاوامل آریہ اس کام کے لئے گیا اور ایک خط لایا جسمیں لکھا تھا کہ مبلغ دس روپیہ ارباب سرور خان نے بھیجے ہیں مگر آریوں نے اس بات سے انکار کیا کہ سرور خان کو محمد لشکر خان کا کوئی قرابتی سمجھا جائے ناچار منشی الہی بخش اکونٹنٹ مصنف عصای موسیٰ جو ہوتی مردان میں تھے انکو خط لکھنا پڑا کہ اسجگہ یہ بحث در پیش ہے اور دریافت طلب یہ امر ہے کہ سرور خان کی محمد لشکر خان سے کچھ قرابت ہے یا نہیں ہوتی مردان سے منشی الہی بخش صاحب نے لکھا کہ سرور خان ارباب لشکر خان کا بیٹا ہے اور آریہ لاجواب ہوگئے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۷۴ و صفحہ ۴۷۵ -

۱۸۸۴ء

عـــه جس زمانہ میں براہین چھپ رہی تھی روپیہ کی آمدن میں قدم قدم پر تنگی تھی کوئی جماعت نہ تھی جن سے چندہ لیا جاوے اس لئے مدت تک مسودہ کتاب کا معطل پڑا رہا۔ اور الہامات تسلی دیتے

عـــه منشی الہی بخش صاحب مصنف عصائے موسیٰ دشمنوں میں سے ہیں مگر انکو بھی قسم سے سچ بولنا پڑیگا علاوہ اسکے یہ پیشگوئی بیس۲۰ برس کی ہے اگر اسمیں کوئی امر خلاف واقعہ ہوتا تو آریہ باوجود اسقدر مذہبی عداوت کے اسپر صبر نہیں کرسکتے تھے ضرور اسکا رد قسم کیسا نہ شایع کرتے کہ یہ امور خلاف واقعہ ہیں اور پیشگوئی نمبر ۱ کے گواہ اول تو براہین احمدیہ جسمیں یہ پیشگوئی لکھی گئی پھر اس زمانہ

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اسکی خارق عادت پیشگوئیان جو ظہور مین آچکین	تاریخ ظہور پیشگوئی
تصنیف براہین ۱۹۰۱		تھے کہ یہ تمام کام ہو جائینگے اور ایک جماعت بھی ہو جائیگی چنانچہ منجملہ اسکے بعض انگریزی الہامات ہین اور مین انگریزی نہین جانتا۔ اس کو چہ سے بالکل ناواقف ہون ایک فقرہ تک مجھے معلوم نہین مگر خارق عادت طور پر مندرجہ ذیل الہامات ہوئے۔ آئی لو یو۔ آئی ایم وِدْیُو۔ آئی شیل ہیلپ یُو۔ آئی کین وہٹ آئی وِل ڈو۔ وِی کین وہٹ وِی وِل ڈو صفحہ ۴۸۰ و ۴۸۱ ۔ گاڈاز کمنگ بائی ہِز آرمی صفحہ ۴۸۴ ۔ ہی اِز وِدْیُو ٹو کِل اینیمی صفحہ ۴۸۴ ۔ دی ڈیز شل کم وہن گاڈ شیل ہیلپ یُو گلوری بی ٹو دِس لارڈ گاڈ میکر اوف ارتھ اینڈ ہون صفحہ ۵۲۲ ۔ ووہ آل مین شُد بی اینگری بٹ گاڈ از وِدْیُو ہی شیل ہیلپ یُو۔ وارڈس آف گاڈ کین ناٹ اکسچینج صفحہ ۵۵۴ ۔ آئی لو یُو۔ آئی شیل گو یُو اِ لارج پارٹی آف اسلام ۵۵۶ ترجمہ۔ مین تجھسے محبت رکھتا ہون۔ مین تمہارے ساتھ ہون۔ مین تمہاری مدد کرونگا۔ مین کرسکتا ہون جو چاہونگا ہم کرسکتے ہین جو چاہینگے۔ خدا ایک لشکر لیکر چلا آتا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ ہے تا تمہارے دشمن کو ہلاک کرے یعنی اسکو مغلوب و مخذول کرے۔	[illegible] ۵۵۶
تصنیف براہین احمدیہ ۱۹۰۱		اور براہین کے زمانہ کو پیش نظر رکھکر ہر ایک عاقل سوچ سکتا ہے کہ براہین کے وقت مین کیا حالت تھی اور بعد مین کیا حالت ہوئی اور جیسا کہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہین یہ پیشگوئیان جنمین یہ ذکر ہے کہ مین اِس سلسلہ کو ایک بڑی قوم بناؤنگا۔ اِنکا سنہ ۱۹۰۱ و سنہ ۱۹۰۲ء مین پورا ہو جانا اظہر من الشمس ہے اول یہ بات ظاہر ہے کہ جس زمانہ مین براہین احمدیہ مین یہ پیشگوئیان لکھی گئی ہین کہ یہ ایک بڑی جماعت بنائی جائیگی اُس	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس جس سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسکی خارق عادت پیشگوئیان جو ظہور مین آچکین	تاریخ ظہور پیشگوئی
۱۹		وہ دن آتے ہین کہ خدا تمہاری مدد کریگا خدائے ذوالجلال آفرینندہ زمین و آسمان۔ اگر تمام آدمی تمسے ناراض ہوجائینگے مگر خدا تمہارے ساتھ ہوگا وہ انجام کار تمہاری مدد کریگا۔ خدا کی باتین بدل نہین سکتین مین ایک بھاری جماعت اسلام کی تمہین دونگا اور مین تمسے محبت رکھتا ہون اب دیکھو جس زمانہ مین یہ انگریزی الہام ہوئے تھے کیسی گمنامی اور کس مپرسی کا زمانہ تھا اور آج وہ تمام وعدے پورے ہوگئے اور اس زمانہ مین جماعت کا وعدہ ہوا جبکہ میرے ساتھ ایک بھی نہ تھا اور اب یہ جماعت ستر ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہے اور انگریزی الہام مین یہ جو اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر تمام آدمی تم سے ناراض ہوجائینگے مگر خدا تمہارے ساتھ رہیگا اور وہ انجام کار تمہارا مددگار ہوگا یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ خدا کا ایک خاص فضل تمہارے شامل حال ہے جو محبّین اور محبوبین کے شامل حال ہوا کرتا ہے بات یہ ہے کہ خدا تعالی دنیا مین تین قسم کے کام کیا کرتا ہے (۱) خدائی کی حیثیت سے (۲) دوسری دوست کی حیثیت سے (۳) تیسرے دشمن کی حیثیت سے جو کام عام مخلوقات سے ہوتے ہین وہ محض خدائی حیثیت سے ہوتے ہین اور جو کام محبین اور محبوبین سے ہوتے ہین وہ نہ صرف خدائی حیثیت سے	

۱۹

وقت جماعت کا نام و نشان نہ تھا جیسا کہ خود براہین احمدیہ مین بار بار اس کا ذکر ہے اور یہ دعا بھی ہے ربِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ۔ یعنے اے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو بہتر وارث ہے ماسوا اسکے کون پنجاب یا ہندوستان سے دعوے کرسکتا ہے کہ وہ براہین احمدیہ کے

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسکی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آ چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۱۹		بلکہ دوستی کی حیثیت کا رنگ اُن پر غالب ہوتا ہے اور صریح دنیا کو محسوس ہوتا ہے کہ خدا اوس شخص کی دوستانہ طور پر حمایت کرتا ہے اور جو کام دشمنوں کی حیثیت سے ہوتے ہیں اُن سے ایک مؤذی عذاب ہوتا ہے اور ایسے نشان ظاہر ہوتے ہیں جن سے صریح دکھائی دیتا ہے کہ خدا تعالی اس قوم یا اس شخص سے دشمنی کر رہا ہے اور خدا جو اپنے دوست کے ساتھ کبھی یہ معاملہ کرتا ہے جو تمام دنیا کو اس کا دشمن بنا دیتا ہے اور کچھ مدت کیلئے ان کی زبان یا ان کے ہاتھوں کو اس پر مسلط کر دیتا ہے یہ اس لئے نہیں کہ خدا اُسے غیور نہیں کرتا کہ اِس اپنے دوست کو ہلاک کرنا چاہتا ہے یا بے عزت اور ذلیل کرنا چاہتا ہے بلکہ اِس لئے کرتا ہے کہ تا دنیا کو اپنے نشان دکھاوے اور تا شوخ دیدہ مخالفوں کو معلوم ہو کہ انہوں نے دشمنی میں ناخنوں تک زور لگا کر نقصان کیا پہنچایا	
پیشگوئی نمبر ۲۰	۱۸۸۲ء	ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین صفحہ ۵۶ سطر ۵ ترجمہ۔ دو گروہ یعنی دو جماعتیں تمہیں عطا کی جاوینگی ایک وہ جماعت ہے جو نزول آفات	۱۹۰۱ و ۱۹۰۲ء [illegible]
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۹	زمانہ میں مریدانہ طور پر مجھ سے کوئی تعلق رکھتا تھا بلکہ بجز دو شناسا کے بھی چند آدمی ہی نکلیں گے اور خود گورنمنٹ بھی اس بات کی گواہ ہے کہ قادیان میں میرے لئے کسی کی آمد و رفت نہ تھی۔ اور پیشگوئی نمبر ۲۰ کا ثبوت بھی براہین احمدیہ پر غور کرنے سے کھلتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ جسمیں یہ پیشگوئی ہی بتلا رہی ہے کہ براہین کا زمانہ تنہائی کا زمانہ تھا اور ما بعد جو سلسلہ میں داخل ہوا آدمی شامل		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس کی سچائی میں مشرف کیا گیا ہوں اُسکی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۲۰		سے پہلے قبول کریگی اور دوسری وہ جماعت ہے جو نشانوں کو دیکھ کر بکثرت جوق جوق سلسلہ بیعت میں داخل ہوگی۔ اب بتلاؤ کہ کیا اب یہ پیشگوئی کے وقوع میں آگیا یا نہیں الیسی آنکھیں تو بند نہیں کرنی چاہئیں جیسا کہ اندہون کی آنکھیں ہوتی ہیں ذرہ دریافت کرو خواہ سرکاری کاغذات دیکھ لو کہ کیا براہین احمدیہ کیوقت سات آدمی بہی تہے اور کیا اب ستر ہزار آدمی میرے ساتھ داخل بعیت ہیں یا نہیں یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ تائید اور رحمت سے ملی ہوئی پیشگوئی ہے	
پیشگوئی نمبر ۲۱	۱۸۶۵ء	قریبًا پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کی تالیف سے مجھے بذریعہ زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں اطلاع دی گئی کہ میں ایک کتاب تالیف کرونگا اور اُس کتاب کو مسلمانوں میں عام قبولیت کا مرتبہ حاصل ہوگا اور مخالف اسکے مقابلہ کی طاقت نہیں رکہیں گے۔ چنانچہ پندرہ برس کے بعد براہین احمدیہ تالیف کیگئی اور اس میں یہ تمام تذکرہ موجود ہے دیکہو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹	پندرہ سال بعد ۱۸۸۰ء میں
پیشگوئی نمبر ۲۲	۱۸۶۸ء	شرمپت آریہ جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے اُسکا بہائی بشمبر داس نامی اور ایک دوسرا شخص خوشحال نامی ایک مقدمہ میں دونوں قید ہوگئے تہے جب	چہ ماہ بعد
زندہ گواہ رؤیت		پیشگوئی نمبر ۲۰ کا ثبوت ہم لکہہ چکے ہیں۔ اور پیشگوئی نمبر ۲۱ کا ثبوت وہ گواہ ہیں جنکے پاس یہ خواب بیان کی گئی تہی اور ابتک انمیں سے بعض زندہ ہیں اور نیز خود براہین احمدیہ بہی گواہ ہے کیونکہ جس قبولیت کی یہ رؤیا بشارت دیتی تہی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۸ اور ۲۴۹ میں چہپ گئے چہپنے کیوقت اس قبولیت کا کوئی نشان ظاہر نہ تہا بلکہ مالی مشکلات پیش آئی تہیں مگر ایک مدت کے بعد براہین احمدیہ کو گونہ شہرت اور قبولیت پہیل گئی اور پیشگوئی نمبر ۲۲ اِس تمام گاؤں میں ایک مشہور واقعہ ہے اور کئی مسلمان اِس پیشگوئی پر اطلاع رکہتے ہیں مگر	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسکی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۱۲۲		اپیل گذرا شرمپت نے جبکہ اضطرار کے وقت ہندوؤں کا حال ہوا کرتا ہے مجھ سے دعا کی درخواست کی اور انجام دریافت کیا۔ تب دعا کرنے کے بعد رات کے وقت خدا تعالیٰ نے رویا میں کل حقیقت مقدمہ کی مجھ پر کھولدی اور ظاہر کیا کہ دعا اس طور پر قبول ہوگی کہ بشمبر داس کی نصف قید تخفیف کر دی جائیگی اور یوں ہوگا کہ اس مقدمہ کی مثل عدالت چیف کورٹ سے پھر ماتحت عدالت میں واپس آئیگی اور اس عدالت سے بشمبر داس کی قید صرف آدھی رہ جائیگی اور آدھی معاف کردی جائیگی اور اوسکا دوسرا رفیق خوشحال امی پوری قید بھگت کر خلاصی پائیگا اور ایک دن بھی کم نہیں ہوگا اور وہ بھی بری نہیں ہوگا۔ اسی وقت اس رویا سے بہت سے آدمیوں کو اطلاع دی گئی اور شرمپت کو بھی بلا کر اطلاع دی گئی اور آخر اسی طرح وقوع میں آیا۔ جس طرح پیشگوئی کیگئی تھی دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۱ +	
پیشگوئی نمبر ۱۲۳	۱۸۸۴ء	مقدمہ مذکورہ بالا جس میں بشمبر داس قید ہوا تھا بصورت اپیل چیفکورٹ میں دائر کیا گیا تو بشمبر داس کے بھائی مسمی منشی لیکے گا نومین نے آکر مشہور کر دیا کہ ہماری اپیل منظور ہوگئی اور بشمبر داس بری ہوگیا۔ یہ خبر عشاء کے وقت مشہور	بماہ اکتوبر ۱۸۸۵ء
نقشہ گواہان رویت پیشگوئی نمبر ۱۲۲	پیشگوئی نمبر ۱۲۲ و پیشگوئی نمبر ۱۲۳ کی نسبت بشمبر داس کے حقیقی بھائی شرمپت کی گواہی کافی ہے جس نے مجھ سے دعا کرائی تھی اور جس کا نتیجہ نصف قید کی تخفیف ہوئی تھی شرمپت کو قبل از وقت خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر مقدمہ کا انجام میں نے بتلا دیا تھا کہ مثل واپس آئیگی اور بشمبر داس کی نصف قید تخفیف کی جائے گی بری نہیں ہوگا اس قدر تخفیف دعا کا نتیجہ ہے مگر خوشحال اس کا رفیق بالکل بری نہیں ہوگا ایک دن بھی اس کا کم نہیں ہوگا۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسکی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۴۳		ہوئی اور اسوقت میں مسجد میں تہا اور چونکہ یہ صورت میری پیشگوئی کے مخالف تہی اسلئے سخت گہبراہٹ کا موجب ہوئی میں اس بیقراری میں تہا کہ عین سجدہ کے وقت میں مجہے الہام ہوا۔ لاتخف انك انت الاعلیٰ یعنی کچہہ خوف نہ کر تو ہی غالب ہے۔ آخر وہ خبر غلط ثابت ہوئی اور شمبر داس کی قید تو تخفیف ہوئی مگر وہ بری نہ ہوا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۰۔	
پیشگوئی نمبر ۴۴	۱۸۸۸ء	ہمارا ایک مقدمہ تحصیل بٹالہ میں موروثی اسامیوں پر بابت ورود درختوں کے تہا مجہے معلوم کرایا گیا کہ اس مقدمہ میں ڈگری ہوگی مگر حکم سنانیکے وقت فریق ثانی تو عدالت میں موجود تہا اور ہماری طرف سے اتفاقاً کوئی حاضر نہ تہا شام کو فریق ثانی اور اسکے گواہوں نے جو قریب پندرہ آدمی کے تہے بازار میں آکر بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہوگیا شرمپت اور دیگر آریہ لوگوں کو جو پہلے یہ پیشگوئی سنائی تہی وہ بہت خوش ہوئے کہ آج ہمارا ہاتہہ پڑ گیا اور مجہے سخت اضطراب ہوا اسلئے کہ بیان کرنیوالے پندرہ آدمی ہیں عصر کا وقت تہا اور میں مسجد میں اکیلا تہا اور کوئی نہ تہا اتنے میں ایک آواز گونج کر آئی میں خیال کیا کہ یہ باہر سے آواز ہے آواز کے یہ لفظ تہے کہ ڈگری ہوگئی مسلمان ہے یعنی تو کیوں باور نہیں کرتا	
زندہ گواہ رویت		پیشگوئی نمبر ۴۴ کے متعلق مثل دفتر سرکاری میں موجود ہے اور شرمپت وغیرہ آریہ گواہ ہیں۔ حاکم مجوز نے جس کا نام حافظ ہدایت علی تہا صرف مدعا علیہ کے بیان پر کہ ہمیں حسب فیصلہ صاحب کمشنر درخت کاٹ لینے کا حق حاصل ہے۔ مقدمہ کو خارج کر دیا۔ اور مدعا علیہ کو حکم سنا کر معہ اسکے گواہوں کے رخصت کیا اسپر انہوں نے گانوں میں آکر شہرہ کر دیا کہ مقدمہ خارج ہوگیا ہے لیکن جب وہ عدالت کے کمرہ سے نکل گئے تو اسوقت مثلخوان نے جو اتفاقاً باہر گیا ہوا تہا حاکم کو کہا کہ آپ نے اس مقدمہ میں دہوکا کہایا ہے اور جو فریق ثانی نے نقل روبکار صاحب کمشنر پیش	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس حجۃ سے مین مشرف کیا گیا ہون انکی خارق عادت پیشگوئیان جو ظہور مین آچکین	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۲۴		کیا خدا سے کوئی زیادہ معتبر ہے آخر یہی سچ نکلا کہ ڈگری ہو گئی تہی اور اس فریق کو وہم ہو کا لگا تہا ۔ دیکہو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۵	
پیشگوئی نمبر ۱۲۵	[illegible]	مین اپنی چمکار دکہلاؤن گا اپنی قدرت نمائی سے تجہہ کو اوٹہاؤن گا دُنیا مین ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا الفتنۃ ھٰہنا فاصبر کما صبر اولوا العزم (یعنی انہین ایام مین ایک فتنہ ہوگا پس اولوا العزم رسولون کیطرح صبر کر) یہ پیشگوئی لیکہرام کے واقعہ کیطرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ اسمین بیان کیا گیا ہے کہ مین تجہے قدرت نمائی سے اوٹہاؤن گا چنانچہ آتہم کی نسبت شور و ہنگامہ کے بعد لیکہرام والی پیشگوئی ایسے شوکت اور ہیبت کے ساتہہ پوری ہوی کہ تمام دشمنون کے موہنہ کالے ہوگئے اور مجہہ کو انہون نے گرانا چاہا تہا خدا نے اپنے ہاتہہ سے مجہے اوٹہایا اور ایک چمکتا ہوا نشان دکہلا دیا اور لیکہرام کے متعلق جو پیشگوئی ظہور مین آئی وہ درحقیقت خدا کی ایک چمکار تہی گویا خدا اپنے رسول کیلئے خود اوتر کر لڑا ۔ اور اس پیشگوئی کے بعد بدقسمت آریون کی دشمنی بڑہ گئی یہانتک کہ انہون نے اس نادان برہمن کے مرنیکے بعد ہمارے گہر کی تلاشی بہی کرائی ۔ اسی کیطرف پیشگوئی مین بہی اشارہ ہے کہ فرمایا	بذریعہ [illegible] لیکہرام
پیشگوئی نمبر ۱۲۶		کی ہے وہ حکم تو فنانشل صاحب کے حکم سے منسوخ ہو چکا ہے اور اس نے روبکار دکہلا دی تب ہدایت علی کی عقل نے چکر کہایا اور اوسی وقت اپنی روبکار پہاڑ دی اور ڈگری کی ۔ یہ خدا کی قدرت کے نظارے ہین ۔ پیشگوئی نمبر ۲۵ کا پورا ثبوت لیکہرام والی	

+ دیکہو صفحہ ۵۵۵ براہین احمدیہ

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے مشرف کیا گیا ہوں اس وحی کی عبارت۔ پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی

الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۷

اور خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں دو امر کی خبر دی ہے (۱) اول یہ کہ دنیا سخت مقابلہ کریگی، اور کسی طرح قبول نہیں کریگی اور وہ اپنی طرف سے زمین پر گرا دیگی اور جھوٹا ہونیکا الزام دیگی جیسا کہ آتھم کی شرطی میعاد کے بعد نادان مسلمانوں نے عیسائیوں کے ساتھ ملکر شور برپا کیا اور اپنے خیال میں گرا دیا اور خدا نے لیکھرام کو قتل کر کے گرنیکے بعد اُٹھا یا۔ (۲) دوسری یہ کہ خدا اس پیشگوئی میں وعدہ کرتا ہے کہ میں زور آور حملوں سے اس مرسل کی سچائی ظاہر کرونگا۔ وہی زور آور حملے ہیں کہ کھلے کھلے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن خود بخود مر رہے ہیں۔ قوم کے دشمنوں نے اس نور کے بجھانیکے لئے ناخنوں تک زور لگائے مگر یہ جماعت جو اول صرف دو تین آدمی تھے اب ستر ہزار تک پہنچ گئی اور خدا کے قہر کے ہاتھ نے سرغنہ مخالفوں کے پانچ حصّوں میں سے تین حصّے دنیا پر سے اُٹھا لئے اسمٰعیل مولوی علیگڈھ جس نے کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے (یعنی وہ اور میں) جو شخص جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا۔ خود ہی پہلے مر گیا اور غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب فتح رحمانی میں مجھے جھوٹا قرار دیکر خدا تعالیٰ سے جھوٹے کی موت چاہی سو وہ اس مباہلہ کو شایع کر کے پھر زندہ نرہ سکا اور چند ہی روز میں فوت ہو گیا دیکھو کتاب فتح رحمانی صفحہ ۲۶ و ۲۷

اس پیشگوئی کا ثبوت ظاہر ہے کیونکہ خدا نے لیکھرام کو مار کر ثابت کر دیا کہ اُس کا

یہ بندہ

اس کی طرف سے ہے

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس حد تک میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی حد تک خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	او محی الدین لکہو کے والے نے بہی اسی مضمون کا الہام شائع کیا یعنی یہ الہام شائع کیا کہ مرزا صاحب فرعون مگر جیسا کہ الحکم ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۵ دوسرے کالم میں شائع ہو چکا ہے میری پیشگوئی کے مطابق وہ فوت ہو گیا۔ ایسا ہی رشید احمد گنگوہی اپنے اشتہار کے بعد اندہا ہو گیا۔ شاہدین مخالف الدیانی دیوانہ ہو گیا اور محمد حسن بہیں میرے مقابلہ اعجاز المسیح پر یہ کلمہ لکہتے ہی کہ لعنت اللہ علی الکاذبین اپنے موُنہہ کی لعنت سے ہی پکڑا گیا اور مر گیا ایسا ہی لدہانہ کے تین مولوی بہی یعنی عبد اللہ۔ عبد العزیز۔ محمد وہ تینوں میرے مقابل پر گندے اشتہار لکہنے کے بعد مر گئے یہ خدا کے زور آور حملے ہیں جن سے سچائی ظاہر ہے اور انہیں پر ختم نہیں ابہی اور حملے بہی ہیں آسمان نہیں تہکیگا جبتک زمین اپنی شوخیاں نہیں چہوڑتی ؎		تتمہ پیشگوئی نمبر ۲۵
اسکے بعد برابر	اشکر نعمتی رئیت خدیجتی۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸ - ترجمہ میرا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا۔ یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اُس نکاح کیطرف تہی جو سادات کے گہر میں دہلی میں ہوا جس سے بفضلہ تعالیٰ چار لڑکے پیدا ہوئے اور خدیجہ اسلئے میری بیوی کا نام رکہا کہ وہ ایک مبارک نسل	۱۸۸۳ء	پیشگوئی نمبر ۲۶

پیشگوئی نمبر ۲۵ پر تو ایک دُنیا گواہ ہے کہ پہلے کیا تہا اور پہر کیا ہو گیا۔ اور پیشگوئی نمبر ۲۶ یعنے شادی کے معاملہ میں جو آج سے ۱۸ برس پہلے ہو دہلی میں ہوئی تہی آریہ شرمپت و ملاوامل وغیرہ اکثر دوست گواہ ہیں کہ انکو اس پیشگوئی کی پہلے خبر دی گئی تہی اس شادی کے متعلق تین الہام تہے ایک یہی کہ جو براہین احمدیہ میں صفحہ ۵۵۸ میں درج ہو گیا۔ دوسرا الہام تہا	تتمہ پیشگوئی نمبر ۲۶

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیان جو دنیا پر ظاہر ہو چکین	تاریخ ظہور پیشگوئی
نمبر ۴۳ [illegible]		کی مان ہے جیسا کہ اِس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا اور نیز یہ اس طرف اشارہ تھا کہ وہ بیوی سادات کی قوم مین سے ہوگی اسی کے مطابق دوسرا الہام ہے اور وہ یہ ہے الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصہر والنسب ۔ یعنی وہ خدا جس نے باعتبار رشتہ دامادی اور باعتبار نسب تمہین عزت بخشی ۔	
نمبر ۴۴ [illegible]	۱۸۸۲ و ۱۸۸۳ء	مبارک و مبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ ۔ ومن دخلہ کان اٰمنًا ۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۹ ۔ ترجمہ ۔ یہ مسجد برکت دی گئی ہے اور برکت دینے والی ہے اور ہر ایک کام جو برکت دیا گیا ہے وہ اسمین کیا جائیگا ۔ اور جو اسمین داخل ہو وہ امن مین آجائیگا ۔ اس الہام مین تین قسم کے نشان ہین (۱) اول یہ کہ اسمین خدا تعالی کیطرف سے مادہ تاریخ بنائے مسجد ہے (۲) دوم یہ کہ یہ پیشگوئی بتلا رہی ہے کہ ایک بڑے سلسلہ کے کاروبار اسی مسجد مین ہونگے چنانچہ ابتک اسی مسجد مین بیٹھکر ہزارہا آدمی بیعت توبہ کر چکے ہین اسی مین بیٹھ کر صدہا معارف بیان کئے جاتے ہین اور اسی مین بیٹھ کر کتب جدیدہ کی تالیف کی بنا پڑتی ہے اور اسی مین ایک گروہ کثیر مسلمانون کا پنج وقت نماز پڑھتا ہے اور وعظ سنتے ہین اور دلی سوز سے دعائین کی جاتی ہین اور بنائے مسجد کیوقت	طاعون سے کئی سال پیشتر
نمبر ۴۵ پیشگوئی [illegible]		الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصہر والنسب ۔ تیسرا الہام تھا بکر و ثیب یعنی تمہارے لئے مقدر ایک بکر ہے اور ایک بیوہ یہ الہام بخوبی یاد ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب کو مینے بمقام بٹالہ انہین کے مکان پر سنایا تھا اتفاقاً انہون نے دریافت کیا تھا کہ کوئی تازہ الہام ہے تب مینے سنا دیا تھا ۔ اور پیشگوئی نمبر ۲ کے مطابق پچاس ہزار سے بھی زیادہ ابتک اس مسجد مین نماز پڑھ چکے ہین اور انکو خدا نے طاعون [illegible]	[illegible]

نمبر شمار	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۴۷	میں ان باتوں میں سے کسی بات کی علامت موجود نہ تھی (۴) سوم یہ کہ یہ الہام دلالت کر رہا ہے کہ آئندہ زمانہ میں کوئی آفت آنے والی ہے اور جو شخص اخلاص کے ساتھ اسمیں داخل ہوگا وہ اس آفت سے بچ جاویگا۔ اور براہین احمدیہ کے دوسرے مقامات سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ آفت طاعون ہے سو یہ پیشگوئی یہی اِس سے نکلتی ہے کہ جو شخص پوری ارادت اور اخلاص سے جسکو خدا پسند کر لیوے اس مسجد میں داخل ہوگا وہ طاعون سے بھی بچایا جائیگا یعنے طاعونی موت سے۔		
پیشگوئی نمبر ۴۸	يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۰۔ ترجمہ۔ مخالف لوگ ارادہ کرینگے کہ خدا کے نور کو اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بجھا دیں یعنی بہت سے مکر کام میں لاوینگے۔ مگر خدا اپنے نور کو کمال تک پہنچائے گا اگرچہ کافر لوگ کراہت ہی کریں۔ یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے کہ جبکہ اس سلسلہ کے مقابل پر مخالفوں کو کچھ جوش اور اشتعال نہ تھا اور پھر اس پیشگوئی سے دس برس بعد جوش دکھلایا کہ انتہا تک پہنچ گیا یعنے تکفیر نامہ لکھا گیا قتل کے فتوے لکھے گئے اور صدہا کتابیں اور رسالے چھاپ دئے گئے	۱۸۸۰ و ۱۸۸۴	بارہ برس کے بعد یہ پیشگوئی پوری ہوئی

ضمیمہ پیشگوئی ۴۷ و ۴۸	پیشگوئی نمبر ۴۷ کا ثبوت بیان ہو چکا اور پیشگوئی نمبر ۴۸ کا ثبوت خود ظاہر ہے کہ مخالف مولویوں نے اس سلسلہ کی بیخ کنی کے لئے ناخنوں تک زور لگایا مگر یہ سلسلہ آخر ترقی کر گیا۔

نمبر شمار	نام گواہان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں آسمانی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۴۸		اور قریباً تمام مولوی مخالف ہو گئے اور کوئی ذلیل سے ذلیل منصوبہ نہ چھوڑا جو میرے تباہ کرنیکے لئے نہ کیا گیا مگر نتیجہ برعکس ہوا اور یہ سلسلہ فوق العادت ترقی کر گیا۔	
پیشگوئی نمبر ۴۹	۱۸۸۲ء و ۱۸۸۳ء	وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَبَنَاتٍ بِغَیْرِ عِلْمٍ قل هو اللّٰه احد اللّٰه الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد۔ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ الْفِتْنَةُ هٰهُنَا فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۱۔ ترجمہ یعنی پادری صفت عیسائی جو اپنے زعم میں عیسائیت کے ناصر ہیں اور یہودی صفت مسلمان جو اپنے زعم میں یہودیوں کیطرح عامل بالحدیث ہیں ہرگز راضی نہیں ہونگے جبتک تو انکے مذہب میں داخل نہ ہو۔ کہہ وہ خدا ایک ہے اور بے نیاز ہے نہ وہ کسیکا بیٹا ہے نہ کوئی اسکا بیٹا اور یہ لوگ باہم ملکر کچھ مکر کرینگے اور خدا بھی مکر کریگا اور خدا بہتر مکر کرنیوالا ہے۔ اور اس وقت تیرے لئے ایک فتنہ برپا ہوگا سو صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا ہے۔ یہہ پیشگوئی اس فتنہ کے متعلق ہے کہ جو عیسائیوں اور مسلمانوں نے اول آتھم کے وقت کیا۔ اور پھر کلارک کے دعوی اقدام قتل کے وقت کیا اور	۱۸۹۳ء و ۱۸۹۷ء
ظہور پیشگوئی نمبر ۴۹		براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں مجھے مخاطب کر کے یہ پیشگوئی موجود ہے کہ پادری اور یہودی صفت مسلمان ملکر کوئی مکر کرینگے اور تیرا ایک فتنہ برپا کرینگے مگر خدا اصلیت ظاہر کر دیگا سو اول آتھم کے مقدمہ میں ایسا ہی ہوا کہ ان لوگوں نے ملکر پیشگوئی کو جھوٹی قرار دینا چاہا مگر خدا نے اسکی سچائی ظاہر کر دی آتھم نے پیشگوئی کی شرط کے موافق دجال کہنے سے عین مجمع میں رجوع کیا اور ہیبت سا ہراساں اور خائف ہوا	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	اور کلارک کے مقدمہ میں سب نے اتفاق کر لیا اور ممکن ہے کہ کوئی اور فتنہ بھی ان لوگوں کے ہاتھ سے مقدر ہو کیونکہ انکا جوش ابھی کم نہیں ہے ۔		پیشگوئی نمبر ۲۹
۱۸۹۷ء سے ابتک	ان لم یعصمک الناس فیعصمک اللہ من عندہ ۔ یعصمک اللہ من عندہ وان لم یعصمک الناس ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰ ترجمہ ۔ اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاویں یعنی تباہ کرنے میں کوشش کریں مگر خدا اپنے پاس سے اسباب پیدا کر کے تجھے بچائیگا ۔ خدا تجھے ضرور بچا لیگا اگرچہ لوگ بچانا نہ چاہیں ۔ اب دیکھو کہ یہ کس قوت اور شان کی پیشگوئی ہے اور بچانے کیلئے مکرر وعدہ کیا گیا ہے اور اسمیں صاف وعدہ کیا گیا ہے کہ لوگ تیرے تباہ اور ہلاک کرنیکے لئے کوشش کرینگے اور طرح طرح کے منصوبے تراشینگے مگر خدا تیرے ساتھ ہوگا اور وہ ان منصوبوں کو توڑیگا اور تجھے بچائیگا ۔ اب سوچو کہ کونسا منصوبہ ہے جو نہیں کیا گیا بلکہ میرے تباہ اور ہلاک کرنیکے لئے طرح طرح کے مکر کئے گئے چنانچہ خون کے مقدمے بنائے گئے بے آبرو کرنیکے لئے بہت جوڑ توڑ عمل میں لائے گئے اور ٹیکس لگانیکے لئے منصوبے کئے گئے کفر کے فتوے لکھے گئے قتل کے فتوے لکھے گئے لیکن خدا نے سب کو نامراد رکھا وہ اپنے کسی فریب میں کامیاب نہ ہوسکے پس اس قدر زور کا طوفان جو لعید میں آیا	۱۸۸۰ و ۱۸۸۴ء	پیشگوئی نمبر ۳۰
	جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور پھر باوجود وعدہ چار ہزار روپیہ انعام کے جو قسم کھانے پر ہماری طرف سے تھا قسم نہیں کھائی اور پھر پیشگوئی کے مفہوم کے مطابق میری زندگی میں ہی مر گیا اور پیشگوئی کا خلاصہ یہی تھا کہ فریقین میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا سو وہ موت ہوئی گو اس جہان سے گذر گیا اور اسبات پر مہر لگا گیا کہ وہ مباحثہ میں جھوٹا تھا (۲) دوسرا مکر پادریوں اور مسلمانوں کا یہ تھا کہ ڈاکٹر کلارک نے ایک جھوٹا مقدمہ میری اقدام		[illegible] نمبر ۳۱

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن جن نشانوں سے میں مشرف کیا گیا ہوں انہی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی عصمت نمبر ۱۴۸		مدت دراز پہلے خدا نے اسکی خبر دیدی تھی خدا سے ڈرو اور سچ بولو کہ کیا یہ علم غیب اور تائید الٰہی ہے یا نہیں اور اگر کہو کہ عصمت کا وعدہ چاہتا تھا کہ وہ لوگ کسی قسم کی تکلیف نہ دیں مگر انہوں نے جھوٹے مقدمات کر کے عدالت میں جانے کی تکلیف دی بہت سی گالیاں دیں مقدمات کے خرچ سے نقصان کرایا اسکا جواب یہ ہے کہ عصمت سے مراد یہ ہے کہ بڑی آفتوں سے جو دشمنوں کا اصل مقصود تھا بچایا جاوے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عصمت کا وعدہ کیا گیا تھا حالانکہ احد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت زخم پہونچے تھے اور یہ حادثہ وعدۂ عصمت کے بعد ظہور میں آیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو فرمایا تھا اِذْ کَفَفْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَنْکَ یعنے یاد کر وہ زمانہ کہ جب بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے مینے تجھ سے روک دیا حالانکہ تواتر قومی سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا لیکن خدا نے آخر جان بچا دی پس یہی معنی اِذْ کَفَفْتُ کے ہیں جیسا کہ واللہ یعصمک من الناس کے ہیں	
پیشگوئی [illegible] نمبر ۱۴۹		قتل کی نسبت دائر کیا اور تمام مخالف مسلمان اس کے حامی ہو گئے اور بعض مولویوں نے عدالت میں اسکی طرف سے میرے برخلاف گواہی دی مگر آخر وہ مقدمہ جھوٹا ثابت ہوا اور خارج ہو گیا سو تم اس پیشگوئی کی شان دیکھو کہ ان مقدمات سے کئی سال پہلے خبر دی گئی کہ اس طرح پر پادری اور مسلمان باہم ملکر تیرے پر مقدمات کریں گے اور خدا ان کے مکر کو پاش پاش کر دیگا ایسا ہی ظہور میں آیا اور پیشگوئی نمبر ۳۰ جو اوپر بیان ہو چکی ہے اس کا ثبوت بھی اسی سے ملتا ہے کہ دشمنوں نے خون کے مقدمات بھی کئے مگر خدا نے مجھے ان سے بھی بچایا ۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن وحی سے میں مشرف کیا گیا ہون اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیان جو وقتاً فوقتاً ظاہر ہوئیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۳۱	۱۸۸۰ و ۱۸۸۲ء	وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْ كَفَّرَ اَوْقِدْ لِيْ يَا هَامَانُ لَعَلِّيْ اَطَّلِعُ اِلٰى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ + تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ + مَا كَانَ لَهٗ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهَا اِلَّا خَائِفًا + وَمَا اَصَابَكَ فَمِنَ اللّٰهِ - اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ اَلَا اِنَّهَا فِتْنَةٌ مِّنَ اللّٰهِ + لِيُحِبَّ حُبًّا جَمًّا - حُبًّا مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْاَكْرَمِ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ + شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَكُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ترجمہ اور یاد کر وہ زمانہ جبکہ ایک ایسا شخص تجھ سے مکر کریگا کہ جو تیری تکفیر کا بانی ہوگا اور اقرار کے بعد منکر ہو جائیگا (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) اور وہ اپنے رفیق کو کہے گا (یعنی مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کو) کہ اے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا یعنی کافر بنانے کیلئے فتوی دے میں چاہتا ہون کہ موسیٰ کے خدا کی تفتیش کرون۔ اور میں گمان کرتا ہون کہ وہ جھوٹا ہے۔ اس جگہ خدا تعالیٰ نے میرا نام موسیٰ رکھا تا اس بات کیطرف اشارہ کرے کہ جس نظر سے یعنی نہایت تحقیر اور استخفاف سے فرعون نے موسیٰ کو دیکھا تھا اور کہتا تھا کہ یہ میرا ہی پروردش یافتہ ہے اور میں ہی اسکو ہلاک کرونگا یہی طریق محمد حسین نے اختیار کیا اور نیز اس فتح کیطرف اشارہ ہے جو مقدر تھا کہ مجھے موسیٰ کی مانند فرعون پر حاصل ہوگی۔ اور پھر مجھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ٹھہرا کر تبت یدا ابی لہب وتب فرمادیا الخ	جب مولوی محمد حسین بٹالوی نے فتویٰ تکفیر میری نسبت شائع کیا اور نذیر حسین دہلوی نے فتویٰ دیا۔
زندہ گواہ رویت کے نمبر ۳۱		پیشگوئی نمبر ۳۱ کا ثبوت خود مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے ہاتھ سے دیا کہ میرے لئے کفرنامہ لکھا اور کافر ٹھہرایا۔ پھر بعد اس کے بحکم حاکم تکذیب اور تکفیر سے روکا گیا۔ جیسا کہ پیشگوئی مین بیان تھا۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۳۱		ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے یعنی بیکار ہو گئے اور وہ بھی ہلاک ہو گیا یعنی ضلالت کے گڑھے میں گرا اسکو نہیں چاہئے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے۔ اور جو کچھ تجھے دکھ پہونچے گا وہ تو خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے یہ تیرے لئے ایک فتنہ ہوگا پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا وہ خدا کی طرف سے ابتلائی فتنہ ہے تا وہ بہت ہی تجھ سے پیار کرے اُس خدا کا پیار جو عزیز اور بزرگ ہے اور یہ وہ نعمت ہے جو کبھی نہیں چھینی جائیگی۔ اس جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائینگی ہر ایک جاندار آخر مرنیکو ہے۔ دیکھو اب اس پیشگوئی پر انصاف سے غور کرو کہ اُس زمانہ سے پہلے کی یہ پیشگوئی ہے کہ جب مولوی محمد حسین نے براہین احمدیہ پر ریویو لکھا تھا اور یہ پیشگوئی بھی پڑھی تھی کیا بغیر خدا کے کسیکا کام ہے کہ اس پوشیدہ غیب کی خبر دیدے جسکی کسیکو بھی اطلاع نہیں تھی۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰	
پیشگوئی نمبر ۳۲	۶ فروری ۱۸۹۸ء	خدا نے عالم رویا میں اپنی وحی خاص سے میرے پر ظاہر کیا کہ پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگائے گئے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں میںنے بعض لگانیوالوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں انہوں نے جواب	

زندہ گواہ رؤیت پیشگوئی نمبر ۳۲	پیشگوئی نمبر ۳۱ کا ثبوت گذر چکا ہے اور پیشگوئی نمبر ۳۲ کو میںنے اپنے اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء اور ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں شایع کیا تھا جو بہت صفائی سے پوری ہو گئی جب یہ پیشگوئی [illegible] ۱۸۹۸ء [illegible] ضلع [illegible] تھے

نمبر شمار	پیشگوئی کی اشاعت	جن جن پیشگوئیوں میں مشترک کیا گیا ہوں انہی جن نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں میری تائید میں ظاہر کیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
[illegible]		وبا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پہیلنے والی ہے اور الہام ہوا کہ الامراض تشاع والنفوس تضاع ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم انہ اوی القریۃ۔ یعنے یہ طاعون جو ملک میں شروع ہو گئی ہے یہ کبہی دور نہیں ہو گی اور یہ مرض پہیل جائیگی اور بہت موتیں ہونگی اور کم نہیں ہونگی جبتک لوگ اپنے اعمال کی اصلاح نہ کریں مگر اس قادر خدا نے قادیان کو متفرق اور منتشر ہونے سے بچا لیا ہے یعنے قادیان پر ایسی تباہی نہیں آئیگی کہ اس قصبہ کو بکلی برباد کردے اور فنا کردے اور منتشر کردے اور قادیان بکلی طاعون سے محفوظ بہی رہ سکتی ہے مگر بشرط توبہ یعنی اس شرط سے کہ تمام لوگ اپنی بدزبانیوں اور بداعمالیوں اور خباثتوں سے توبہ کرلیں دیکہو اشتہار طاعون شائع کردہ ۶ فروری ۱۸۹۸ء و ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء۔ یہ رویا اور الہام تہا کہ مجہے دکہایا گیا اور بتایا گیا اور پہر اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء سے اور ۴ برس کے بعد عام طور پر پنجاب میں طاعون پہیل گئی چنانچہ یکم اکتوبر ۱۹۰۱ء سے ۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء تک عرصہ پونے دس ماہ میں اس قدر پہیل گئی کہ کل ۲۲ اضلاع پنجاب کے اس سے آلودہ ہو گئے۔ دیکہو سرکاری نقشہجات متعلقہ طاعون پنجاب پس یہ پیشگوئی ایسے وقت میں کی گئی تہی یعنے فروری ۱۸۹۸ء میں جبکہ تمام پنجاب میں صرف دو ضلعے طاعون سے آلودہ تہے دیکہو اخبار عام ۲ اگست ۱۹۰۲ء جس میں یہ سرکاری شہادت درج ہے	

حاشیہ	
[illegible]	مگر بعد اسکے پنجاب کے ۲۴ ضلعے اس مرض سے آلودہ ہو گئے اور پونے دس ماہ میں تین لاکہ سولہ ہزار کیس ہوئے اور دو لاکہ اٹہارہ ہزار سات سو ننانوے فوتیاں ہوئیں۔ دیکہو سرکاری نقشہجات۔

نمبر شمار	[illegible]	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں میری تائید میں بیان فرمائیں	[illegible]
پیشگوئی نمبر ۳۳	[illegible]	اسی طرح اُس زمانہ میں جبکہ بمبئی میں بھی طاعون کا نام و نشان نہ تھا طاعون کے آنے کیلئے دعا کی گئی اور وہ دعا منظور ہو گئی چنانچہ سن ۱۳۱۱ ہجری میں جسکو نو برس ہو گئے یہ دعا بیچ شعر حمامۃ البشریٰ میں موجود ہے۔ فَلَمَّا طَغَی الْفِسْقُ الْمُبِیْدُ بِسَیْلِہٖ تَمَنَّیْتُ لَوْ کَانَ الْوَبَاءُ الْمُتَبِّرُ دیکھو صفحہ اول قصیدہ حمامۃ البشریٰ یعنے جب فسق کا طوفان برپا ہوا تو میں نے خدا سے چاہا کہ طاعون آوے	چند سال کے بعد اول بمبئی میں طاعون پھوٹی۔
پیشگوئی نمبر ۳۴	۱۸۹۷ء	ایسا ہی طاعون کے بارے میں رسالہ سراج منیر میں صفحہ ۵۹ میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ جن لوگوں نے لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی کو قبول نہیں کیا تھا انپر بھی طاعون کی بلا نازل ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَذِلَّۃٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا یعنے جنہوں نے گوسالہ کو عزت دی اور اُسکی پرستش کی اُن پر غضب آئیگا اور ذلت کی مار اُن پر پڑیگی سو دنیا میں غضب نازل ہونے سے مراد طاعون ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۶ میں طاعون کی نسبت یہ الہام بھی لکھا تھا یا مسیح الخلق عدوانا یعنے طاعون کے غلبہ کے وقت لوگ کہیں گے کہ اے مسیح ہماری شفاعت کر۔ اور اس کتاب کے شایع کرنے پر آج سے جو ۱۸ جولائی سن ۱۹۰۲ء ہے پانچ برس گذر گئے	اس پیشگوئی سے چند سال بعد پنجاب میں طاعون پھیل گئی۔
[illegible]		ان دونوں پیشگوئیوں نمبر ۳۳ و ۳۴ کے ثبوت میں سرکاری نقشجات کافی ہیں جن کا ہم صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۴ میں ذکر کر آئے ہیں۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۳۴		اور اس زمانہ میں طاعون کے پھیلنے کی کچھ بھی امید نہ تھی پس دیکھو یہ کیسی قدر عظیم الشان غیب کی خبریں ہیں جو برابر بائیس برس سے مسلسل طور پر شائع ہو رہی ہیں اور متواتر خبر دی گئی کہ ملک میں طاعون آنیوالی ہے	
پیشگوئی نمبر ۳۵	محرم ۱۳۱۱ ہجری	عرصہ نو برس کا جاتا ہے کہ کتاب سر الخلافۃ کے صفحہ ۶۲ میں مخالفوں پر تباہی پڑنے اور نیز طاعون نازل ہونیکے لئے دعا کی گئی تھی سو اب تک ہزارہا مخالف طاعون اور دوسری آفات سے ہلاک اور تباہ ہو چکے ہیں اور وہ دعا یہ ہے وَخُذْ رَبِّ مَنْ عَادَى الصَّلَاحَ وَمُفْسِدًا ۔ وَنَزِّلْ عَلَيْهِ الرِّجْزَ حَقًّا وَدَمِّرْ وَفَرِّجْ كُرُوبِيْ يَا كَرِيْمِيْ وَنَجِّنِيْ ۔ وَمَزِّقْ خَصِيْمِيْ يَا اِلٰهِيْ وَعَفِّرْ ترجمہ ۔ یعنی اے میرے خدا ہر ایک پر جو مفسد ہے طاعون نازل کر یا کسی دوسری موت سے ہلاک کر یا کوئی اور مواخذہ کر اور مجھے غموں سے نجات بخش اور میرے دشمن کو پارہ پارہ کر اور خاک میں ملا دے اور خاک سے آلودہ کر اور خاک میں غلطان پیچان کر سو ملک میں طاعون نازل ہو کر ہزارہا مخالف جو ہمارے سلسلہ کے دشمن تھے طاعون سے فوت ہو گئے ابھی آئندہ کی خبر نہیں ماسوا اسکے جو منتخب مولوی تھے بعض انمیں اندھے ہو گئے اور بعض کانے ہو گئے اور بعض مر لوانے اور بہت سے انمیں سے مر گئے چنانچہ بر طبق اس دعا کے مولوی شاہ دین دیوانہ ہو گیا ۔ رشید احمد اندھا ہو گیا ۔	طاعون کے دنوں میں
نام گواہان رویت		پیشگوئی نمبر ۳۵ کے ثبوت کے لئے بھی سرکاری نقشجات کافی ہیں ۔ اور یہ پیشگوئی کتاب سر الخلافہ میں موجود ہے ۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۳۴		محمد بخش طاعون سے مرا تینوں مولوی لودہیانہ کے ہلاک کئے گئے محمد حسن بھین ہلاک کیا گیا۔ غلام دستگیر قصوری ہلاک کیا گیا۔ محی الدین لکھو کے والا ہلاک کیا گیا۔ اور اصغر علی کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ اور مولوی محمد حسین عفر کی دعا کے نیچے آگیا کیونکہ عفر لغت عرب میں خاک آلودہ کرنے کو کہتے ہیں سو وہ تکفیر کی جمعداری سے بحکم حاکم روکا گیا اور زمینداری کی گرد وغبار میں آلودہ کیا گیا کیونکہ خاک میں غلطان و پیچان ہونا لوازم زمینداری میں سے ہے وجہ یہ کہ ہر شغل خاک سے ہی کام پڑتا ہے اس قدر تو وقوع میں آگیا ابھی معلوم نہیں کہ اس کا حصہ اور کس قدر باقی ہے	
پیشگوئی نمبر ۳۵	۱۳۱۱ / ۱۸۹۴	کتاب نور الحق کے صفحہ ۳۵ سے ۴۸ تک بذریعہ الہام الٰہی طاعون کی خبر دی گئی ہے جو چھ برس بعد ظہور میں آئی صفحہ ۳۵ میں یہ عبارت ہے اُعْلِمْتُ اَنَّ اللّٰہَ نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ اَنَّ ھٰذَا الْخُسُوْفَ وَالْکُسُوْفَ فِیْ رَمَضَانَ اٰیَتَانِ مُخَوِّفَتَانِ لِقَوْمٍ اتَّبَعُوا الشَّیْطَانَ ... وَلٰکِنْ اَبَوْا فَاِنَّ الْعَذَابَ قَدْ حَانَ ۔ ترجمہ۔ خدا نے اپنے الہام کے ساتھ میرے دل میں پہونچایا ہے کہ خسوف کسوف ایک عذاب کا مقدمہ ہے یعنی طاعون کا جو قریب ہے۔	طاعون کے دنوں میں
[illegible] پیشگوئی نمبر ۳۶		پیشگوئی نمبر ۳۵ کا ثبوت گذر چکا ہے وہی ثبوت پیشگوئی نمبر ۳۶ کا ہے	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیان جو دنیا پر ظاہر ہو چکین	[illegible]
پیشگوئی نمبر ۴۳	سنہ ۱۸۸۳ء	پنڈت دیانند آریون کے سرگروہ کی وفات کی خبر تین ماہ اسکے مرنیسے پہلے دیگئی اور لالہ شرمپت وغیرہ آریون ساکنان قادیان کو وہ پیشگوئی سنائی گئی - دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۳۵ - یہ لوگ اگر حلف دیجاوے تو سچ سچ کہہ دینگے پنڈت دیانند کے مرنے پر ہمین بہت افسوس ہوا اسلئے کہ وہ ہماری چند سوالات کے جواب دینے سے پہلے ہی گذر گیا ایک یہ سوال تہا کہ او اگون یعنے شامت اعمال سے جون بدلنا یہانتک کہ کیڑے مکوڑے کتے بلے بنجانا یہ تو بقول آریہ صاحبان کروڑہا برسون سے ان کے گلے پڑا ہوا ہے لیکن باوجودیکہ وہ معدودے چند تہے غیر محدود نہ تہے ابتک نجات نہین ہوئی - یا تو پرمیشر نجات دینا نہین چاہتا یا کوئی قاعدہ نجات کا ویدین مقرر نہین اور ظاہر ہے کہ بغیر یقین کے انسان گناہ سے رک نہین سکتا سو وید نے کوئی ذریعہ پرمیشر پر یقین لانے کا پیش نہین کیا اس لئے آریون کے پاس خدا شناسی کا کوئی یقینی طریق نہین ہے شاید اسیوجہ سے کیڑون مکوڑون کی ابتک خلاصی نہین ہوتی ایک تو یہی سوال تہا - دوسرا یہ کہ آریہ کی عورت ایک ہی وقت مین ایک خاوند اور ایک اور شخص بطور یارانہ رکہہ سکتی ہے - کیا یہ دیوثی نہین - تیسرا یہ کہ اگر پرمیشر روحون کا پیدا کرنیوالا نہین اور روحین کسی وقت گناہ سے نجات پا سکتی ہین تو جیسا کہ وید کا اصول ہے دنیا کا سلسلہ ہمیشہ	۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء یعنی بیان پیشگوئی سے قریباً تین ماہ بعد
زندہ گواہ رویت		اِس پیشگوئی کا گواہ لالہ شرمپت آریہ اور چند مسلمان ہین لیکن شرمپت کی گواہی مضبوط ہے صرف قسم کی حاجت ہے -	

[illegible]	[illegible]	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو تجلیات الٰہیہ ہیں بیان فرمائیں	[illegible]
تتمہ پیشگوئی نمبر ۳۶		کے لئے چل نہیں سکتا اور پرمیشر خالی ہاتھ رہ جاتا ہے کیونکہ جو شخص گناہ سے نجات پاگیا وہ تو پرمیشر کے ہاتھ سے گیا اس لئے کہ اسکا کوئی گناہ نہیں رہا لہذا وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا اور اس سے وید کا یہ اصول جھوٹا ہوتا ہے کہ روحیں بار بار دنیا میں آتی ہیں ان باتوں میں سے کسی بات کا جواب دیانند نے نہ دیا اور اجمیر میں جا کر نامرادی کی حالت میں مرگیا۔	
پیشگوئی نمبر ۳۷	۱۸۸۰ء و ۱۸۸۱ء	ایک دفعہ یہ وحی الٰہی میری زبان پر جاری ہوئی کہ عبداللہ خان ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ وہ صبح کا وقت تھا اور اتفاقاً چند ہندو اسوقت موجود تھے ان میں سے ایک ہندو کا نام بشنداس تھا میں نے سب کو اطلاع دی کہ خدا نے مجھے یہ سمجھایا ہے کہ آج اس نام کے ایک شخص کیطرف سے کچھ روپیہ آئے گا۔ بشنداس بول اٹھا کہ میں اس بات کا امتحان کروں گا اور ڈاکخانہ میں جاؤں گا۔ چونکہ قادیان میں ڈاک اُن دنوں میں دوپہر کے بعد دو بجے آتی تھی وہ اوسی وقت ڈاکخانہ میں گیا اور جواب لایا کہ ڈاک منشی کی زبانی معلوم ہوا کہ درحقیقت ڈیرہ اسمعیل خان سے ایک شخص عبداللہ خان نے جو اکسٹرا اسسٹنٹ ہے روپیہ بھیجا ہے اور پھر اس نے بہت تعجب اور حیرت زدہ ہوکر پوچھا کہ یہ کیونکر معلوم ہوگیا	
زندہ گواہ رویت نمبر ۳۸	اس پیشگوئی نمبر ۳۷ کا وہی بشنداس گواہ ہے جو ساکن قادیان ہے اور اب تک زندہ موجود ہے۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن جن سنین میں مشرف کیا گیا ان سال کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		جسنے جواب دیا کہ وہ خدا جسکو تم لوگ نہیں پہچانتے اوس نے یہ خبر دی ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۶ ۔	
		ایک دفعہ قادیان کا ایک آریہ جو سرگرم آریہ ہے ملاوامل نام مرض دق میں مبتلا ہو گیا اور تپ پیچھا نہیں چھوڑتا تھا اور آثار نومیدی ظاہر ہو گئے ...	

نمبر شمار	تاریخ		
پیشگوئی نمبر ۴۰	۸۰ و ۱۸۸۲ء	جب کتاب براہین احمدیہ کے بعض حصے کے چھپنے میں توقف رہا انکو چھاپ دیا جاوے مگر میرے پاس کچھہ سرمایہ نہ تھا تب میں نے جناب الہی میں دعا کی کہ لوگ مدد کی طرف متوجہ ہوں اسی وقت تھوڑی سی غنودگی ہو کر جواب ملا (بالفعل نہیں) تب باوجود بہت سی کوشش کے کسی نے ایک پیسہ بھی نہیں بھیجا اور ایک مدت گذر گئی۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۵	
زندہ گواہ رویت نمبر ۳۹ و ۴۰		پیشگوئی نمبر ۳۹ کا گواہ خود ملاوامل آریہ ہے اوس کو خوب یاد ہوگا کہ کیسی نومیدی کے وقت میں یہ الہام اسکو بتلایا گیا اور پھر ایک ہفتہ تک اچھا ہو گیا۔ اور پیشگوئی نمبر ۴۰ کے تو بہت گواہ ہیں اور بعض اسی جگہ موجود ہیں۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن حجتوں میں مشرف کیا گیا یعنی الہامی حجتیں متضمن ذیل خارق عادت پیشگوئیاں تبلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۴۱	سنہ ۱۸۸۰ء و ۱۸۸۲ء	جب مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ بالفعل تمہاری کچھ مدد نہیں کی جاویگی تو ایک مدت تک کوئی بھی میری طرف متوجہ نہ ہوا اور لوگ لا پروائی سے پیش آئے اور کتاب کا چھپنا معرض التوا میں رہا تب ایک دن قریب مغرب کے پھر دعا کے لئے دل میں جوش پیدا ہوا تو خدائے عزّوجلّ کی طرف سے یہ وحی میرے زبان پر جاری ہوئی ۲۲۶ هُزِّی الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطباً جنیاً دیکھو براہین یعنی کھجور کے تنہ کو ہلا تیرے پر تازہ بتازہ کھجوریں گرینگی۔ تب میں نے چند مشہور لوگوں کی طرف خط لکھے تو اس قدر روپیہ آگیا کہ میں پہلا اور دوسرا حصہ براہین احمدیہ کا اس روپیہ کے ذریعہ سے چھاپ سکا مگر ابھی میری حالت معمولی تھی اور صرف ایک پرانے خاندان کی کسی قدر شہرت بعض لوگوں کو متوجہ کرنیکے لئے خدا تعالیٰ کے اذن اور حکم سے محرک ہو گئی تھی۔ پھر بعد اسکے خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ایک فائق وجاہت کے لحاظ سے مجھے دنیا میں قبولیت بخشے تب اس کے بعد یہ الہام ہوئے جو کہ براہین احمدیہ میں درج ہیں یعنے القیت علیک محبّۃ منّی ولتصنع علیٰ عینی سینصرک رجال نوحی الیہم من السماء یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک من کل فج عمیق ولا تصعر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۱ و ۲۴۲۔ ترجمہ یعنی میں نے اپنی طرف سے تیری	تین برس بعد
زندہ گواہ رویت نمبر ۴۱		ڈاکخانوں کے رجسٹر اسبات کے گواہ ہیں کہ اسکے بعد کس قدر روپیہ آیا اور سرکاری تحریریں گواہ ہیں کہ کس قدر مہمان آئے۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا اپنی اسی وحی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	محبت مستعد دلوں میں ڈالدی۔ یہ وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں		

تو پرورش پاوے عنقریب تیری مدد کو لوگ نہیں پہچانتے اوس نے یہ خبر دی
وحی بھیجوں گا وہ ہر ایک دور کی راہ سے۔
اور انواع اقسام کے تحائف از قسم نقد و جنس
پاس لائینگے۔ سو اسکے بعد یہ پیشگوئی ایک تخم کیطرح سے ملا وال نام مرض دق
تک کہ ان دنوں میں جو ۱۳۲۰ھ ہجری ہے بمقابل اس زمانہ کے کہ جب
دو تین آدمی مجھ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ بھی بعد میں اب ایک لاکھ
سے کچھ زیادہ اس جماعت کا عدد پہنچ گیا ہے اور ہر ایک طرف سے
جب کوئی انسان آتا ہے یا کسی نئے شخص کیطرف سے کوئی تحفہ آتا ہے
تو وہ ایک نشان ظاہر ہوتا ہے اور چونکہ اس جگہ آکر بیعت کرنیوالے
پچاس ہزار سے کم نہیں ہونگے اور جو روپیہ اور تحائف متفرق وقتوں میں آئے وہ دس لاکھ
لاکھ سے کم نہیں ہونگے۔ اسلئے یہ بات بالکل صحیح اور سچ ہے کہ علاوہ ان
نشانوں کے جو اس نقشہ میں لکھے گئے ہیں کم سے کم دس لاکھ اور ایسے نشان
ہیں جو الہام یاتون من کل فج عمیق اور یاتیک من کل فج عمیق
سے ثابت ہوتے ہیں اور ایک سلسلہ ان نشانوں کا وہ ہے جو الہام
اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کے ذریعہ سے ظہور میں آئے ہیں
اس جگہ ایک اور نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ وحی

حاشیہ۔ میں خیال کرتا تھا کہ احاطہ بمبئی میں مجھ سے بیعت کرنیوالے چھ سات سے زیادہ نہیں۔ اب سرکاری چٹھی سے معلوم ہوا کہ احاطہ مذکورہ میں بیعت کرنیوالے ۱۱۰۸۷۔ آدمی ہیں۔ سرکاری تحریر ہے جو نمبر ۱۹۱۴۳ مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۰۲ء از پونا بجواب چٹھی مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۰۲ مرقومہ (مفتی محمد صادق صاحب) اسسٹنٹ سکریٹری انجمن حمایت اسلام لاہور آئی ہے کہ فرقہ احمدیہ کی تعداد پچھلی مردم شماری میں ۱۱۰۸۷ ہے۔ انتہی۔ دستخط ہیڈ کلرک بجای پروونشل سپرنٹنڈنٹ مردم شماری۔

پیشگوئی تاریخ ظہور	[illegible] پیشگوئیاں ... مشتہر کیا گیا [illegible]
	[illegible] ی الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطبًا جنیًا [illegible] مریم کو اسوقت وحی ہوئی تھی کہ جب اُن کا لڑکا عیسے علیہ السلام پیدا ہوا تہا اور وہ کمزور ہو گئی تہیں اور خدا تعالی نے اسی کتاب براہین احمدیہ میں میرا نام بھی مریم رکھا اور مریم صدیقہ کی طرح مجھے بھی حکم دیا کہ وکن من الصالحین الصدیقین۔ دیکھو صفحہ ۲۲۶ براہین احمدیہ۔ پس یہ میری وحی یعنی ھزّی الیک اِس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ صدیقیت کا جو حمل تہا اُس سے بچہ پیدا ہوا جسکا نام عیسے رکھا گیا اور جبتک وہ کمزور رہا صفات مریمیہ اسکی پرورش کرتی رہیں اور جب وہ اپنی طاقت میں آیا تو اُسکو پکارا گیا یا عیسٰی انّی متوفّیک ورافعک الیّ دیکھو صفحہ ۵۱۹ براہین احمدیہ۔ یہ وہی وعدہ تہا جو سورۂ تحریم میں کیا گیا اور ضرور تہا کہ اس وعدہ کے موافق اِس اُمت میں سے کسیکا نام مریم ہوتا اور پھر اس طرح پر ترقی کر کے اُس سے عیسی پیدا ہوتا اور وہ ابن مریم کہلاتا سو وہ میں ہوں۔ وحی ھزّی الیک مریم کو بھی ہوئی اور مجھے بھی مگر باہم فرق یہ ہے کہ اُسوقت مریم ضعف بدنی میں مبتلا تہی اور میں ضعف مالی میں مبتلا تہا
	منجملہ اللہ تعالی کے عظیم الشان نشانوں کے وہ نشان ہے جو اُس خدائے قادر نے ڈپٹی عبد اللہ آتہم عیسائی کی نسبت ظاہر فرمایا اور اسکی لئے یہ تقریب پیش آئی کہ مئی اور جون ۱۸۹۳ء میں ڈاکٹر مارٹن کلارک کی تحریک سے اسلام اور عیسائیت میں ایک مباحثہ قرار پایا اُس مباحثہ میں

پیشگوئی نمبر ۳۱ یعنی عبد اللہ آتہم کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی اِس کا ثبوت اُس رسالہ مباحثہ میں موجود ہے جسکا نام جنگ مقدس ہے اور اُسی سے ثابت ہے کہ یہ پیشگوئی کیوں کی گئی یعنی آتہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تہا اور پھر پیشگوئی کو سنکر قریبًا

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن خوارق میں مشرف کیا گیا ان ہواسی حی مستند قائم خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی

عیسائیوں کیطرف سے ڈپٹی عبد اللہ آتہم انتخاب کیا گیا اور مسلمانوں کی طرف سے میں پیش ہوا اور عبد اللہ آتہم نے مباحثہ سے کچھ دن پہلے اپنی کتاب اندرونہ بائیبل میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دجال کا لفظ لکہا تہا جیسا کہ کتاب جنگ مقدس کے آخری صفحہ میں اس کا ذکر ہے وہ شرارت اور شوخی اسکی مجھے تمام ایام بحث میں یاد رہی اور میں دل و جان سے چاہتا تہا کہ اسکی سرزنش کی نسبت کوئی پیشگوئی خدا تعالیٰ سے پاؤں چنانچہ میں نے آتہم سے ایک دستخطی تحریر بہی اسی غرض سے لی تہی تا وہ پیشگوئی کے وقت عام عیسائیوں کی طرح میری آزاد ہی کیلئے کسی حد النت کیطرف نہ دوڑے۔ سو میں پندرہ دن تک بحث میں مشغول رہا اور پوشیدہ طور پر آتہم کی سرزنش کیلئے دعا مانگتا رہا جب بحث کے دن ختم ہوگئے تو میں نے خدا تعالیٰ کیطرف سے اطلاع پائی کہ اگر آتہم اس شوخی اور گستاخی سے توبہ اور رجوع نہیں کریگا جو اس نے دجال کا لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اپنی کتاب میں لکہا تو وہ ۱۵ ماہ یعنی پندرہ مہینہ کے اندر گرایا جائیگا سو یہ امر الٰہی یا کہ بحث کے خاتمہ کے دن ایک جماعت کثیر کے روبرو جسمیں عیسائیوں کیطرف سے ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پیس کے قریب اور عیسائی تہے اور میری جماعت کے لوگ بہی تیس یا چالیس کے قریب تہے جنمیں سے اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب اور اخویم مولوی عبد الکریم اور اخویم

[illegible]

ستر آدمیوں کے روبرو رجوع کیا۔ جن میں اخویم مخدوم مولوی حکیم نور الدین صاحب اور اخویم مولوی عبد الکریم صاحب اور اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہوس لاہور

[illegible]

تاریخ ظہور پیشگوئی	جن حاضرین میں شرف کیا گیا اُن میں سے اُن کی جنہوں نے منتخبہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	شیخ رحمت اللہ صاحب اور اخویم منشی تاج الدین صاحب اکونٹنٹ دفتر ریلوے لاہور اور اخویم عبد العزیز خان صاحب کلارک دفتر اگزمینر ریلوے لاہور اور اخویم خلیفہ نوردین صاحب وغیرہ احباب موجود تھے میں نے ڈپٹی عبد اللہ آتھم کو کہا کہ آج یہ مباحثہ منقولی اور معقولی رنگ میں تو ختم ہو گیا۔ مگر ایک اور رنگ کا مقابلہ باقی رہا جو خدا کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کے نام سے پکارا ہے اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور سچا رسول جانتا ہوں اور دین اسلام کو منجانب اللہ یقین کرتا ہوں۔ پس یہ وہ مقابلہ ہے کہ آسمانی فیصلہ اسکا تصفیہ کریگا اور وہ آسمانی فیصلہ یہ ہے کہ ہم دونوں میں سے جو شخص اپنے قول میں جھوٹا ہے اور ناحق رسول صادق کو کاذب اور دجال کہتا ہے اور حق کا دشمن ہے وہ آج کے دن سے پندرہ مہینہ تک اُس شخص کی زندگی میں ہی جو حق پر ہے ہاویہ میں گرے گا۔ بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نہ کرے یعنی راستباز اور صادق نبی کو دجال کہنے سے باز نہ آوے اور بیباکی اور بدزبانی نہ چھوڑے یہ اسلئے کہا گیا کہ صرف کسی مذہب کا انکار کرنا دنیا میں مستوجب سزا نہیں ٹھہر سکتا بلکہ بیباکی اور شوخی اور بدزبانی مستوجب سزا ٹھہراتی ہے غرض جب آتھم کو ایسی مجلس میں جس میں ستر سے زیادہ آدمی ہونگے یہ پیشگوئی سنائی گئی تو اسکا رنگ فق اور چہرہ زرد ہو گیا اور ہاتھ کانپنے لگے تب اُس نے		تتمہ پیشگوئی نمبر ۱۴
	اور اخویم خلیفہ نور الدین صاحب تاجر جموں اور اخویم منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلہ اور اخویم خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور اور خلیفہ رجب الدین صاحب لاہور		[illegible]

تاریخ ظہور پیشگوئی	جن حجتوں میں مشتہر کیا گیا اور اسی حجتوں نے معہ بذل خارق عادت پیشگوئی بتلایا ہمیں بھی جیسا دنیا پر ظاہر ہو چکیں		نمبر شمار
	بلا توقف اپنی زبان موںہہ سے نکالی اور دونوں ہاتہہ کانوں پر دہر لیئے اور ہاتہوں کو معہ سر کے ہلانا شروع کیا جیسا کہ ایک ملزم خائف ایک الزام سے سخت انکار کر کے توبہ اور انکسار کے رنگ میں اپنی حیثیت ظاہر کرتا ہے اور بار بار لرزتے ہوئے زبان سے کہتا تہا کہ توبہ توبہ میںنے بے ادبی اور گستاخی نہیں کی اور میںنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز ہرگز دجال نہیں کہا اور کانپ رہا تہا اس نظارہ کو نہ صرف مسلمانوں نے دیکہا بلکہ ایک جماعت کثیر عیسائیوں کی بہی اسوقت موجود تہی جو اس عجز و نیاز کو بہی دیکہہ رہی تہی۔ اس انکار سے اسکا یہ مطلب معلوم ہوتا تہا کہ میری اُس عبارت کے جو میںنے اندرونہ بائیبل میں لکہی ہے اور معنی ہیں بہرحال اُسنے اس مجلس میں قریباً ستّر آدمی کے روبرو دجال کہنے کے کلمہ سے رجوع کر لیا اور یہی وہ کلمہ تہا جو اصل موجب اس پیشگوئی کا تہا اس لئے وہ پندرہ مہینے کے اندر مرنے سے بچ رہا کیونکہ جس گستاخی کے کلمہ پر پیشگوئی کا مدار تہا وہ کلمہ اُسنے چہوڑ دیا اور ممکن نہ تہا کہ خدا اپنی شرط کو یاد نہ کرے اور اگرچہ رجوع کی شرط سے فائدہ اُٹہانے کے لئے اسی قدر کافی تہا مگر آتہم نے صرف یہی نہیں کیا کہ اپنے قول دجّال کہنے سے باز آیا بلکہ اُسی دن سے جو اُسنے پیشگوئی کو سنا اسلام پر حملہ کرنا اُس نے بکلّی چہوڑ دیا اور پیشگوئی کا خوف اُسکے دل پر روز بروز بڑہتا گیا یہانتک کہ وہ مارے ڈر کے سراسیمہ ہو گیا اور اُسکا آرام اور قرار جاتا رہا اور یہانتک اس نے اپنی حالت میں تبدیلی		بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۲
	میاں محمد چٹو صاحب لاہور اور منشی تاج الدین صاحب لاہور۔ اور مولوی الٰہ دیا صاحب از لودیانہ۔ اور منشی محمد اروڑا صاحب از کپورتہلہ۔ اور میاں محمد خان صاحب از کپورتہلہ		بقیہ گواہان نمبر ۱۲

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئیان	جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اسی کی منجملہ ذیل خارق عادات پیشگوئیان بتلائی ہین جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہین	تاریخ ظہور پیشگوئی
	ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۷	کے کہ اپنے پہلے طریق کو جو ہمیشہ مسلمانون سے مذہبی بحث کرتا تھا اور اسلام کے رد مین کتابین لکھتا تھا بالکل چھوڑ دیا اور ہر یک کلمہ توہین اور استخفاف سے اپنا مونہہ بند کر لیا بلکہ اُسکے مونہہ پر مہر لگ گئی اور خاموش اور غمگین رہنے لگا۔ اور اسکا غم اس درجہ تک پہنچ گیا کہ آخر وہ زندگی سے نومید ہو کر بےقراری کے ساتھہ اپنے عزیزون کی آخری ملاقات کے لئے شہر بشہر دیوانہ پن کی حالت مین پھرتا رہا اور اُسی اضطراب کی حالت مین انجام کار فیروزپور مین **فوت** ہو گیا۔ اور یہ سوال کہ باوجود اسکے کہ اُسنے اپنی بیباکی کے لفظ سے عام مجلس مین رجوع کر لیا اور بار بار عجز و نیاز سے دجال کہنے کے کلمہ سے بیزاری ظاہر کی تو پھر کیون وہ پکڑا گیا اور کیون جلد اونہین دنون مین فوت ہو گیا اسکا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ مباہلہ کا نشانہ ہو چکا تھا لہذا ان پیشگوئیونکے موافق جو کتاب انجام آتھم کے پہلے صفحہ مین موجود ہین جو آتھم کی زندگی مین ہی پندرہ مہینے گذرنے کے بعد کی گئی تہین اس کا مرنا ضروری تھا کیونکہ اُن پیشگوئیون مین صاف لفظون مین لکھا گیا تھا کہ آتھم انکار قسم اور اخفاء شہادت اور اعادہ بیباکی کے بعد جلد تر فوت ہو جائیگا پس جبکہ اس نے ارتکاب ان جرائم کا کیا تو ہمارے آخری اشتہار سے سات مہینے بعد فوت ہو گیا اور نیز اس لئے اسکا مرنا بہرحال ضروری تھا کہ پیشگوئی کے مضمون مین یہ بات داخل تھی کہ جو جھوٹا ہے وہ صادق سے پہلے مریگا لہذا رجوع کا فائدہ اس نے صرف اس قدر اٹھایا کہ پندرہ مہینہ مین نہ مرا لیکن بعد مین جبکہ وہ پندرہ مہینہ	
	ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۳۲	اور شیخ نور احمد صاحب اڈیٹر اخبار ریاض ہند امرتسر و مالک مطبع ریاض ہند امرتسر اور میان نبی بخش صاحب تاجر پشمینہ امرتسر اور میان قطب الدین مس گر امرتسر	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	خارقِ عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں جن سے مجھے مشرف کیا گیا	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۱۲		کے گذرنیکے پیچھے اپنے رجوع پر بھی قائم نہ رہ سکا اور اسکے دل میں وہ خوف نہ رہا جو پندرہ مہینہ کی میعاد کے اندر تھا اور جھوٹھ بولا اور کہا کہ میں پیشگوئی سے ہرگز نہیں ڈرا اور جب چار ہزار روپیہ نقد دینے کی وعدہ سے قسم کیلئے بلایا گیا تو قسم بھی نہ کھائی۔ لہذا خدا نے انکار اور اخفاء شہادت اور بیباکی کے بعد ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ کے اندر یعنے ۱۵ پندرہ مہینہ کے اندر ہی مار دیا اور ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروزپور اُسکی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس صورت میں جو پندرہ مہینے پیشگوئی کے لئے مقرر ہوئے تھے آخر آتھم اُس دائرہ کے اندر ہی مرا اور پندرہ مہینہ کی میعاد بہر صورت قایم رہی یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے جمالی رنگ میں تھی یعنے رفق اور نرمی کے لباس میں چونکہ آتھم نے اپنی روش میں نرمی اختیار کی اور اُس سخت گندہ زبانی کو اختیار نہ کیا جسکو لیکھرام نے اختیار کیا تھا اِسلئے خدا تعالیٰ نے بھی اس سے نرمی کا ہی برتاؤ کیا اور اسکو مہلت دیکے اور آخر مار کے اسے جمالی رنگ کا نشان دکھلایا لیکن لیکھرام نہایت دریدہ دہن اور بدزبان تھا اس لئے خدا نے جلالی رنگ کا نشان اسمیں دکھلا دیا اور جب نادانوں اور اندھوں نے اُس جمالی نشان کا قدر نہ کیا کہ جو بذریعہ آتھم ظاہر ہوا تو خدا نے اوس کے بعد لیکھرام کی موت کا نشان جو ہیبت ناک اور جلالی تھا ظاہر کر دیا۔	
زندہ گواہ رویت نمبر ۱۲	مفتی محمد صادق صاحب صاحبزادہ سراج الحق صاحب قاضی ضیاء الدین صاحب مولوی عبداللہ سنوری صاحب۔ شیخ چراغ علی صاحب۔ وغیرہ اس پیشگوئی کے گواہ ہیں۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اس وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیان بتلائی ہین جو حسب منشاء ظہور مین آئین	تاریخ ظہور پیشگوئی
		جب عیسائیون نے آتہم کے نشان کو جو صاف اور روشن تہا اپنے ظلم اور افترا سے پوشیدہ کرنا چاہا اور نادان مسلمان بہی اونکے ساتہہ مل گئے اور خدا کے بزرگ نشان کو قبول نہ کیا بلکہ بڑا فتنہ برپا کیا اور اس بات کو کسی نے نہ سوچا کہ پیشگوئی کا اصل مدعا تو یہ تہا کہ کاذب صادق کی زندگی مین ہی مریگا اور وہ وقوع مین آگیا اور نہ یہ سوچا کہ آتہم نے تو ایک بہری مجلس مین دجال کہنے سے رجوع کر لیا جو اس پیشگوئی کا اصل موجب تہا تو پہر وہ شرط سے کیون فائدہ نہ اوٹہاتا ـ غرض جب خدا کی پیشگوئی کو لوگون نے مشتبہ کرنا چاہا تو خدا تعالی نے گواہی کے طور پر ایک دوسری پیشگوئی کو ظاہر فرمایا یعنے لیکہرام کی نسبت پیشگوئی جو ہیبت قوت اور شوکت سے جلالی رنگ مین ظاہر ہوئی ـ	ہمارے آخری اشتہار سے چہ ماہ بعد پیشگوئی پوری ہوئی
پیشگوئی نمبر ۴۳	۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و ۲ اپریل ۱۸۹۳ء و ۱۸۹۳ء	پس واضح ہو کہ منجملہ ہیبت ناک اور عظیم الشان نشانون کے پنڈت لیکہرام کی موت کا نشان ہے جسکی بنیاد پیشگوئی میری کتاب برکات الدعا اور کرامات الصادقین اور آئینہ کمالات اسلام ہین جنمین قبل از وقوع خبر دی گئی ہے کہ لیکہرام قتل کے ذریعہ سے چہہ سال کے اندر اس دنیا سے کوچ کریگا اور وہ عید سے دوسرا دن ہوگا یا یہ صورت اس بات پر دلالت کرے کہ جس دن مسلمانون کے گہر مین عید ہوگی اس سے دوسرے دن ہندوؤن کے گہر مین ماتم ہوگا اور یہ پیشگوئی نہ صرف میری کتابون مین درج ہوگئی بلکہ لیکہرام نے خود اپنی کتاب مین نقل کرکے	۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو یہ پیشگوئی چار سال کے بعد پوری ہوئی
زندہ گواہ رویت نمبر ۴۳	پیشگوئی نمبر ۴۳ کے گواہ لاکھون ہین کیونکہ بذریعہ اشتہارات وکتب جن کا حوالہ متن مین آیا ہے ـ اس کو کثرت سے شائع کیا گیا تہا اور لیکہرام نے خود بہی اسکو اپنی کتاب مین		

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس جس سن میں مشرف کیا گیا اسی وحی نے خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر نشان

تتمہ پیشگوئی نمبر ۳۸

اپنی قوم میں اس پیشگوئی کی قبل از وقوع شہرت پیدا کی اور حسب مقدار اس پیشگوئی کے وقوع کی شہرت ہوئی اسکے بیان کی اس سے کم شہرت نہ تھی البتہ وقوع کے وقت آریوں میں سخت ماتم ہوا اور ماتم کے ذریعہ سے انہوں نے اور بھی شہرت دی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ برٹش انڈیا کے تمام ہندو مسلمان اور عیسائی بلکہ ہماری گورنمنٹ خود اس نشان کی گواہ بن گئی - اللہ اللہ یہ کیسا ہیبت ناک اور دہشت ناک نشان ظاہر ہوا جس نے آنکھوں والوں کو خدا کا چہرہ دکھلا دیا - واضح ہو کہ لیکھرام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن اور بدزبان تھا وہ آریوں کا ایک بڑا ایڈوکیٹ اور لیکچرار تھا اور جابجا تقریریں کرتا پھرتا تھا اور کئی ایک کتابیں بھی اسلام کے برخلاف لکھی تھیں لیکن نرا گوسالہ تھا فہم اور علم اسکے نزدیک نہیں آیا تھا اور اسکے پاس بجز بدزبانی اور فحش گوئی اور نہایت قابل شرم گالیوں کے اور کچھ نہ تھا اور یہاں قادیان میں بھی مباحثہ کے لئے آیا اور پھر نشان کا طلبگار رہا - اور جب اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ لکھا گیا کہ لیکھرام پشاوری اور بعض دیگر آریوں کے قضا و قدر کے متعلق کچھ تحریر ہوگا - اگر کسی صاحب پر ایسی پیشگوئی شاق گذرے تو وہ اطلاع دیں تا اسکی نسبت کوئی پیشگوئی شایع نہ کی جائے تو اس پر پنڈت لیکھرام کا کارڈ پہنچا کہ میں اجازت دیتا ہوں کہ میری موت کی نسبت پیشگوئی کی جائے مگر میعاد مقرر ہونی چاہئے پھر رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۱ ہجری میں یہ پیشگوئی درج

شایع کیا تھا اور کئی اخباروں میں یہ پیشگوئی بھی شایع ہوئی تھی اسکے پورا ہونے پر کئی آدمیوں نے جو ہماری جماعت میں سے نہ تھے - اور جن میں سے بہت سے ہندو

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس حصہ میں شرف کیا گیا ان ہو اسی جی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو حقیقت میں ظہور پذیر ہوئیں	تاریخ ظہور پیشگوئی

پیشگوئی از فروری ۱۸۹۳ء

کی گئی جسکے الفاظ یہ ہیں وعدنی ربی واستجاب دعائی فی
رجل مفسد عدو الله ورسوله المسمی لیکھرام الفشاوری
واخبرنی انه من الهالکین - انه کان یسب نبی الله
ویتکلم فی شانه بکلمات خبیثة - فدعوت علیه فبشرنی
ربی بموته فی ستة سنین ان فی ذلك لاية للطالبین
یعنی خداتعالی نے ایک اللہ اور رسول کے دشمن کے بارے میں جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہے
جسکا نام لیکھرام ہے مجھے وعدہ دیا اور میری دعا سنی اور جب میں نے اس پر
بددعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائیگا
یہ اُن کے لئے ایک نشان ہے جو سچے مذہب کو ڈھونڈتے ہیں پھر
اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء مشمولہ کتاب آئینہ کمالات اسلام میں یہ پیشگوئی
شائع کیگئی تھی کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار پر لیکھرام نے بڑی دلیری
سے ایک کارڈ ہمارے نام لکھا تھا کہ جو موت کی پیشگوئی میری نسبت
چاہو شائع کردو اسکی نسبت جب توجہ کیگئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے
یہ الہام ہوا عجل جسد له خوار - له نصب وعذاب یعنی یہ ایک
گوسالہ سامری ہے جو مردہ ہو کر پھر آواز نکالتا ہے یعنی روحانیت سے
بے بہرہ اور بے جان ہے اور اس گوسالہ سامری کی طرح اسکا انجام
عذاب ہے یہ اشارہ اس بات کیطرف تھا کہ جیسا گوسالہ سامری شنبہ کے

بقیہ حاشیہ

بھی ستّے نے یہ شہادت دی کہ واقعی یہ پیشگوئی پوری ہوئی - ان میں سے چند
ایک کے نام کتاب تریاق القلوب میں (قریباً تین سو کے) ہمنے لکھے ہیں

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں الہی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا ویسا ہی یہ بھی ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا اور پھر آگ میں جلایا جائیگا۔ غرض یہ اسکے قتل کیطرف اشارہ تھا یعنے یہ کہ وہ گوسالہ سامری کیطرح نہایت سختی سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا لیکھرام نہایت سختی سے کاٹا گیا اور اسکے کاٹے جانے کا دن شنبہ تھا اور شنبہ سے پہلے مسلمانوں کی عید تھی اور گوسالہ سامری کے کاٹے جانیکی بھی یہی تاریخ تھی یعنے شنبہ کا دن تھا اور یہودیوں کی عید بھی تھی اور گوسالہ سامری ٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا تھا۔ ایسا ہی سارا معاملہ لیکھرام کے ساتھ ہوا کیونکہ اول قاتل نے اسکی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا پھر ڈاکٹر نے اسکے زخم کو چھری کے ساتھ زیادہ کھولا۔ پھر لاش پر ڈاکٹری امتحان کی چھری چلی پھر وہ آگ میں جلایا گیا اور بالآخر گوسالہ سامری کیطرح دریا میں ڈالا گیا اور جیسا کہ گوسالہ سامری کے بعد قوم اسرائیل میں سخت طاعون پڑی تھی کیونکہ انہوں نے اس بچھڑے کو خدا کے مقابل عظمت دی ایسا ہی جب قوم نے لیکھرام کو بہت عظمت دی تو پھر خدا نے اسکے طاعون پڑی کیونکہ انہوں نے خدائے ذوالجلال کی پیشگوئی کو تحقیر کی نظر سے دیکھا اور اس شخص کو جسکا نام خدا نے گوسالہ سامری رکھا تھا بہت بزرگی کے ساتھ یاد کیا اور اشتہار میں اس الہام کے بعد یہ لکھا گیا تھا کہ آج ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو جب لیکھرام کے عذاب کا وقت معلوم کرنیکے لئے توجہ کیگئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج سے چھ برس		بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۲

اسجگہ بطور نمونہ چند ایک کے نام درج کرتے ہیں ورنہ اصل میں ہندوؤں مسلمانوں یا عیسائیوں کا اور دیگر مذاہب کا کوئی گھر ہوگا جس میں اس	[illegible]

نمبر شمار | تاریخ بیان پیشگوئی | جن وحی سے مین مشرف کیا گیا تھا اسی حق نے خارق عادت پیشگوئیاں مجھے بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکین | تاریخ ظہور پیشگوئی

[illegible]

کے عرصہ تک اس شخص پر ان بے ادبیون کی سزا مین جو اسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کی ہین ایک ایسا عذاب نازل ہوگا جو معمولی تکالیف سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہوگا اور تاکیداً اس اشتہار مین لکھا گیا تھا کہ اگر مین اس پیشگوئی مین کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کیلئے طیار ہون او مین اس عذاب پر راضی ہونگا کہ میرے گلے مین رسہ ڈالکر مجھے پھانسی دیا جاوے اور اس پیشگوئی کے ساتھ الہام کی پیشگوئی کیطرح کوئی شرط نہ تھی بلکہ قطعی اور اٹل طور پر در صورت تخلف سخت سے سخت سزا اپنے لئے قبول کر کے پیشگوئی شائع کیگئی تھی اور اسی اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کے سرے پر ایک نظم بھی لکھی گئی تھی جو لیکھرام کی صورت موت پر بلند آواز سے دلالت کرتی ہے اور اسی نظم مین اوس مقام پر جہان بطور پیشگوئی تیغ بران کا فقرہ لکھا گیا ہے ایک ہاتھ بنایا گیا تھا جو لیکھرام کیطرف اشارہ کرتا تھا اور ظاہر کرتا تھا کہ یہ شخص قتل کی موت سے مریگا۔ اب ہم اس نظم کو جو ہماری کتاب آئینہ کمالات اسلام مین معہ نشان ہاتھہ نو برس سے شایع ہو چکی ہے اس جگہ دوبارہ لفظ بلفظ نقل کر دیتے ہین اور وہ اس طرح پر ہے :-

عجب نوریست در جان محمد ؐ — عجب لعلیست در کان محمد ؐ
زظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف — کہ گردد از محبان محمد ؐ
عجب دارم دل آن ناکسان را — کہ رو تابند از خوان محمد ؐ

[illegible]

پیشگوئی کی خبر نہ پہنچی ہو — اور وہ نام یہ ہین — خان بہادر سید فتح علیشاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر انہار ضلع شاہ پور — حکیم علاءالدین صاحب ساکن شیخو پور تحصیل بھیرہ

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں سلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں		تاریخ ظہور پیشگوئی
		ندانم ہیچ نفسے در دو عالم	کہ دارد شوکت و شان محمدؐ	
		خدا زان سینہ بیزار است صد بار	کہ ہست از کینہ داران محمدؐ	
		خدا خود سوزد آن کرم دنی را	کہ باشد از عدوان محمدؐ	
		اگر خواہی نجات از مستئ نفس	بیا در ذیل مستان محمدؐ	
		اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت	بشو از دل ثنا خوان محمدؐ	
		اگر خواہی دلیلے عاشقش باش	محمدؐ ہست برہان محمدؐ	
		سرے دارم فدائے خاک احمدؐ	دلم ہر وقت قربان محمدؐ	
		بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم	نثار روئے تابان محمدؐ	
		درین رہ گر کشندم ور بسوزند	نتابم رو ز ایوان محمدؐ	
		بکار دین نترسم از جہانے	کہ دارم رنگ ایمان محمدؐ	
		بسے سہل است از دنیا بریدن	بیاد حسن و احسان محمدؐ	
		فدا شد در رہش ہر ذرۂ من	کہ دیدم حسن پنہان محمدؐ	
		دگر استاد را نامے ندانم	کہ خواندم در دبستان محمدؐ	
		بدیگر دلبرے کارے ندارم	کہ ہستم کشتۂ آن محمدؐ	
		مرا آن گوشۂ چشمے بباید	نخواہم جز گلستان محمدؐ	
		دل زارم بہ پہلویم مجوئید	کہ بستیمش بدامان محمدؐ	
		من آن خوش مرغ از مرغان قدسم	کہ دارد جا بہ بستان محمدؐ	
		تو جان ما منور کردی از عشق	فدایت جانم اے جان محمدؐ	
		دریغا گر دہم صد جان درین راہ	نباشد نیز شایان محمدؐ	
		چہ ہیبت ہا بدادند این جوان را	کہ ناید کس بہ میدان محمدؐ	
		رہ مولے کہ گم کردند مردم	بجو در آل و اعوان محمدؐ	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس حجت سے میں مشرف کیا گیا ہوں اور جو خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	الا اے دشمن نادان و بے راہ الا اے منکر از شان محمد کرامت گرچہ بے نام و نشان است	بترس از تیغ بران محمد ہم از نور نمایان محمد بیا بنگر ز غلمان محمد	

لیکھرام پشاوری کی لاش کی وہ تصویر جسکو آریون نے اپنے ہاتھ سے شائع کیا ہے



یہ جسکی لاش اس تصویر مین دیکھتے ہو یہ ایک ہندو متعصب آریہ دشمن اسلام تہا جس نے میری نسبت اپنی کتاب مین پیشگوئی کی تہی کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ سے مرجائیگا اور میری بہائی کی نسبت موت کی پیشگوئی کی تہی کہ چہ برس تک چہری سے مارا جائیگا - اب دیکہو کہ مسلمانون کا خدا ہندؤن کے مصنوعی پرمیشر پر غالب آگیا یعنی میں تو زندہ ہون اور یہ مر گیا اور اسکی شیطانی پیشگوئی جہوٹی نکلی اس شخص کی لاش اسلام کی سچائی کا کہلا کہلا ثبوت ہے جو کئی برس سے آریہ قوم کو خدا اور اسکے رسول کی طرف سے ملا ہے

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس طرح سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی طرح مجھے خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی گئیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	یاد رہے کہ یہ وہی اشعار اور وہی آخر پریشان ہاتھ کا ہے جو لیکھرام کی موت کیطرف پیشگوئی کرتا ہے جسکو ہمنے لیکھرام کی موت اور اسکے مجروح ہونے سے پانچ برس پہلے آئینہ کمالات اسلام میں لکھا تھا اور اس نقل میں کوئی تصرّف نہیں بجز اسکے کہ آئینہ کمالات اسلام میں لیکھرام کا لفظ موٹے قلم سے لکھ کر تصویر کیطرح لٹا دیا گیا ہے اور اسجگہ وہ لاش کی تصویر بنا کر دکھلا دی ہے جسکو خود آریوں نے نظارہ کے لئے شایع کیا ہے اب ان تمام اشعار سے ظاہر ہے کہ لیکھرام کی موت کے لئے ایک تیغ بُرّان کیطرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پھر اس پیشگوئی کو نہایت وضاحت کے ساتھ ٹائیٹل پیج برکات الدعا میں اخبار انیس ہند میرٹھ کے بعض اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا گیا تھا چنانچہ ہم اس جگہ بجنسہٖ وہ عبارت جو لیکھرام کی موت سے کئی برس پہلے شایع ہو چکی ہے ٹائیٹل پیج برکات الدعا سے نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ نمونہ دعائے مستجاب انیس ہند میرٹھ اور ہماری پیشگوئی پر اعتراض اس اخبار کا پرچہ مطبوعہ ۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء جس میں میری اس پیشگوئی کی نسبت جو لیکھرام پشاوری کے بارہ میں میں نے شایع کی تھی کچھ نکتہ چینی ہے مجھ کو ملا مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض اور اخباروں پر بھی یہ کلمۃ الحق شاق گذرا ہے اور حقیقت میں میرے لئے خوشی کا مقام ہے کہ یوں خود مخالفوں کے ہاتھوں اسکی شہرت اور اشاعت ہو رہی ہے سو میں اسوقت اس نکتہ چینی کے جواب		[illegible] ۱۲۳

گواہان رویت: شیخ فضل الٰہی آنریری مجسٹریٹ بہیرہ۔ جیون سنگھ نمبردار بھاٹا نوالہ۔ ملاوامل۔ شرمپت آریہ قادیان۔ ملاوامل لاہوری۔ جوالا سنگھ نمبردار کوٹلو مان تحصیل بھیرہ

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس حق سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس وحی مقدس سے جو ذیل میں پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی متعلق آتھم			

میں صرف اس قدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ جس طور اور طریق سے خدا تعالیٰ
نے چاہا اسی طور سے کیا میرا اسمیں دخل نہیں ہاں یہ سوال کہ ایسی پیشگوئی
مفید نہیں ہوگی اور ایسی شبہات باقی رہ جائینگے اس اعتراض کی نسبت
میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ پیش از وقت ہے میں اس بات کا خود اقراری ہوں
اور اب پھر اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ معترضوں نے خیال فرمایا ہے
پیشگوئی کا ماحصل آخرکار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر
کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قایم ہوگئی تو وہ
پیشگوئی متصور نہیں ہوگی اور بلاشبہ ایک مکر اور فریب ہوگا کیونکہ
ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہیں ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو
جاتے ہیں پس اس صورت میں بلاشبہ میں اس سزا کے لائق ٹھیرونگا
جس کا ذکر میں نے کیا ہے لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا
کہ جسمیں قہر الٰہی کے نشان صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دیں
تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ پیشگوئی کی
ذاتی عظمت اور ہیبت دلوں اور وقتوں کے مقرر کرنے کی محتاج نہیں
اس بارے میں تو زمانہ نزول عذاب کی ایک حد مقرر کر دینا کافی ہے
پھر اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو
وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سارے خیالات اور یہ
تمام نکتہ چینیاں جو پیش از وقت دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم

حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی۔ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی
خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر پشاوری۔ مولوی

نمبر شمار	تاریخ ظہور پیشگوئی	جس حد تک شرف کبار گیا ہے انسانی حد تک مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلا رہی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
۲۰ فروری ۱۸۹۳ء		ہو جاتی ہیں کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کیسا تھ اپنی رایوں سے رجوع کرتے ہیں ماسوا اسکے یہ عاجز بھی تو فانون قدرت کے تحت میں ہے اگر میری طرف سے بنیاد اس پیشگوئی کی صرف اسی قدر ہے کہ میں نے صرف یاوہ گوئی کے طور پر چند احتمال بیماریوں کو ذہن میں رکھ کر اور انکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی شایع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انہیں اٹکلوں کی بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھ برس کے جو میں نے اسکے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھ دے لیکھرام کی عمر اسوقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قوی ہیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے اور اس عاجز کی عمر اسوقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے پھر باوجود اسکے مقابلہ میں خود معلوم ہو جائیگا کہ کونسی بات انسان کیطرف سے ہے اور کونسی بات خدا تعالیٰ کیطرف سے اور معترض کا یہ کہنا کہ ایسی پیشگوئیوں کا اب زمانہ نہیں ہے ایک معمولی فقرہ ہے جو اکثر لوگ منہ سے بول دیا کرتے ہیں۔ میری دانست میں تو مفصلہ اور کامل صداقتوں کے قبول کرنیکے لئے یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ شاید اسکی نظیر پہلے زمانوں میں کوئی بھی مل نہ سکے۔ ہاں اس زمانہ میں کوئی فریب اور مکر مخفی نہیں رہ سکتا مگر یہ تو راستبازوں کے لئے اور بھی	
زندہ گواہ رویت	محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی پلیڈر قادیان۔ مولوی غلام قادر صاحب سب رجسٹرار پشاور۔ میر ناصر نواب صاحب دہلوی۔ مفتی محمد صادق صاحب		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس معجزہ سے مین مشرف کیا گیا ہون اسی کی تحریک سے مندرجہ ذیل پیشگوئیان تبلاتا ہون جو دنیا پر ظاہر ہوچکی ہین	تاریخ ظہور پیشگوئی
[illegible] ۱۸۹۶		خوشی کا مقام ہے کیونکہ جو شخص فریب اور سچ مین فرق کرنا جانتا ہے وہی سچائی کی دل سے عزت کرتا ہے اور بخوشی اور دوڑ کر سچائی کو قبول کر لیتا ہے اور سچائی مین کچھہ ایسی کشش ہوتی ہے کہ وہ آپ قبول کرا لیتی ہے ظاہر ہے کہ زمانہ صدہا ایسی نئی باتون کو قبول کرتا جاتا ہے جو لوگون کے باپ دادون نے قبول نہین کی تہین اگر زمانہ صداقتون کا پیاسا نہین تو پہر کیون ایک عظیم الشان انقلاب اسمین شروع ہے زمانہ بیشک حقیقی صداقتون کا دوست ہے نہ دشمن اور یہ کہنا کہ زمانہ عقلمند ہے اور سیدہے سادہے لوگون کا وقت گذر گیا ہی یہ دوسرے لفظون مین زمانہ کی مذمت ہے گویا یہ زمانہ ایک ایسا بدزمانہ ہے کہ سچائی کو واقعی طور پر سچائی پا کر پہر اُسکو قبول نہین کرتا لیکن مین ہرگز قبول نہین کرونگا کہ فی الواقع ایسا ہی ہے کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ زیادہ تر میری طرف رجوع کرنیوالے اور مجھہ سے فائدہ اُٹھانیوالے وہی لوگ ہین جو نوتعلیم یافتہ ہین جو بعض اُنمین سے بی اے اور ایم اے تک پہنچے ہوئے ہین اور مین یہ بھی دیکھتا ہون کہ یہ نوتعلیم یافتہ لوگون کا گروہ صداقتون کو بڑے شوق سے قبول کرتا جاتا ہے اور صرف اسی قدر نہین بلکہ ایک نومسلم اور تعلیم یافتہ یورپین انگریزون کا گروہ جنکی سکونت مدراس کے احاطہ مین ہے ہماری جماعت مین شامل اور تمام صداقتون پر یقین رکہتے ہین اب مین خیال کرتا ہون کہ جسقدر مینے وہ تمام باتین لکہدی ہین جو ایک خدا ترس آدمی کے سمجہنے کیلئے کافی ہین آریون کا اختیار ہے کہ میرے اس مضمون پر بہی اپنی طرف سے جس طرح چاہین	

گواہ رویت	خلیفہ نور الدین صاحب تاجر کتب جمون ـ منشی ظفر احمد صاحب کپورتہلہ شیخ رحمت اللہ صاحب بمبئی ہوس لاہور ـ منشی تاجدین صاحب لاہور ـ

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن حقیقی پیشگوئیوں سے مجھے مشرف کیا گیا انہیں میں سے بعض پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں مندرجہ ذیل ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۱		حاشیہ چڑہا دیں مجھے اس بات پر کچھ بھی نظر نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں اس وقت اس پیشگوئی کی تعریف کرنا یا مذمت کرنا دونوں برابر ہیں اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ اُسی کی طرف سے ہے تو ضرور ہیبتناک نشان کے ساتھ اسکا وقوعہ ہوگا اور دلوں کو ہلا دیگا اور اگر اوسکی طرف سے نہیں تو پھر میری ذلت ظاہر ہوگی اور اگر میں اُس وقت رکیک تاویلیں کرونگا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا وہ ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت نہیں دیتا یہ بالکل غلط بات ہے کہ لیکھرام سے مجھکو کوئی ذاتی عداوت ہے مجھکو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا چشمہ تھا توہین سے یاد کیا اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی دنیا میں عزت ظاہر کرے والسلام علی من اتبع الہدیٰ پھر اسی کتاب برکات الدعاء کے حاشیہ پر وہ کشف درج ہے جو ۲ اپریل ۱۸۹۳ء کو میں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اسکے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے گویا وہ انسان نہیں ملایک شداد غلاظ سے ہے وہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور اسکی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا تھا کہ اوسنے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا جو یاد نہیں رہا کہ وہ کہاں ہے تب میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے کی سزا دہی کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ دیکھو ٹائیٹل پیج برکات الدعا	
زندہ گواہ رویت		میان نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر۔ ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن رڑکی۔ سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹ	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس حجت سے مشرف کیا گیا ہوں اس حجت کے منے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں تبلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار

مطبوعہ اپریل ۱۸۹۳ء اسکے بعد ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام بذریعہ قتل فوت ہو گیا۔
اور اُس وقت کہ جب یقینی اور قطعی طور پر مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ میری دعا کے قبول ہونے پر
آسمان پر یہ قرار پا چکا ہے کہ لیکھرام ایک دردناک عذاب سے قتل کیا جائیگا
میں نے اسی کتاب برکات الدعا میں سید احمد خان کو جو اپنے باطل عقیدہ
کے رو سے دعاؤں کے مقبول ہونے سے منکر تھا اس طرف توجہ دلائی اور
اُسکو سنائی اپنی دعا سی لیکہ ر…ے ماری جانیکی نظیر پیش کی حالانکہ لیکھرام ابھی
زندہ پھرتا تھا اور میں نے سید احمد خان کو مخاطب کر کے کتاب برکات الدعا
میں لکھا کہ لیکھرام کی موت کیلئے میں نے دعا کی ہے اور وہ دعا قبول ہو گئی
سو آپ کیلئے نمونہ کے طور پر یہ دعائے مستجاب کافی ہے مگر اس تحریر پر ہنسی
کی گئی کیونکہ لیکھرام ابھی زندہ اور ہر طرح سے تندرست اور توہین اسلام میں سخت
سرگرم تھا اور میرا اس مراد سے کہ لوگ پیشگوئی کو یاد کر لیں اشعار میں سید احمد خان
کو مخاطب کیا اور وہ اشعار یہ ہیں جو برکات الدعا میں درج ہیں —

رو بشی دلبر از طلبگاران مبندار و حجاب	می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب
لیکن این روئے حسین از غافلان ماند نہان	عاشقی باید کہ بردار ند از بہرش نقاب
دامن پاکش ز نخوت ہا نمی آید بدست	ہیچ راہی نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
بس خطرناک است راہ کوچہ یار قدیم	جان سلامت بایدت تا از خور و بیہا سر بتاب
تا کلامش عقل و فہم ناسزایان کم رسد	ہر کہ از خود گم شود او یابد آن راہ صواب
مشکل قرآن نہ از ابنائے دنیا حل شود	ذوق آن مے داند آن مستی کہ نوشد آن شراب

پیشگوئی متعلق لیکھرام

زندہ گواہ رویت: شیخ محمد خان صاحب وزیر آباد۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب پروفیسر میڈکل
کالج لاہور۔ منشی نواب خان صاحب تحصیلدار گوجرانوالہ۔ میاں معراج الدین صاحب لاہور

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس رنگ میں تحدّی میں شرف کیا گیا ہو اور جس کی مشتبہ ذیل پیشگوئیاں نشان جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار

ایکہ آگاہی ندارد زندت زانوار دروں — درحق ما ہرچہ گوئی نیستی جائے عتاب

از سر وعظ و نصیحت این سخنہا گفتہ ایم — تا مگر زین مرہمے بہ گردد آن زخم خراب

از دعا کن چارۂ آزار انکار دعا — چون علاج مے ز مے وقت خمار و التہاب

ایکہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست — سوئے من بشتاب بنمائم ترا چون آفتاب

ہاں مکن انکار زین اسرار قدرتہائے حق — قصہ کوتہ کن ببین از ما دعائے مستجاب

پھر اس پیشگوئی کی وضاحت صرف اس حد تک نہیں کہ تیغ بران کے ذریعہ سے ایک ہیبتناک موت کی خبر دی گئی ہو بلکہ کتاب کرامات الصادقین کے ایک عربی شعر میں جو واقعہ قتل پنڈت لیکھرام سے چار سال پہلے تمام قوموں میں شائع ہو چکا تھا اُسکی موت کا دن اور تاریخ بھی بتلائی گئی تھی چنانچہ اس شعر پر پنڈت اخبار نے لیکھرام کے قتل کے وقت بڑا شور مچایا تھا اور وہ شعر یہ ہے۔

وَبَشَّرَنِیْ رَبِّیْ وَقَالَ مُبَشِّرًا

سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ وَالْعِیْدُ اَقْرَبُ

یعنی میرے خدا نے ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کی خبر دی ہے اور خوشخبری دیکر کہا کہ تو عید کے دن کو پہچانیگا جبکہ نشان ظاہر ہوگا اور عید کا دن نشان کے دن سے بہت قریب اور ساتھ ملا ہوا ہوگا غرض یہ عظیم الشان پیشگوئی اس قدر قوت اور عام شہرت کیساتھ پھیلنے کے بعد ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو اس طرح پوری ہوئی کہ ایک

زندہ گواہ رویت: چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔ منشی عبد العزیز صاحب محافظ دفتر دہلی سیٹھ عبد الرحمن صاحب مدراس۔ زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجینیر بمبئی

تاریخ ظہور پیشگوئی	جن کتابوں میں شائع کیا گیا انکا نام و تاریخ شائع ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ اعلان پیشگوئی	نمبر شمار
۶ مارچ ۱۸۹۷ء	شخص سے جسکا آجتک پتا نہیں لگا کہ کون تھا شام کے وقت لاہور کے شہر میں شنبہ کے دن جو عید سے دوسرا دن تھا لیکھرام کے پیٹ میں ایک کاری چھری مارکر دن دہاڑے ایسا غائب ہوا کہ آجتک پھر اسکا پتہ نہ لگا حالانکہ لیکھرام کے ساتھ کتنی مدت تک رہتا تھا اور ایسا قتل کی خبر کے ساتھ سب ہندو مسلمان عیسائی پر ایک عجب اور ہیبت طاری ہوئی اور آریوں نے بڑا شور مچایا اور بعض کرکے مسلمانوں اور اسلامی انجمنوں کی خانہ تلاشیاں کرائیں اور ہر جگہ اس مقتول کی ہمدردی کے لئے بڑے بڑے جلسے کئے اور تجویزیں قرار پائیں کہ سال بسال اس ماتم کا ایک دن مقرر کیا جائے تا یہ واقعہ ہمارے دلوں سے بھولنے نہ پائے اور نظموں اور نثروں میں مرثیے اور بین لکھے اور ملک میں شائع کئے۔ اور خدا نے یہ سب کچھ اسلئے ہونے دیا تا پیشگوئی کی عظمت لوگوں میں پھیل جائے کیونکہ جس قدر مقتول کو عظمت دی جاوے درحقیقت وہ پیشگوئی کی عظمت ہے وجہ یہ کہ اگر مقتول ایک ذلیل اور حقیر آدمی ہو تو پیشگوئی کو بہت توجہ سے ذکر نہیں کیا جاتا ہے اور اس طرح پر جلد تر وہ بھول جاتی ہے پس خدا نے چاہا کہ لیکھرام کو اسکی قوم بہت کچھ عظمت دیوے تا اس عظمت سے پیشگوئی کی عظمت ثابت ہو اور نیز آریوں کے دل میں ڈالدیا کہ انہوں نے ہمیشہ کے لئے اسکی یادگاریں قائم کیں۔ غرض یہ پیشگوئی ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے اور		

گواہان رویت: شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر — میاں عبد الخالق صاحب امرتسر — میاں قطب الدین صاحب مس گر امرتسر — ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے پیشگوئی بیان کی گئی یا جس وحی سے مشرف کیا گیا ہوں اس کی مختصر عبارت یا خلاصہ جو پیشگوئی بتلاتے ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	حضرت رسول کریم کے اس معجزے کے ساتھ مشابہ ہے جس میں کسریٰ ہلاک ہوا تھا اور جس قدر کوئی طالب حق اس میں غور کریگا اسی قدر حق الیقین کے مرتبہ سے نزدیک ہوتا جائیگا اس پیشگوئی کے متعلق آئینہ کمالات اسلام والا اشتہار پڑھو پھر برکات الدعاء کی عبارت غور سے پڑھو پھر وہ اشتہار دیکھو جس میں ایک ہاتھ بنا ہوا ہے جو لیکھرام کیطرف اشارہ کرتا ہے پھر وہ کشف غور سے پڑھو جو برکات الدعا کے اخیر صفحہ کے حاشیہ پر ہے پھر ستنفرف والا عربی شعر پڑھو۔ پھر وہ عربی پیشگوئی پڑھو جو کرامات الصادقین کے اخیر ٹائیٹل پیج کے صفحہ پر ہے پھر انصاف سے سوچو کہ اس قدر امور غیبیہ کا بیان کرنا کیا کسی مفتری انسان کا کام ہے اور کسی کی قدرت اور اختیار میں ہے کہ محض اپنے منصوبہ سے ایسی خارق عادت اور فوق الطاقت باتیں بیان کرسکے جو آخر اسی طرح پوری بھی ہو جائیں ہم آجکہ آئینہ کمالات اسلام کا اشتہار جو لیکھرام کے موت کے بارے میں قبل از وقت شائع کیا گیا تھا ذیل میں لکھ دیتے ہیں تا ناظرین کو معلوم ہو کہ کس قوت اور شوکت سے یہ اشتہار لکھا گیا تھا اور وہ یہ ہے۔ **لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی** واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے شامل	فروری ۱۸۹۳ء	
زندہ گواہ رویت	شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی ۔ شیخ عبدالرحیم صاحب ۔ پیر منظور احمد صاحب صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی ۔ میاں نجم الدین صاحب بھیروی ۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اُسی وحی سے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیان بتلائی گئین جو دنیا پر ظاہر ہو چکین	تاریخ ظہور پیشگوئی
	اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء	کیا گیا تہا اندرمن مراد آبادی اور لیکہرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تہی کہ اگر وہ خواہشمند ہون تو انکی قضا و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیان شائع کی جائین سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھہ عرصہ کے بعد فوت ہوگیا لیکن لیکہرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کیطرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کرو میری طرف سے اجازت ہے سو اسکی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جلشانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا **عجل جسد لہٗ خوار لہٗ نصب و عذاب** یعنے یہ صرف ایک بیجان گوسالہ ہے جسکے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اسکے لئے ان گستاخیون اور بدزبانیون کے عوض مین سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اسکو مل رہے گا اور اسکے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنیکے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجہہ پر ظاہر کیا کہ آجکی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھہ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیون کی سزا مین یعنے ان بے ادبیون کی سزا مین جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کی ہین عذاب شدید مین مبتلا ہو جائیگا سو اب مین اس پیشگوئی کو شائع کرکے تمام مسلمانون اور آریون اور عیسائیون اور دیگر فرقون پر ظاہر کرتا ہون کہ اگر اس شخص پر چھہ برس کے عرصہ مین آجکی	
نام گواہان	واکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب پروفیسر میڈیکل کالج لاہور منشی نواب خان صاحب تحصیلدار گوجرانوالہ چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن رڑکی		

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اسکی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کیلئے میں تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈالکر سولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھکر رسوائی ہے زیادہ اس سے کیا لکھوں۔ واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جنکے تصور سے بدن کانپتا ہے اسکی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سنے اور اسکا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو باایں ہمہ شوخی و خیرگی یہ شخص سخت جاہل ہے عربی سے ذرا مس نہیں بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہیں اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کیلئے دعا کی جسکا یہ جواب ملا اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کیلئے بھی نشان ہے کاش وہ حقیقت کو سمجھتے اور ان کے دل نرم ہوتے اب میں اسی خدائے عزوجل کے نام پر ختم کرتا ہوں جسکے نام سے شروع کیا تھا والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد المصطفٰے افضل الرسل وخیر الوریٰ سیدنا و سید کل مافی الارض والسما۔ خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء	[illegible]	
[illegible]	لیکھرام والی پیشگوئی قبل از وقت بہت سی کتابوں اور اشتہاروں میں درج ہو چکی تھی جنکا ذکر اوپر آچکا ہے اور اسکے گواہ ساری برٹش انڈیا ہے۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۴۲	۲۱-۲۴ مئی ۱۸۹۷ء	میںنے اپنے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں یہ پیشگوئی کی تھی کہ رومی سلطنت کے ارکان دولت بکثرت ایسے ہیں جن کا چال چلن سلطنت کو مضر ہے اور جیسا اوسی اشتہار میں درج ہے۔ اس امر کی اشاعت کا یہ باعث ہوا تھا کہ ایک شخص مسمی حسین بک کامی ایلچی قونصل مقیم کرانچی جو سفیر روم کہلاتا تھا قادیان میں میرے پاس آیا اور وہ خیال رکھتا تھا کہ وہ اور اوسکے باپ سلطنت ٹرکی کے بڑے خیرخواہ اور امین اور دیانتدار ہیں مگر جب وہ میرے پاس آیا تو میری فراست نے گواہی دی کہ یہ شخص امین اور پاک باطن نہیں اور ساتھ ہی میرے خدا نے مجھے القا کیا کہ رومی سلطنت انہیں لوگوں کی شامت اعمال کے سبب خطرہ میں ہے سو میں اوس سے بیزار ہوا لیکن اُس نے خلوت میں کچھ باتیں کرنیکے لئے درخواست کی چونکہ وہ مہمان تھا اسلئے اخلاقی حقوق کی وجہ سے اُسکی درخواست کو رد نہ کیا گیا پس خلوت میں اُس نے دعا کیلئے درخواست کی تب اوسکو وہی جواب دیا گیا جو اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں درج کیا گیا تھا اور اس تقریر میں دو پیشگوئیاں تھیں (۱) ایک یہ کہ تم لوگوں کا چال چلن اچھا نہیں اور دیانت اور امانت کے نیک صفات سے تم محروم ہو (۲) دوم یہ کہ اگر تیری یہی حالت رہی تو تجھے اچھا پھل نہیں ملیگا اور تیرا انجام بد ہوگا۔ پھر اسی اشتہار میں یہ لکھا تھا کہ بہتر تھا کہ یہ میرے پاس نہ آتا میرے پاس سے ایسی بدگوئی سے واپس جانا اوسکی سخت بدقسمتی ہے	اکتوبر ۱۸۹۹ء

اِس پیشگوئی کے گواہ شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بمبئی ہوس لاہور
مفتی محمد صادق صاحب صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی شیخ عبدالرحیم

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۱۴۴		یہی وجہ تھی کہ میری نصیحت اُسکو بُری لگی اور اُس نے جا کر میری بدگوئی کی۔ پھر اشتہار ۲۵؍ جون ۱۸۹۷ء میں یہ لکھا گیا تھا کہ کیا ممکن نہ تھا کہ جو کچھ میں نے رومی سلطنت کی اندرونی نظام کی نسبت بیان کیا وہ دراصل صحیح ہو اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے بھی ہوں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنیوالے ہوں"۔ یہ تو میرے الہامات تھے جو لاکھوں انسانوں میں بذریعہ اشتہارات شائع کئے گئے تھے۔ مگر افسوس کہ ہزارہا مسلمان اور اسلامی اڈیٹر مجھ پر جوش کے ساتھ ٹوٹ پڑے اور حسین کامی کی نسبت لکھا کہ وہ نائب خلیفۃ اللہ سلطان روم ہے اور پاک باطنی سے سراپا نور ہے اور میری نسبت لکھا کہ یہ واجب القتل ہے۔ سو واضح ہو کہ اس واقعہ کے دو سال بعد یہ پیشگوئیاں ظہور میں آئیں اور حسین کامی کی خیانت اور غبن کا ہندوستان میں شور مچ گیا چنانچہ ہم اخبار نیّر آصفی مدراس مورخہ ۱۲؍ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں سے تھوڑا سا نقل کرتے ہیں۔ "حسین کامی نے بڑی بے شرمی کے ساتھ (چندہ مظلومان کریٹ جو مدراس میں جمع ہوا تھا اوسکے تمام) روپیہ کو بغیر ڈکار لینے کے ہضم کر لیا اور کارکن کمیٹی نے بڑی فراست اور عرقریزی سے منگوایا۔ یہ روپیہ ایک ہزار چھ سو کے قریب تھا جو کہ حسین کامی کی اراضیات مملوکہ کو نیلام کرا کر وصول کیا گیا اور اس غبن کے سبب حسین کامی کو موقوف کیا گیا"۔	
زندہ گواہ رویت		ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب خواجہ کمال الدین صاحب مولوی نورالدین صاحب مولوی عبد الکریم صاحب شیخ یعقوب علی صاحب وغیرہ احباب ہیں۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس جس سن میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی کے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۲۵	ستمبر ۱۸۹۴ء	جبکہ فی اللہ اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ایک شیرخوار بچہ فوت ہو گیا تھا جس پر مخالفین نے طعن کیا تب میں نے مولوی صاحب موصوف کیلئے دعا کی تو خواب میں دکھایا گیا کہ مولوی صاحب کی گود میں ایک لڑکا کھیلتا ہے اور اُسکے بدن پر خطرناک بڑے بڑے پھوڑے ہیں پس یہ پیشگوئی اشتہار انوار الاسلام کے صفحہ ۲۶ میں درج کی گئی اور اسکے ذریعہ سے یہ الہام شائع کیا گیا کہ مولوی صاحب کے ہاں ایک لڑکے کا پیدا ہوگا جسکے بدن پر پھوڑے ہونگے چنانچہ اسکے پانچ سال بعد مولوی صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اُسکا نام عبدالحی رکھا گیا اور ساتھ ہی اسکے بدن پر خطرناک پھوڑے نکلے جن کے نشان ابتک موجود ہیں جو چاہے دیکھ لے۔ یہ کتنا بڑا معجزہ ظاہر ہوا جو پیرانہ سالی اور نومیدی کے بعد ایک لڑکے کی خبر دی گئی اور بتلایا گیا کہ اُس کے پیدا ہوتے ہی بڑے بڑے پھوڑے اُس کے بدن پر نمودار ہونگے یہ اسکا نشان ہوگا۔	۱۸۹۹ء
پیشگوئی نمبر ۱۲۶	۱۸۸۴ء	انی مہین من اراد اھانتک۔ یعنی میں اسکی اہانت کرونگا جو تیری اہانت کا ارادہ کریگا۔ یہ ایک شاندار پُرشوکت وحی اور پیشگوئی ہے جسکا ظہور مختلف پیرایوں اور مختلف قوموں میں ہو رہا ہے اور جس کسی نے اس سلسلہ کو ذلیل کرنیکی کوشش کی وہ خود ذلیل اور ناکام ہوا مثلاً مولوی محمد حسین نے کپتان ڈگلس کے روبرو میرے برخلاف گواہی دی اور میری توہین چاہی تو اسکو کرسی کے مانگنے پر ڈپٹی کمشنر نے سخت جھڑکا	پیشگوئی مذکور ہمیشہ پوری ہوتی رہتی ہے
زندہ گواہ نمبر ۱۲۵		اِن پیشگوئیوں کے گواہ صاحبزادہ سراج الحق صاحب ۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب ۔ مولوی عبدالکریم صاحب مولوی حاجی حکیم فضل الدین صاحب۔ خلیفہ رجب الدین صاحب لاہور۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوا اسی وحی کے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ تفصیل نشان نمبر ۱۲۴		اور ذلیل کیا جب مخالف مولوی لوگوں نے مجھ جاہل کہا تو خدا نے مجھے ایسی عربی فصیح بلیغ کتابیں لکھنے اور مقابلہ کے لئے سبکو چیلنج کرنیکی توفیق دی کہ آجتک کوئی مولوی جواب نہیں دے سکا پیر مہر علیشاہ نے میری اہانت چاہی تو اول اعجاز المسیح کا جواب عربی میں نہ لکھنے سے وہ ذلیل ہوا اور پھر ایک مُردہ کی تحریرات اپنے نام پر بطور سرقہ شائع کر کے ذلیل ہوا اور کیسا ذلیل ہوا کہ چوری بھی کی اور وہ بھی نجاست کی چوری کیونکہ محمد حسن مردہ کی کل تحریر غلط تھی اور مہر علی اسکا چور تھا اس چوری سے کیا کیا ذلتیں اٹھائیں (۱) اول مُردہ کے مال کا چور (۲) دوسرا چونکہ مال سب کھوٹا تھا اسلئے دوسری ذلت یہ ثابت ہوئی کہ علمی رنگ میں بصیرت کی آنکھ ایک ذرہ اسکو حاصل نہیں تھی (۳) تیسری یہ ذلت کہ سیف چشتیائی میں اقرار کر چکا کہ یہ میری تصنیف ہے بعد ازاں ثابت ہو گیا کہ جھوٹا کذاب ہے یہ اسکی تصنیف نہیں بلکہ محمد حسن متوفی کی تحریر ہے جو مر کر اپنی نادانی کا نمونہ چھوڑ گیا۔ مہر علی نے خواہ نخواہ اسکے پیشانی کا سیہ داغ اپنے ماتھے پر لگا لیا۔ لگا مولوی بننے اگلی حیثیت بھی جاتی رہی یہی پیشگوئی تھی کہ انی مھین من اراد اھانتک ــ محمد حسن مردہ نے جبھی کہ میری کتاب اعجاز المسیح کا جواب لکھنے کا ارادہ کیا اسکو خدا نے فوراً ہلاک کیا غلام دستگیر نے اپنی کتاب فتح رحمانی کے صفحہ ۲۷ میں مجھ پر بددعا کی اسکو خدا نے ہلاک کیا۔ مولوی محمد اسمٰعیل علیگڈھ نے مجھ پر	
بقیہ نشان نمبر ۱۰۸	قاضی ضیاء الدین صاحب اور یہ پیشگوئی کتاب انوار الاسلام میں درج ہو کر ہزاروں لوگوں میں شائع ہو چکی ہے ــ		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے یہ شرف کیا گیا ان ہوا اور جو وحی نے صحت دلیل خارق عادت پیشگوئیاں مثلا جن جو دی پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر [illegible]		بد دعا کی اُسکو خدا نے مار دیا۔ محی الدین لکھو کے والہ نے مجھ پر بد دعا کی اُسکو خدا نے مار دیا۔ مہر علی نے مجھ کو چور بنانا چاہا وہ خود چور بن گیا۔ محمد حسن بھین نے میری کتاب کا رد لکھ کر مجھے ذلیل کرنا چاہا خود ایسا ذلیل ہوا کہ خدا نے اسکی سزا صرف اسکی موت تک کافی نہ سمجھی بلکہ ہر ایک غلطی میری جو اُس نے نکالی وہ اُسکی خود غلطی ثابت ہوئی بدقسمت مہر علی کو بھی ساتھ ہی لے ڈوبا۔	
پیشگوئی نمبر [illegible]	۲۰ فروری ۱۸۸۶ء	۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ابتداءً اور ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں ثانیاً یعنے بذریعہ اشتہار ایک پیشگوئی شایع کی تھی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ سید احمد خان صاحب کے سی۔ ایس۔ آئی کو کئی قسم کی بلائیں اور مصائب پیش آئینگی چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا کہ اول تو اخیر عمر میں سید صاحب کو ایک جوان بیٹے کی موت کا جانکاہ صدمہ پہنچا اور پھر قوم مسلمانان کا ڈیرہ لاکھ روپیہ جو انکی امانت میں تھا انکا ایک معتمد علیہ شریر ہند و خیانت سے غبن کر گیا ان کو ایسا صدمہ اور ہم و غم پہنچا گیا جس سے انکی تمام اندرونی طاقتیں اور قوتیں یک دفعہ سلب ہو گئیں اور جلد انہوں نے راہ عدم دیکھا	[illegible] ۱۸۹۸ء
پیشگوئی نمبر [illegible]	۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء	خداوند علیم و خبیر سے خبر پاکر میں نے اپنے اشتہار ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں اس امر کو ظاہر کر دیا تھا کہ اب سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی کی موت کا وقت	۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء
[illegible]		یہ پیشگوئیاں قبل از وقت بذریعہ اشتہاروں کے ہزارہا لوگوں میں شایع ہو چکی تھیں۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن میں حی و قیوم نے مشرف کیا گیا اور اسی حی کی مدد سے خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		قریب ہے۔ افسوس ہے کہ ایک نظر دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا سید صاحب عذر سے پڑھ لیں کہ اب ملاقات کے عوض میں یہی اشتہار ہے چنانچہ اس اشتہار کے ایک سال بعد سید صاحب وفات پا گئے۔	
پیشگوئی نمبر ۱۹	یکم دسمبر ۱۸۸۸ء	مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت دی چنانچہ قبل ولادت بذریعہ اشتہار کے وہ پیشگوئی شائع ہوئی پھر بعد اسکے وہ لڑکا پیدا ہوا جسکا نام بھی رویا کے مطابق محمود احمد رکھا گیا اور یہ پہلا لڑکا ہے جو سب سے بڑا ہے	۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء
پیشگوئی نمبر ۲۰	[illegible] ۱۸۹۲ء	پھر مجھے دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کی نسبت الہام ہوا کہ جو قبل از ولادت بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا الہام یہ تھا سیولد لک الولد۔ ویدنی منک الفضل اور وہ الہام آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں بھی درج کیا گیا تھا اور اس کے بعد دوسرا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد ہے۔	۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء
پیشگوئی نمبر ۲۱	[illegible] ۱۸۹۴ء	پھر تیسرے بیٹے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ انا نبشرک بغلام اور یہ پیشگوئی رسالہ انوار الاسلام میں قبل از وقت شائع کی گئی۔ چنانچہ اسکے مطابق اللہ تعالیٰ نے تیسرا بیٹا عطا فرمایا جسکا نام شریف احمد ہے۔	۲۴ مئی ۱۸۹۵ء
پیشگوئی نمبر ۲۲	[illegible]	پھر چوتھے لڑکے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام میں بشارت دی	۱۴ جون ۱۸۹۹ء
[illegible]		یہ پیشگوئیاں بذریعہ مطبوعہ اشتہاروں کے ہزارہا لوگوں میں شائع ہو چکی ہیں اور پھر پوری ہوئیں اور ہزاروں زندہ گواہ موجود ہیں۔ مثلاً مولوی حکیم نور الدین صاحب مولوی عبد الکریم صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم اے مفتی محمد صادق صاحب قاضی ضیاء الدین صاحب۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب وغیرہ	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن حجتوں میں مشرف کیا گیا ان الٰہی حجتوں میں سے بطور نمونہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو وقتاً فوقتاً ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۵۷		جسکی اشاعت پر عبد الحق غزنوی نے کچھ اعتراض کئے تو دوبارہ کتاب ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ پر اس بات کو بڑے زور سے شائع کیا گیا کہ یہ پیشگوئی جبتک پوری ہو ضرور ہے کہ اسوقت تک عبد الحق غزنوی زندہ رہے چنانچہ چوتھا لڑکا بھی جون ۱۸۹۹ء کو پیشگوئی کے مطابق پیدا ہوا جسکا نام مبارک احمد ہے سو الحمد للہ علیٰ ذالک یہ پیشگوئی کس قدر خدا کے ہاتھ سے خصوصیت رکھتی ہے کہ ایک کے تولد کو ایک سن رسیدہ آدمی کے زندہ رہنے کے ایام سے وابستہ کیا اور ایسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ ایک لڑکے کی پیدائش کو پھوڑوں کے ساتھ منسوب کیا اور ایسا ہی ظہور میں آیا	
پیشگوئی نمبر ۵۸	۱۵ مارچ ۱۸۹۶ء	جب میری پیشگوئی کے مطابق لیکھرام کے قتل ہو جانے پر آریوں میں میری نسبت بہت شور مچا اور میری قتل یا گرفتاری کیلئے سازشیں کیں چنانچہ بعض اخبار والوں نے ان باتوں کو اپنی اخباروں میں بھی درج کیا تو اسوقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا سلامت بر تو اے مرد سلامت چنانچہ یہ الہام بذریعہ اشتہار کے شائع کیا گیا اور اس وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مجھے مخالفین کے مکر و فریب اور منصوبوں سے محفوظ رکھا	پیشگوئی اپنے وقت پر ظہور میں آ گئی
پیشگوئی نمبر ۵۹	۱۹۰۱ء	کتاب اعجاز المسیح کے بارے میں یہ الہام ہوا تھا کہ من قام للجواب وتنمّر فسوف یری انه تندّم وتذمّر یعنی جو شخص غصہ سے بھر کر اس کتاب کا جواب	۱۹۰۱ء و ۱۹۰۲ء
زندہ گواہ رویت	پیشگوئی نمبر ۵۲ ضمیمہ انجام آتھم میں شائع ہو کر لاکھوں آدمیوں میں مشہور ہو چکی تھی ۔ باقی اس صفحہ کی پیشگوئیوں کے گواہ ہماری جماعت کے اوربہت سا آدمی ہیں مثلاً صاحبزادہ سراج الحق صاحب مولوی حکیم نور الدین صاحب وغیرہ وغیرہ		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس جس پیشگوئی میں مشرف کیا گیا ہوں اسی کی نسبت وضع قواعد و پیشگوئیان جو مشرف ہوئیں اور ان کی حقیقت	تاریخ ظہور پیشگوئی
		لکھنے کیلئے طیار ہوگا وہ عنقریب دیکھیگا کہ وہ نادم ہوا اور حسرت کے ساتھ اسکا خاتمہ ہوا چنانچہ محمد حسن فیضی ساکن موضع بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم مدرس مدرسہ نعمانیہ واقعہ شاہی مسجد لاہور نے شائع کیا کہ میں اس کتاب کا جواب لکھتا ہوں ... اور التزام کیا جب اوسنے جواب لکھنے کیلئے نوٹ تیار کرنے شروع کر دئے۔ ہماری کتاب کے اندر بعض صفحوں پر جو حاشیہ لکھی تھی بعض لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھا تو جلد ہلاک ہوگیا۔ دیکھو محض یہ لعنت بھیجکر ایک ہفتہ کے اندر ہی آپ لعنتی موت کے نیچے آگیا کیا یہ نشان الٰہی نہیں۔	
پیشگوئی نمبر ۵۵	۲۰ فروری ۱۹۰۱ء	پیر مہر علیشاہ گولڑی نے جب اس کتاب اعجاز المسیح کا بہت عرصہ کے بعد جواب اردو میں لکھا تو اس بات کے ثابت ہو جانے کے کہ اردو عبارت بھی لفظ بہ لفظ مولوی محمد حسن بھینی کی کتاب کا سرقہ ہے مہر علیشاہ کی بڑی ذلت ہوئی اور مذکورہ بالا الہام اسکے حق میں بھی پورا ہوا۔	اگست ۱۹۰۲ء
پیشگوئی نمبر ۵۶	مئی ۱۸۹۳ء	صدہا مخالف مولویوں کو مباہلہ کیلئے بلایا گیا تھا جنمیں سے عبد الحق غزنوی میدان میں نکلا اور مباہلہ کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسوقت تو صرف چند آدمی ہمارے ساتھ تھے اور اب ایک لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہیں اور روز بروز ترقی کر رہے ہیں اور اسکے مقابل جا کر دیکھنا چاہئے کہ عبد الحق کیسا تھہ کتنے ساتھی ہیں اور اسکی کیا عزت ہے کیا یہ خدا کا نشان نہیں۔	یہ پیشگوئی ہر وقت ظہور میں آرہی ہے
زندہ گواہ از نمبر ۵۵ و ۵۶	ان پیشگوئیوں کے گواہ ہزاروں ہزار آدمی ہیں مثلاً شیخ رحمت اللہ صاحب منشی ظفر احمد صاحب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی شیخ نور احمد صاحب ایڈیٹر ریاض ہند امرتسر مفتی محمد صادق صاحب۔ حکیم فضل الدین صاحب بھیروی۔ سید حامد شاہ صاحب وغیرہ		

نمبر	تاریخ اشاعت پیشگوئی	جن وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۱۵	۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء	دسمبر ۱۸۹۶ء میں پنجاب کے صدر مقام لاہور میں ایک بڑا بھاری جلسہ مذاہب ہوا جسمیں تمام مذاہب کے وکلاء اور نامی آدمی دور و نزدیک سے اس بات کا فیصلہ کرنیکے لئے جمع ہوئے کہ مذاہب مروجہ میں سے کونسا مذہب حق اور بنی آدم کے لئے سب سے زیادہ مفید اور اصل مقصد زندگی انسانی کا حاصل کرا دینے والا ہے - میں نے بھی اس جلسہ میں سنانے کیلئے ایک مضمون لکھا اور اس مضمون سے متعلق ہمیں قبل از وقت یہ الہام ہوا کہ مضمون سب پر بالا رہا یعنی تمہارا یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئیگا اور پھر یہ الہام تہا اللہ اکبر خربت خیبر - ان اللہ معک - ان اللہ یقوم اینما کنت چنانچہ یہ الہام بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار مورخہ ۲۱ دسمبر کے قبل جلسہ ہزارہا ہی دور و نزدیک شائع کیا گیا اور سب لوگوں کو اس بات سے آگاہی دی گئی کہ ہمارا ہی مضمون غالب رہیگا - پس ایسا ہی ہوا کہ اس جلسہ میں جسقدر مضامین پڑہے گئے تہے ان سب پر ہمارا مضمون غالب اور فائق رہا اور خود اس جلسہ میں غیر مذاہب کے وکلاء نے بہی پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر گواہیاں دیں کہ مرزا صاحب کا مضمون سب پر غالب ہے اور انگریزی اخبار سول ملٹری گزٹ اور پنجاب آبزرور اور دیگر اخباروں نے بڑے زور سے گواہی دی کہ ہمارا مضمون سب مضامین پر غالب ہے	۲۶-۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء
زندہ گواہ رویت نمبر ۱۱۵		یہ پیشگوئی قبل از وقت بذریعہ اشتہار کے شائع کی گئی تہی اور موقعہ پہ اسکو پورا ہوتے ہوئے دیکہنے والے ہزاروں آدمی اسوقت ہر ملت و مذہب کے میدان جلسہ میں موجود تہے جنہوں نے اقرار کیا کہ یہ مضمون غالب ہے اور نیز انگریزی و اردو اخباروں نے اس امر کی تصدیق کی کہ یہی مضمون سب سے بالا رہا —	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۵۸	۱۸۸۶ء	سنہ ۱۸۸۳ء میں مجھکو الہام ہوا کہ تین کو چار کرنیوالا مبارک۔ اور یہ الہام قبل از وقت بذریعہ اشتہار شایع کیا گیا تھا اور اسکی نسبت تفہیم یہ تھی کہ اللہ تعالے اس دوسری بیوی سے چار لڑکے مجھے دیگا اور چوتھے کا نام مبارک ہوگا اور اس الہام کے وقت منجملہ ان چاروں کے ایک لڑکا بھی اس نکاح سے موجود نہ تھا اور اب چاروں لڑکے بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں	چوتھا لڑکا ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا
پیشگوئی نمبر ۵۹	۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء	اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں بذریعہ الہام مشتہر کیا گیا تھا کہ احمد بیگ ہوشیارپوری اگر اپنی لڑکی کا نکاح کسی اور کے ساتھ کریگا تو تین سال کے اندر فوت ہو جائیگا اور اوس سے پہلے اسکے کئی اور عزیز فوت ہونگے چنانچہ اس لڑکی کی دوسری جگہ نکاح کے بعد ایسا ہی ہوا کہ احمد بیگ جلد میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس سے پہلے کئی ایک اور اسکے عزیز فوت ہوئے ہاں اس پیشگوئی کے تین حصوں سے ابھی ایک باقی ہے اور قابل انتظار ہے مگر چونکہ تینوں حصے پیشگوئی کے ایک ہی الہام میں تھے اسلئے دو کے پورا ہونے نے پیشگوئی کی سچائی ظاہر کر دی ہے۔	[illegible] ۱۸۹۲ء
پیشگوئی نمبر ۶۰	۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء	۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاعقہ مغرب کی طرف سے میرے مکان کی طرف چلی آتی ہے جو بے آواز اور بے ضرر ایک روشن ستارہ	[illegible] ۱۹۰۵ء
زندہ گواہ رویت		پیشگوئی نمبر ۵۸ و ۵۹ پوری ہونے سے پہلے بذریعہ اشتہار شائع کی گئی تھیں اشتہار موجود ہیں اور تینوں پیشگوئیوں کے گواہ بہت ہیں حامد علی منشی ظفر احمد صاحب میاں محمد خان صاحب منشی رستم علی صاحب وغیرہ وغیرہ پیشگوئی نمبر ۶۰ سے قبل از وقت تقریباً پانسو آدمیوں کو اطلاع دی گئی تھی چنانچہ بعض کے نام یہ ہیں حضرت مولوی نورالدین صاحب۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے مین مشرف کیا گیا اُسکی رو سے حق تعالیٰ نے متعدد جبہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائین جو دنیا پر ظاہر ہو چکین	تاریخ ظہور پیشگوئی
	[illegible]	کی مانند آہستہ حرکت کرتی ہوئی میرے مکان کیطرف متوجہ ہوئی ہے اور جب قریب پہنچی تو میری آنکھون نے صرف ایک چھوٹا ستارہ دیکھا جسکو میرا دل صاعقہ سمجھتا تہا پہر الہام ہوا ماھذا الا تھدید الحکام یعنے یہ ایک مقدمہ ہوگا اور صرف حکام کی بازپرس تک پہنچکر پہر نابود ہو جائیگا اور بعد اسکے الہام ہوا انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ۔ یاتیک نصرتی انی انا الرحمٰن ذوالمجد والعُلٰی یعنے مین اپنی فوجون یعنے ملایکہ کے ساتھ ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤنگا اور اس مقدمہ مین میری مدد تجھے پہونچےگی مین انجام کار تجھے بری کرونگا اور مقصود ٹھراؤنگا مین ہی وہ رحمان ہون جو بزرگی اور بلندی سے مخصوص ہے اور پہر ساتھ اسکے یہ بہی الہام ہوا بلجت اٰیاتی یعنی میرے نشان ظاہر ہونگے اور ان کے ثبوت زیادہ سے زیادہ ظاہر ہونگے اور پہر الہام ہوا لواء فتح یعنے فتح کا جہنڈا۔ پہر الہام ہوا۔ انّما امرنا اذا اردنا شیئًا ان نقول لہٗ کن فیکون۔ اس پیشگوئی سے قبل از وقت پانسو آدمیونکو خبر دیگئی تہی کہ ایسا ابتلا آنیوالا ہے مگر آخر بریت ہوگی اور خدا تعالیٰ کا فضل ہوگا چنانچہ میرے رسالہ کتاب البریۃ مین یہ تمام الہامات درج ہین جو قبل از وقت دوستون کو سنائے گئے اور پہر انہین کیلئے کتاب	
		مفتی محمد صادق صاحب۔ حکیم فضل الدین صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب مولوی شیر علی صاحب۔ حافظ عبد العلی صاحب بی اے۔ میر ناصر نواب صاحب منشی تاجدین صاحب۔ حکیم فضل آلہی صاحب خلیفہ رجب الدین صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ برادر مرزا ایوب بیگ صاحب منشی تاج الدین صاحب کلرک و دیگر جماعت لاہور۔ حکیم حسام الدین صاحب	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں جن کی مندرجہ ذیل ... [illegible]	تاریخ ظہور پیشگوئی
[illegible]		البریت بھی تالیف ہوئی تا جلسہ کیلئے ان کو یاد رہے کہ جو کچھ قبل از مقدمہ ان دوستوں کو خبر دی گئی وہ سب باتیں کیسی صفائی سے انکے روبرو ہی پوری ہوگئیں۔ یہ مقدمہ اس طرح سے ہوا کہ ایک شخص عبد الحمید نام نے عیسائیوں کے سکھلانے پر مجسٹریٹ ضلع امرتسر کے روبرو اظہار دیا کہ مجھے مرزا غلام احمد نے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے اس پر مجسٹریٹ امرتسر نے میری گرفتاری کے لئے یکم اگست کو وارنٹ جاری کیا جسکی خبر سنکر ہمارے مخالفین امرتسر و بٹالہ میں ریل کے پلیٹ فارموں اور سڑکوں پر آکر کھڑے ہوتے تھے تا کہ میری ذلت دیکھیں لیکن خدا کی قدرت ایسی ہوئی کہ اول تو وہ وارنٹ خدا جانے کہاں گم ہو گیا۔ دوم مجسٹریٹ ضلع امرتسر کو بعد میں خبر لگی کہ اس نے غیر ضلع میں وارنٹ جاری کرنے میں بڑی غلطی کھائی ہے پس اس نے ۷ اگست کو جلدی سے صاحب ضلع گورداسپور کو تار دیا کہ وارنٹ فوراً روک دو جس پر سب حیران ہوئے کہ وارنٹ کیا لیکن مثل مقدمہ کے آنے پر صاحب ضلع گورداسپور نے ایک معمولی سمن کے ذریعہ سے مجھے بلایا اور عزت کیساتھ اپنے پاس کرسی دی یہ صاحب ضلع جسکا نام کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس تھا یہ بدیں وجہ کہ دانشمند اور منصف مزاج ہونیکے فوراً سمجھ گیا کہ مقدمہ بے اصل اور جھوٹا ہے اسلئے میں نے ایک دوسرے مقام میں اسکو پیلاطوس سے نسبت دی ہے	
زندہ گواہ [illegible] نمبر ۱	سید حامد شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر صاحب ضلع۔ شیخ مولا بخش صاحب سوداگر و دیگر جماعت سیالکوٹ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور۔ منشی ظفر احمد صاحب۔ میاں محمد خان صاحب۔ منشی محمد اروڑا صاحب و دیگر جماعت کپورتھلہ۔ خلیفہ نور الدین صاحب و دیگر جماعت جموں۔ چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر۔ میر ناصر نواب صاحب ڈپٹی انسپکٹر وغیرہ یہ چند ایک نام بطور نمونہ کے لکھے گئے ہیں۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس ضمن میں مشتہر کیا گیا ہو اور جس ضمن میں مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۰		بلکہ مردانگی اور انصاف میں اوس سے بڑھکر لیکن خدا کا اور فضل یہ ہوا کہ خود عبد الحمید نے عدالت میں اقرار کر لیا کہ عیسائیوں نے مجھے سکھلا کر یہ اظہار دلایا تھا ورنہ یہ بیان سراسر جھوٹ ہے کہ مجھے قتل کے لئے ترغیب دی گئی تھی پس صاحب ضلع نے اس آخری بیان کو صحیح سمجھا اور بڑے زور و شور کا چٹھا لکھکر مجھے بری کر دیا اور تبسم کے ساتھ عدالت میں مجھے مبارکباد دی فالحمد للہ علی ذالک	
پیشگوئی نمبر ۱۱	۱۴ر جولائی سنہ ۱۸۹۷ء	اسی مذکورہ بالا سلسلہ الہام میں ایک الہام یہ تھا کہ مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت اور ملامت خلق چنانچہ اس الہام کا ایک حصہ تو اس طرح پر پورا ہوا کہ ہمارے مخالفین یعنی عبد الحمید اور اسکو سکھانے والے عیسائیوں میں پھوٹ پڑی کہ عبد الحمید صاحب نے اقرار کر لیا کہ مجھے ان لوگوں نے یہ جھوٹی بات سکھائی تھی ورنہ اصل میں یہ کچھ بات نہ تھی صرف انکی بہکانے سے میں نے ایسا کہا۔ اور یہ الہام قبل از وقت تین سو سے زیادہ اشخاص کو سنایا گیا تھا اور وہ زندہ ہیں	۲۳ اگست سنہ ۱۸۹۷ء
نمبر ۱۲	۲۹ر جولائی سنہ ۱۸۹۷ء	اور دوسرا حصہ الہام کا اس طرح سے پورا ہوا کہ دوران مقدمہ میں جب مجھ پر الزام تھا ان کے اپڈیٹر مولوی محمد حسین میری مخالفت میں عیسائیوں کے گواہ بن کر پیش ہوئے تو برخلاف اپنی امیدوں کے میری عزت دیکھ کر اس طمع خام میں پڑے کہ ہم بھی کرسی مانگیں چنانچہ آتے ہی انہوں نے سوال کیا کہ مجھے	۲۳ اگست سنہ ۱۸۹۷ء
زندہ گواہ رویت کے	ان پیشگوئیوں کے گواہ ہزاروں آدمی موافق و مخالف موجود ہیں چنانچہ بعض کے نام یہ ہیں حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب صاحبزادہ سراج الحق صاحب مفتی محمد صادق صاحب خلیفہ نور الدین صاحب خواجہ کمال الدین صاحب مولوی شیر علی صاحب بی اے مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے وغیرہ		

نمبر شمار	پیشگوئی کی تاریخ بیان	جس وحی میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی میں نیچے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	پیشگوئی کی تاریخ ظہور
		کرسی ملنی چاہئے مگر افسوس کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے انکو جہڑک دیا اور سختی سے کہا کہ تمکو کرسی نہیں ملسکتی سو یہ خدا کا ایک نشان تہا کہ جو کچہہ انہوں نے میرے لئے چاہا وہ خود انکو پیش آگیا۔	
پیشگوئی نمبر ۱۳۰	۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء	اسی سلسلہ الہامات میں ایک یہ پیشگوئی کیگئی تہی کہ بلجت آیاتی یعنے میرے نشان ظاہر ہونگے اور انکے ثبوت زیادہ سے زیادہ ظاہر ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس واقعہ سے قریباً ڈیڑہ سال بعد عبد الحمید ملزم کو پہر گرفتار کیا گیا اور کتنی مدت زیر حراست رکہکر اس سے پہر اظہار لئے گئے مگر اس نے یہی گواہی دی کہ میرا پہلا بیان ہی جہوٹا تہا جو عیسائیوں کے سکہلانے پر مینے کہا تہا پس اس طرح خدا نے میری بریت کو مکمل کر دیا اس الہام کے یہ معنے تہے کہ میری بریت کیلئے اور بہی خدا کی طرف سے نشان ظاہر ہونگے سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔	۱۲ ستمبر ۱۸۹۹ء
پیشگوئی نمبر ۱۳۱	۱۸۸۲ء	اسی مقدمہ کے ذریعہ سے جو خون کے الزام کا مقدمہ تہا وہ الہامی پیشگوئی پوری ہوئی جو براہین احمدیہ میں اس مقدمہ سے ۲۰ برس پہلے درج تہی اور وہ الہام یہ ہے۔ فبرّاہُ اللّٰہ ممّا قالوا وکان عند اللّٰہ وجیہا یعنے خدا اس شخص کو اس الزام سے جو اسپر لگایا جائیگا بری کر دیگا کیونکہ وہ خدا کے نزدیک وجیہہ ہے سو یہہ خدا تعالیٰ کا ایک بہاری نشان ہے کہ باوجودیکہ قوموں نے میرے ذلیل کرنیکے لئے اتفاق کر لیا تہا مسلمانوں	۱۸۹۷ء
زندہ گواہ رویت		ان پیشگوئیوں کے گواہ بہت سے احباب ہیں مثلاً منشی تاج الدین صاحب میر ناصر نواب صاحب مولوی عبد الکریم صاحب ۔ مولوی سید محمد احسن صاحب مولوی قطب الدین صاحب حافظ عبد العلی صاحب بی اے ۔ میر محمد اسمٰعیل صاحب ۔ صاحبزادہ منظور احمد صاحب وغیرہ وغیرہ	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس قدر ہم نے ابھی تک بیان کیا ہے اسکے علاوہ پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہوچکی ہیں ان میں سے چند بطور نمونہ درج ذیل ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۱۴		کیطرف سے مولوی محمد حسین صاحب تھے ہندوؤن کیطرف سے لالہ رام بھجدت وکیل تھے اور عیسائیون کیطرف سے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب مع اپنی تمام جماعت آئے اور جنگ احزاب کی طرح ان قومون نے بالاتفاق میرے پر چڑھائی کی تھی لیکن خدا تعالی نے سب کو ذلیل کیا اور مجھے بری کیا اور عبارت تحمید کے منہ سے اس طرح سچ نکلوایا جس طرح یوسف کے مقابلہ مین زلیخا کے منہ سے سچ نکل گیا تھا۔ اور یا جس طرح حضرت موسیٰ کے مقابلہ مین اس مصری عورت کے منہ سے سچ نکل گیا تھا تا وہ بات پوری ہو جسکی طرف اس الہامی پیشگوئی مین اشارہ تھا کہ برّأہ اللہ مما قالوا۔	
پیشگوئی نمبر ۱۵	۱۸۸۶ء	ایکدفعہ مجھے خواب مین دکھایا گیا کہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیارپور کے فرش کو آگ لگی ہوئی ہے اور اس آگ کو اس عاجز نے بار بار پانی ڈالکر بجھایا ہے اسی وقت میرے دل مین خدا تعالی کیطرف سے یقین کامل یہ تعبیر ڈالی گئی کہ شیخ صاحب پر اور انکی عزت پر سخت مصیبت آویگی اور وہ مصیبت اور بلا صرف میری دعا سے دور کیجاویگی میں نے اس خواب سے شیخ صاحب موصوف کو بذریعہ ایک مفصل خط کے اطلاع دیدی تھی چنانچہ اسکے چھ ماہ بعد شیخ مہر علی صاحب ایک ایسے الزام مین پھنس گئے کہ انہین پھانسی کا حکم دیا گیا ایسے نازک وقت مین اُسکے بیٹے کی درخواست سے دعا کی گئی اور رہائی کی بشارت اُنکے بیٹے کو لکھی گئی چنانچہ اسکے بعد وہ بالکل رہا ہو گئے۔	۱۸۸۶ء
زندہ گواہ پیشگوئی نمبر ۱۵		اس نشان کے گواہ خود شیخ مہر علیصاحب اور اُنکے بیٹے اور دیگر سینکڑون لوگ ضلع ہوشیارپور وغیرہ کے ہین دیکھو اشتہار ۲۵ر فروری ۱۸۹۳ء۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جن حقیقی میں شرف کیا گیا ان ہوا اسی حقی مندرجہ نزول خارق عادت پیشگوئیاں تبلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
قریباً ۱۸۸۱ء	ایکدفعہ کشفی طور پر مجھے للعہ یا للعہ روپیہ دکھائے گئے اور پھر یہ الہام ہوا کہ ماجھے خان کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لاہور بھیجنے والے ہیں پھر بعد اسکے کارڈ آیا جسمیں لکھا تھا کہ للعہ ماجھے خان کے بیٹے کی طرف سے ہیں اور للعہ روپیہ شمس الدین پٹواری کیطرف سے ہیں پھر اسی تشریح سے روپیہ آئے ؎۱	قریباً ۱۸۸۰ء	پیشگوئی نمبر ۹۹
۲۷ رمضان ۱۸۹۶ء	جب میری لڑکی مبارکہ والدہ کے پیٹ میں تھی تو حساب کی غلطی سے فکر دامنگیر ہوا اور اسکا غم حد سے بڑھ گیا کہ شاید کوئی اور مرض ہو تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو الہام ہوا کہ آید آن روزے کہ مستخلص شود ۔ اور مجھے تفہیم ہوئی کہ لڑکی پیدا ہوگی چنانچہ اس کے مطابق ۲۷ رمضان ۱۳۱۴ھ کو لڑکی پیدا ہوئی ؎۲ جسکا نام مبارکہ رکھا گیا	غالباً ۱۸۹۶ء	پیشگوئی نمبر ۱۰۰
۱۸۹۷ء	ایک اور زبردست نشان جو میری صداقت میں ظاہر ہوا یہ ہے کہ ایک مولوی نے کتاب نبراس تالیف صاحب زمرد کا حاشیہ لکھتے ہوئے میری حق میں کسر اللہ کی بددعا کی اس بددعا کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے حق میں یہ بددعا کی جائے وہ ایسا تباہ ہو جائے کہ اسکی ساری اولاد مر جائے اور وہ ابتر رہ جائے سو ابھی مولوی مذکور حاشیہ ختم کرنے نہ پایا تھا کہ اسکی سب اولاد مر گئی اور وہ خود بھی ابتر ہو گیا اور مجھے خدا نے ایک اور بیٹا عطا فرمایا ۔	۱۸۹۶ء	پیشگوئی نمبر ۱۰۱

حاشیہ متعلقہ پیشگوئی نمبر ۹۹ و ۱۰۰

؎۱ اس کرامت کے گواہ شیخ حامد علی صاحب ساکن تھہ غلام نبی - کوٹھا باشندہ ضلع امرتسر اور قادیان کے اکثر باشندے ہیں ۔

؎۲ اس کے گواہ مولوی نورالدین صاحب مولوی عبدالکریم صاحب اور دیگر بہت سے احباب ہیں ۔

نمبر شمار	پیشگوئی تاریخ بیان	جس شاہی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی حق کے مینے سند ذیل خارق عادت پیشگوئیاں میں جو وہ ہمارا طاہر ہو چکیں	پیشگوئی تاریخ ظہور
پیشگوئی نمبر ۶۹	سنہ ۱۸۹۷ء	ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری نے اس عاجز کے لئے اپنی کتاب فتح رحمانی کے صفحہ ۲۷ میں میرے پر بد دعا کی تھی آخر اُس بد دعا کا یہ اثر ہوا کہ وہ بہت جلد مر گیا	[illegible]
پیشگوئی نمبر	قریباً سنہ ۱۸۹۳ء	ایسا ہی مولوی اسمٰعیل علیگڈہی نے اپنی کتاب میں مجھے ظالم اور مفتری قرار دیکر بطور مباہلہ کے اپنی کتاب میں میرے حق میں بد دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو ہلاک کر دیا - دیکھو رسالہ مولوی اسمٰعیل۔	قریباً سنہ ۱۸۹۴ء
پیشگوئی نمبر ۷۱	قریباً سنہ ۱۸۹۰ء	ایسا ہی محی الدین لکھو کے والے نے اپنا ایک الہام میرے متعلق شایع کیا کہ مرزا صاحب فرعون اور فرعون کی طرح میری تباہی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے جلد تر اُسکو پکڑا اور ہلاک کر دیا اور اسکی وفات سے پہلے بذریعہ خط اُسکو اطلاع دی گئی تھی	قریباً سنہ ۱۸۹۱ء
پیشگوئی نمبر ۷۲	سنہ ۱۹۰۱ء	ایسا ہی مولوی محمد حسن فیضی ساکن بھیں نے ہمارے متعلق ہماری کتاب اعجاز المسیح پر الفاظ لعنت اللہ علی الکاذبین کے ساتھ مباہلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک دو ماہ کے اندر اندر اُسکو ہیبت ناک بیماری کے ساتھ ہلاک کر دیا اور اس قسم کے اور بہت سے نشان ہیں مگر سب بیان کی یہاں گنجائش نہیں ۔	سنہ ۱۹۰۲ء
پیشگوئی نمبر ۷۳	قریباً سنہ ۱۸۶۹ء	من جملہ ان نشانات کے جو خالق ارض و سماء نے میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ میں نے باوا نانک صاحب کو خواب میں دیکھا کہ	سنہ ۱۸۹۷ء
زندہ گواہ رویت کے	ان نشانات کے پورا ہونے کے گواہ ان متوفی لوگوں کی اپنی کتابیں اور رسالے اور اشتہار ہیں جو کہ انہوں نے ہماری مخالفت میں شایع کئے اور ہمارے وہ الہامات ہیں جو قبل از وقت ایسے لوگوں کی ہلاکت کے متعلق ہزاروں لوگوں میں شایع ہو چکے تھے اور دیگر زندہ گواہ ان کے متعلق مولوی عبد الکریم و صاحبزادہ سراج الحق		

تاریخ ظہور پیشگوئی	جن جن میں مشتہر کیا گیا یا انکا سی جی نے مشتہر بیان ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	اونہوں نے اپنے تئیں مسلمان ظاہر کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ ایک ہندو ان کے چشمہ سے پانی پی رہا ہے پس میں نے اس ہندو کو کہا کہ یہ چشمہ گدلا ہے ہمارے چشمے سے پانی پیو تین برس کا عرصہ ہوا ہے جبکہ میں نے یہ خواب یعنی باوا نانک صاحب کو مسلمان دیکھا اسی وقت اکثر ہندوؤں کو سنایا گیا تھا اور مجھے یقین تھا کہ اسکی کوئی تصدیق پیدا ہو جائیگی چنانچہ ایک مدت کے بعد وہ پیشگوئی بکمال صفائی پوری ہو گئی اور تین سو برس کے بعد وہ چولہ ہمیں دستیاب ہو گیا کہ جو ایک صریح دلیل باوا صاحب کے مسلمان ہونے پر ہے یہ چولہ جو ایک قسم کا پیراہن ہے بمقام ڈیرہ نانک باوا نانک صاحب کی اولاد کے پاس بڑی عزت اور حرمت سے بطور تبرک محفوظ ہے اور سکھوں کی تاریخی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس چولہ کو باوا نانک صاحب پہنا کرتے تھے اسپر بہت سی قرآنی آیتیں لکھی ہوئی ہیں جنمیں سے ایک یہ سورۃ ہے قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد اور ایک یہ آیۃ ہے ان الدین عند اللہ الاسلام ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ ایسے چولے باوا نانک صاحب کے زمانہ میں وہ فقیر بنایا کرتے تھے جن کا دعوے تھا کہ ہم اسلام میں محو ہیں پس باوا صاحب کا یہ چولا آپ کو صرف مسلمان ہی نہیں بناتا بلکہ کامل مسلمان بناتا ہے۔ بعض سکھوں کا	پیشگوئی از ۱۸۹۵ء	

اس نشان کے متعلق الہامات کے قبل از وقت سننے والے بہت سارے لوگ ہیں منجملہ اُن کے صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی۔ اور شیخ حامد علی صاحب۔ اور شیخ عبد اللہ صاحب سنوری۔ منشی تاج الدین صاحب	زندہ گواہ رویت نمبر ۵۴

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس امر غیبی سے مین مشرف کیا گیا اور جو اسی تحدی سے سند جو ذیل خارق عادت پیشگوئیان بتلاتی ہین جو دنیا پر ظاہر ہو چکین	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۱۰۲		یہ جواب کہ یہ چولا باوا صاحب نے ایک قاضی سے زبردستی چہینا تہا یہ بہت بیہودہ جواب ہے سکہون کو اب تک خبر نہین کہ قاضیون کا کام نہین کہ چولے اپنے پاس رکہین اسلام مین چولے رکہنا اُس زمانہ مین فقیرون کی ایک رسم تہی پس یہ بات بہت صحیح ہے کہ باوا صاحب کے مُرشد نے جو مسلمان تہا یہ چولہ انکو دیا تہا ہان یہ بہی ہو سکتا ہے بلکہ جنم ساکہیون مین بہی لکہا ہے کہ چونکہ باوا صاحب نیکبخت آدمی تہے اور بڑی مردانگی سے ہندوؤن سے قطع تعلق کر بیٹہے تہے مردمیدان بہی بڑے تہے اور ایک شخص حیات خان نامی افغان کی لڑکی سے نکاح بہی کیا تہا اور ملتان اور چند دوسرے اولیاء اسلام کے مقبرون پر چلہ کشی بہی کی تہی اسلئے خدا سے الہام پاکر یہ چولا انہون نے بنایا تہا یہ انکی کرامت ہے گویا چولہ آسمان سے اُترا اور یہی خواب مین جو باوا نانک صاحب نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اس سے یہی غرض تہی کہ ایک زمانہ مین انکا مسلمان ہونا پبلک پر ظاہر ہو جائیگا چنانچہ اسی امر کیلئے کتاب ست بچن تصنیف کیگئی تہی اور یہ جو بیٹے ہندوؤنکو کہا کہ یہ چشمہ گدلا ہے ہمارے چشمہ سے پانی پیؤ اس سے یہ مراد تہی کہ ایسا زمانہ آنیوالا ہے کہ اہل ہنود اور سکہون پر اسلام کی حقانیت صاف طور سے کہل جائیگی اور باوا صاحب کا چشمہ جسکو حال کے سکہون نے اپنی کم فہمی سے گدلا بنا رکہا ہے وہ پہر دوبارہ صاف کیا جائیگا اور جس تعلق کو باوا صاحب نے ہندو قوم سے بڑی مردی اور مردانگی	
تتمہ زندہ گواہ رویت نمبر [illegible]		مولوی نورالدین صاحب وغیرہ بہت سے احباب ہین اور اس کے پورا ہونیکا ثبوت خود چولہ ڈیرہ بابا نانک مین اب تک موجود ہے جو چاہے جا کر خود دیکہہ سکتا ہے اور اُن آیات کو پڑہ سکتا ہے جو ہمنے اپنی کتاب ست بچن مین لکہدی ہین	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس وحی کی منجملہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں تھیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		کے ساتھ توڑ دیا تھا وہ توڑنا دوبارہ ثابت کر دیا جائیگا اور باوا صاحب کا اپنے چولہ پر یہ لکھنا کہ اسلام کے بغیر کسی جگہ نجات نہین اگر سکھ مذہب کے لوگ اسی ایک فقرے پر توجہ کرتے تو وہ مدت سے وہی پاک رنگ اختیار کر لیتے جو باوا صاحب نے اختیار کیا تھا۔ باوا نانک در حقیقت ایک ایسا شخص سکھون مین گذرا ہے جس کو سکھون نے شناخت نہین کیا اکثر لوگ اسلام کی سچائی بذریعہ کتابون کے دریافت کرتے ہین مگر باوا نانک نے خدا کے الہام سے سچائی اسلام کی معلوم کر لی تعجب جس قوم کا پیشوا ایسا صاف دل اور حامی اسلام ہو جسنے اسلام کی گواہی دیکر تکلیفین بھی سہیں اٹھائین اسی کی قوم اور اسی کے پیرو اسلام سے اس قدر دور اور مہجور ہین ۔	
پیشگوئی نمبر ۹۴	[illegible] ۱۸۸۳ء	ایک دفعہ مولوی محمد حسین بٹالوی کا ایک دوست انگریزی خوان نجف علی نام (جو کہ کابل مین بھی گیا تھا اور شاید اب بھی وہان ہے) میرے پاس آیا اور اُسکے ہمراہ محبی مرزا خدا بخش صاحب بھی تھے۔ ہم تینون سیر کیلئے باہر گئے تو راستہ مین کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا کہ نجف علی نے میری مخالفت اور نفاق مین کچھ باتین کی ہین چنانچہ یہ کشف اُسکو سنایا گیا تو اس نے اقرار کیا کہ یہ بات صحیح ہے ۔	[illegible] ۱۸۸۳ء
پیشگوئی نمبر ۹۵	۱۸۷۶ء	عرصہ قریباً اٹھائیس برس کا گذرا ہے کہ مینے خواب مین ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت مین دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اسکے ہاتھ مین ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا وہ نان اوس نے مجھے دیا	[illegible] ۱۹۰۵ء
[illegible]		اس نشان کے گواہ مرزا خدا بخش صاحب ہین ۔	

نمبر شمار	پیشگوئی کی تاریخ بیان	جس قدر پیشگوئیاں ذیل میں درج کی گئی ہیں وہ سب میری زندگی میں ہی پوری ہو چکی ہیں اور جن پر ہزارہا لوگ گواہ ہیں۔ (خلاصہ: جس جگہ میں مشرف کیا گیا ہوں انہی مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں)	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۵۰		اور کہا کہ یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے یہ اس زمانہ کی خواب ہے جبکہ میں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعوی رکھتا تھا اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی مگر اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کیلئے میری ہمسائیگی میں آ آباد ہوئے ہیں۔ اور نان سے میں نے یہ تعبیر کی تھی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا اور رزق کی پریشانی ہمکو پراگندہ نہیں کریگی چنانچہ سالہائے دراز سے ایسا ہی ظہور میں آ رہا ہے[1]۔	
پیشگوئی نمبر ۵۱	۲ء اگست ۱۸۷۵ء	میرے والد میرزا غلام مرتضےٰ صاحب مرحوم کی وفات کا وقت جب قریب آیا اور صرف چند پہر باقی رہ گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے انکی وفات سے بدیں الفاظ خبر دی **والسماءِ والطارق** یعنے قسم ہے آسمان کی اور اس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد ظہور میں آویگا۔ سو یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ بعد غروب آفتاب میرے والد صاحب مرحوم نے وفات پائی[2]۔	۲ء اگست ۱۸۷۵ء
پیشگوئی نمبر ۵۲	۱۸۸۰ء	ایک مرتبہ میں ایسا سخت بیمار ہوا کہ میرا آخری وقت سمجھ کر مجھکو مسنون طریقہ سے تین دفعہ سورۂ یٰس سنائی گئی اور میری زندگی سے سب مایوس ہو چکے تھے	۱۸۸۰ء
زندہ گواہوں کے نام و حوالہ		[1] اس خواب کے گواہ حافظ حامد علی صاحب و دیگر ساکنان قادیان ہیں [2] اس پیشگوئی کے گواہ لالہ شرمپت و ملاوامل ہیں۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے مجھے مشرف کیا گیا یا اپنی وحی سے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
نشان نمبر ۹۶		اور بعض عزیز و لواحقون کے پیچھے روتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے الہاماً مجھے یہ دعا سکھلائی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد اور القا ہوا کہ دریا کے پانی مین جسکے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینے اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور موتھ پر اسکو پھیر کہ تو اس سے شفا پائیگا چنانچہ اسپر عمل کیا گیا اور ابھی پیالہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ مجھے بکلی صحت ہو گئی۔ پھر یہ الہام ہوا وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ یعنے اگر تمہین اس نشان مین شک ہو جو ہمنے شفا دیکر دکھایا ہے تو تم اسکی نظیر پیش کرو۔	
نشان نمبر ۹۷	تخمیناً ۱۸۸۴ء	خدائے عزّ وجل کے زبردست نشانوں مین سے ایک یہ ہے کہ عرصہ تخمیناً بیس سال کا گذر چکا ہے کہ جب مجھے ایک مقدس وحی کے ذریعہ سے خبر دیگئی تھی کہ خدا تعالیٰ ایک شریف خاندان مین میری شادی کریگا اور وہ قوم سے سید ہونگے اور اُس بیوی کو خدا مبارک کریگا اور اُس سے اولاد پیدا ہوگی اور پھر یہ الہام ہوا کہ ہرچہ باید نوعروسی را ہمہ سامان کنم یعنے اس شادی کے تمام ضروریات کا پورا کرنا میرے ذمہ ہوگا چنانچہ اُسنے اس وعدہ کے موافق شادی کے بعد اُسکے ہر ایک بوجھ سے مجھے سبکدوش کر دیا اور ہمیشہ کرتا رہا اور سب سامان میسر آئے اور حسن معاشرت کیلئے سب سامان میسر آ گئے	

اس نشان کے گواہ شیخ حامد علی اور لالہ شرمپت اور ملاوامل کہتری اور دیگر بہت سے لوگ ہیں جنکو پہلے سے اس وحی کی خبر دی گئی تھی

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی میں منتشر کیا گیا ہو اس وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادات پیشگوئیاں بتلائیں جن کی بنا پر ظاہر ہوئیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تفصیل پیشگوئی نمبر ۶۸		اور کسی طرح کی تکلیف پیش نہ آئی بلکہ ہر طرح کا آرام پہنچا اور دوسرا پہلو نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دوران اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر ابھی نکلی دورہ ہوا تھا اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا کیونکہ میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا جو اب تک موجود ہے کہ آپ کو شادی نہیں کرنی چاہئے تھی ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے مگر باوجود ان کمزوریوں کے خدا نے مجھے پوری قوت صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کئے۔	
پیشگوئی نمبر ۶۹	فروری ۱۸۹۷ء	ایک شخص اہل تشیع میں سے جو اپنے آپ کو شیخ نجفی کے نام سے مشہور کرتا تھا ایک دفعہ لاہور میں آکر ہمارے مقابلہ میں بہت شور مچانے لگا اور نشان کا طلبگار ہوا چنانچہ ہم نے باشاعت اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء اسکو یہ وعدہ دیا کہ چالیس روز تک تجھے اللہ تعالیٰ کوئی نشان دکھلائے گا سو خدا کا احسان ہے کہ ابھی چالیس دن پورے نہ ہوئے تھے کہ نشان ہلاکت لیکھرام پشاوری وقوع میں آگیا تب تو شیخ ضال نجفی فوراً لاہور سے بھاگ گیا	مارچ ۱۸۹۷ء
زندہ گواہ رویت		ان پیشگوئیوں کے گواہ حکیم فضل دین صاحب منشی تاج دین صاحب مفتی محمد صادق صاحب مولوی نورالدین صاحب شیخ حامد علی صاحب میاں عبداللہ صاحب سنوری منشی ظفر احمد صاحب مولوی محمد حسین صاحب	زندہ گواہ ... صاحب

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن پیشگوئیوں میں سے بعض کا زمانہ بھی گزر چکا ہے اور وہ پوری ہوئیں اُن کی تفصیل۔ جس میں ان پیشگوئیوں کا تذکرہ ہے جن کے پورا ہونے پر جماعت کے ہزاروں آدمی گواہ ہیں	پیشگوئی پوری ہونے کی تاریخ ظہور
پیشگوئی نمبر ۸۰	قریباً ۱۸۷۷ء	مارٹن کلارک والے مقدمہ سے قریباً پچیس سال پہلے مین ایکدفعہ خواب مین دیکھ چکا تہا کہ مین ایک عدالت مین کسی حاکم کے سامنے حاضر ہون اور نماز کا وقت آگیا ہے تو مینے اُس حاکم سے نماز کیلئے اجازت طلب کی تو اُسنے کشادہ پیشانی سے مجہو اجازت دیدی چنانچہ اسکے مطابق اس مقدمہ مین عین دوران مقدمہ مین جبکہ مینے کپتان ڈگلس سے نماز کے لئے اجازت چاہی تو اُس نے بڑی خوشی سے مجھے اجازت دی ۔	۱۸۹۷ء
پیشگوئی نمبر ۸۱	۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء	عید اَضحےٰ کی صبحکو مجھے الہام ہوا کہ کچھہ عربی مین بولو چنانچہ بہت احباب کو اس بات سے اطلاع دی گئی اور اس سے پہلے مینے کبھی عربی زبان مین کوئی تقریر نہین کی تہی لیکن اُس دن مین عید کا خطبہ عربی زبان مین پڑہنے کیلئے کہڑا ہوا تو اللہ تعالےٰ نے ایک بلیغ فصیح پر معانی کلام عربی مین میری زبان مین جاری کی جو کتاب خطبہ الہامیہ مین درج ہے ۔ وہ کئی جز کی تقریر ہے جو ایک ہی وقت مین کہڑے ہوکر زبانی فی البدیہہ کہی گئی اور خدا نے اپنے الہام مین اسکا نام نشان رکہا کیونکہ وہ زبانی تقریر محض خدائی قوت سے ظہور مین آئی ۔ مین ہرگز یقین نہین مانتا کہ کوئی فصیح اور اہل علم اور ادیب عربی بہی زبانی طور پر ایسی تقریر کہڑا ہوکر کرسکے یہ تقریر وہ ہے جس کے اِس وقت قریباً ڈیڈہ سو آدمی گواہ ہونگے ۔	۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء
[illegible] نمبر ۸۱		اس الہام سے قبل از وقت بہت سے احباب کو اطلاع دی گئی چنانچہ شیخ رحمت اللہ صاحب ۔ مفتی محمد صادق صاحب مولوی عبدالکریم صاحب مولوی نورالدین صاحب مولوی محمد علی صاحب شیخ عبدالرحمان صاحب ماسٹر عبدالرحمن صاحب مولوی شیر علی صاحب حافظ عبدالعلی وغیرہ کثیر التعداد دوست اسکے گواہ ہین جنہون نے اس نشان کو بچشم خود	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس حد تک میں مشرف کیا گیا ہوں اس وحی سے منجملہ ذیل پیشگوئیاں بتلاتی ہیں جو تحقیق نہایت ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۸۳	۲۰ فروری ۱۹۰۲ء	ایک رات کو مجھے اس طرح الہام ہوا کہ جیسے اخبار عن الغائب ہوتا ہے اور وہ یہ الفاظ تھے انی افرّ مع اهلی الیك - یہ الہام بہت دوستوں کو سنایا گیا چنانچہ اسی دن خلیفہ نور الدین صاحب کا جموں سے خط آیا کہ اس شہر میں طاعون کا زور پڑ گیا ہے اور میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ اپنے سب بال بچے کو ساتھ لیکر قادیان چلا آؤں [1]	۲۰ فروری ۱۹۰۲ء
پیشگوئی نمبر ۸۴	فروری ۱۸۸۸ء	ایک دفعہ قادیان کے آریوں نے بہت اصرار کیا کہ کوئی نشان دکھلاؤ اور ہمارے مخالف شرکاء مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین بھی نشان دیکھنے کے طلبگار تھے تب ان سب پر حجت ملزمہ قایم کرنے کیواسطے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر میں نے یہ پیشگوئی کی کہ مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین پر اکتیس ماہ کے اندر ایک سخت مصیبت پڑیگی یعنی انکی اولاد میں سے کوئی ایسا آدمی مر جائیگا جس کا مرنا ان کے لئے تکلیف اور تفرقہ کا موجب ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب اکتیس ماہ کے پورا ہونے میں ابھی پندرہ دن باقی تھے تو مرزا نظام الدین کی لڑکی جو کہ امام الدین کی برادرزادی تھی ۲۵ سال کی عمر میں ایک چھوٹا سا بچہ چھوڑ کر مر گئی جس کا صدمہ ان سب پر بہت سخت ہوا اور یہ امر ان کے واسطے اور نیز آریوں کے واسطے ایک بڑا نشان ہوا [2]	ستمبر ۱۸۸۸ء

زندہ گواہ رویت

[1] اس الہام کے گواہ بہت سے آدمی ہیں جو اسوقت قادیان میں موجود تھے منجملہ ان کے مولوی نور الدین صاحب مولوی عبد الکریم صاحب مولوی محمد علی صاحب مفتی محمد صادق صاحب حکیم فضل دین صاحب مولوی شیر علی صاحب وغیرہ ہیں

[2] اسکے گواہ مرزا امام الدین نظام الدین اور قادیان کے بہت سے آریہ ہیں -

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے مین مشرف کیا گیا ہون اس وحی سے منجملہ دیگر پیشگوئیان ذیل پیشگوئیان تیلائی ہین جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہین	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۸۴	۱۸۸۴ء	قریباً ۱۸۸۴ء مین اللہ تعالی نے مجھے اس وحی سے مشرف فرمایا کہ ولقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون اور یہ مین عالم الغیب خدا نے اس بات کیطرف اشارہ کیا تہا کہ کوئی مخالف کبھی تیری سوانح پر کوئی داغ نہین لگا سکیگا۔ چنانچہ اس وقت تک جو میری عمر قریباً پینسٹھ سال ہے کوئی شخص دور یا نزدیک رہنے والا ہماری گذشتہ سوانح پر کسی قسم کا داغ ثابت نہین کر سکتا بلکہ گذشتہ زندگی کی پاکیزگی کی گواہی اللہ تعالی نے خود مخالفین سے بھی دلوائی ہے جیساکہ مولوی محمد حسین صاحب نے نہایت پر زور الفاظ مین اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ مین کئی بار ہماری اور ہمارے خاندان کی تعریف کی ہے اور دعوی کیا ہے کہ اس شخص کی نسبت اور اسکے خاندان کی نسبت مجھہ سے زیادہ کوئی واقف نہین اور پھر انصاف کی پابندی سے بقدر اپنی واقفیت کے تعریفین کی ہین پس ایک ایسا مخالف جو تکفیر کی بنیاد کا بانی ہے پیشگوئی ولقد لبثت فیکم کا مصدق ہے۔	پیشگوئی اپنے پورے طور پر پوری ہو گئی ہے
پیشگوئی نمبر ۸۵	۱۸۶۶ء	مرزا اعظم بیگ سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے ہماری بعض بےدخل شرکا کی طرف سے ہماری جائداد کی ملکیت مین حصہ دار بننے کیلئے ہم پر نالش دائر کی۔ اور ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم اپنی فتحیابی کا یقین کرکے جواب دہی مین مصروف ہوئے۔ مینے جب اس بارہ مین دعا کی تو خدا علیم کیطرف سے مجھے الہام ہوا کہ اجیب کل دعائك الا فی شرکائك	۱۸۶۶ء
زندہ گواہ نمبر ۸۵		اسکے گواہ قادیان کے کئی آدمی ہین۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے ہم مشرف کیا گیا اور جو اس وحی نے مشتمل برخوارق عادات پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۸۵		پس میں نے سب عزیزوں کو جمع کر کے کھولکر سنا دیا کہ خدائے علیم نے مجھے خبر دی ہے کہ تم اس مقدمہ میں ہرگز فتحیاب نہ ہوگے اسلئے اس سے دست بردار ہو جانا چاہیئے لیکن انہوں نے ظاہری وجوہات اور اسباب پر نظر کر کے اور اپنی فتحیابی کو متیقن خیال کر کے میری بات کی قدر نہ کی اور مقدمہ کی پیروی شروع کر دی اور عدالت ماتحت میں میرے بھائی کو فتح بھی ہوگئی لیکن خدائے عالم الغیب کی وحی کے برخلاف کس طرح ہو سکتا تھا بالآخر چیف کورٹ میں میرے بھائی کو شکست ہوئی اور اس طرح اس الہام کی صداقت سب پر ظاہر ہوگئی۔	
پیشگوئی نمبر ۸۶	۱۸۹۸ء	خواجہ جمال الدین صاحب بی اے جو ہماری جماعت میں داخل ہیں جب امتحان منصفی میں فیل ہوئے اور انکو بہت ناکامی اور نا امیدی لاحق ہوئی اور سخت غم ہوا تو انکی نسبت مجھے الہام ہوا کہ سَیُغْفَرُ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے اس غم کا تدارک کریگا چنانچہ اسکے مطابق وہ جلد ریاست کشمیر میں ایک ایسے عہدہ پر ترقی یاب ہوئے جو عہدہ منصفی سے انکے لئے بہتر ہوا یعنے وہ تمام ریاست جموں و کشمیر کے انسپکٹر مدارس ہوگئے اور اب تک اسی عہدہ پر قایم ہیں۔[1]	۱۹۰۰ء
پیشگوئی نمبر ۸۷	۱۸۸۶ء	ایک دفعہ ہم ریلگاڑی پر سوار تھے اور لدھیانہ کی طرف جا رہے تھے کہ الہام ہوا "نصف ترا نصف عمالیق را" اور اسکے ساتھ یہ تفہیم ہوئی	برابر ۱۸۸۶ء
زندہ گواہ رویت نمبر ۲۰۰	اس نشان کے گواہ بہت سارے احباب ہیں مثلاً مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مولوی شیر علی صاحب حکیم فضل دین صاحب وغیرہ		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس حالت میں مشرف کیا گیا ہوں اس حالت میں مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی گئیں جو اپنے وقت پر پوری ہو کر ظاہر ہو گئیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۹۷		کہ امام بی بی جو ہمارے جدّی شرکا میں سے ایک عورت تھی مر جائیگی اور اسکی زمین نصف ہمیں اور نصف دیگر شرکاء کو ملجائیگی یہ الہام اُن دونوں کو جو اسوقت ہماری ساتھ تھے سنا دیا گیا تھا چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا کہ عورت مذکور مر گئی اور اسکی نصف زمین ہمیں اور نصف بعض دیگر شرکاء کو ملی۔ مرنیکو تو ہر ایک شخص مرتا ہے مگر اسمیں تین بڑے نشان تھے (۱) قبل از وقت اس واقع کی خبر دینا اور پھر اس عورت کا معمولی عمر میں ہی مر جانا (۲) ہمارا اس وقت تک زندہ رہنا (۳) زمین کا مطابق الہام کے تقسیم ہونا لہ	
پیشگوئی نمبر ۹۸	۱۸۹۵ء	مجھے اپنے مرض ذیابطیس کیوجہ سے آنکھوں کا بہت اندیشہ تھا کیونکہ اس مرض کے غلبہ سے آنکھ کی بینائی کم ہو جایا کرتی ہے اور نزول الماء ہو جاتا ہے اس اندیشہ کی وجہ سے دعا کی گئی تو الہام ہوا کہ "نزلت الرحمة علی ثلث العین۔ وعلی الاخریین" یعنے رحمت تین اعضا پر نازل ہوگی ایک تو آنکھ اور دو اور عضو اس جگہ آنکھ کا ذکر تو کر دیا لیکن دو باقی اعضا کی تصریح نہیں فرمائی مگر لوگ کہا کرتے ہیں کہ زندگی کا لطف تین عضو کے بقا میں ہے آنکھ کان۔ پر آن اس الہام کے پورا ہونے کی کیفیت اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ قریبا اٹھارہ سال سے یہ مرض مجھے لاحق ہے اور ڈاکٹر اور حکیم لوگ جانتے ہیں کہ اس مرض	۱۸۹۵ء

حاشیہ متعلقہ پیشگوئی نمبر ۹۷ — لہ اس نشان کے گواہ مولوی حکیم نور الدین صاحب و شیخ حامد علی صاحب اور ہمارے کنبہ کے اکثر مرد اور عورتیں ہیں

تاریخ ظہور پیشگوئی	جن حق جوئیوں میں مشرف کیا گیا اُن خاص خاص ہی مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	مین آنکھون کو کیا اندیشہ ہوتا ہے پہر کونسی طاقت ہے جس نے پہلے سے خبر دیدی کہ یہ قانون تجربہ پر توڑ دیا جائیگا اور بعد میں ایسا ہی کرکے دکہا دیا کیا یہ انسان کا کام ہے؟ ایسی مرض کی حالت مین دعوی کرنا تو درکنار کون ہے جو عین تندرستی اور جوانی کی حالت مین بہی دعوی کرسکے کہ میری آنکہین فلان وقت تک محفوظ رہینگی[1]		بقیہ نشان نمبر ۹۸
قریباً ۱۸۹۳ء	ہماری ایک لڑکی عصمت بی بی نام تہی ایک دفعہ اسکی نسبت الہام ہوا کرم الجنۃ دوحۃ الجنۃ۔ تفہیم یہ تہی کہ وہ زندہ نہین رہیگی سو ایسا ہی ہوا۔ ہم اس خیال سے کہ مبادا کسی ناعاقبت اندیش کے دل مین ایسے نشانات کی نسبت کچھ اعتراض پیدا ہو کہ کیون بڑہانیکے لئے دعا کیون نہ کی گئی اور کیگئی ہو تو وہ قبول کیون نہ ہوئی یہ امر واضح کردیتے ہین کہ ایسے الہامات کے بعد ملہم لوگون کو خطرناک دو قسم کی حالتین پیش آتی ہین کبہی تو دعا کی طرف غیب سے توجہ اور جوش دیا جاتا ہے اور وہ اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ دعا قبول کرے اور کبہی خدا دعا کو قبول کرنا نہین چاہتا اور اپنی مرضی کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تب دعا کرنیوالے کی طبیعت پر قبض پیدا کردیتا ہے اور دعا کے اسباب اور حضور اور جوش کو ظہور مین نہین آنے دیتا[2]	قریباً ۱۸۹۳ء	نشان نمبر ۹۹

[1] اس الہام کے لئے گواہون کی ضرورت نہین۔ ذیابیطس کے مرض کا حال ڈاکٹر لوگون سے دریافت کیا جاسکتا ہے اور آنکہون پر رحمت نازل ہو۔ [2] یہ الہام بہت سی مرد اور عورتون کو سنایا گیا تہا اور اسوقت قادیان مین بہت ہونگے جو گواہی دینگے لیکین	زندہ گواہ رؤیت نمبر ۹۸ و ۹۹

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس کسی حق میں سے میں شرف کیا گیا بعنوان حق منشیہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلا میں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۶۰	۷ جنوری ۱۹۰۰ء	جب ہمارے شرکا مخالفین مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین نے ہماری مسجد کے دروازہ کے راہ میں ایک ایسی دیوار کھینچی جو کہ ہماری واسطے اور ہمارے مہمانوں کیواسطے بہت ہی تکلیف کا موجب ہوئی اور اس امر کی چارہ جوئی کیلئے عدالت میں نالش کیگئی اور قریب ڈیڑھ سال تک مقدمہ ہوتا رہا تو اس دیوار کے بنائے جانے سے چند دن پہلے ہمیں اسکے متعلق ایک الہام ہوا کہ جو دلالت کرتا تھا کہ ایسی تکلیف عنقریب پیش آئیگی اور آخر فتح ہوگی اور وہ الہام یہ ہے الرحی تدور وینزل القضاء۔ ان فضل اللہ لآت ولیس لاحد ان یرد ما اتی ــــ ظفر مبین وانما یؤخرھم لاجل مسمی چکی پھرے گی اور قضا نازل ہوگی یقیناً خدا کا فضل آنیوالا ہے اور کسی طاقت نہیں جو رد کرے اس کو جب آگیا۔ وہ فتح مبین ہوگی بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ ان لوگوں کو خدا نے ایک وقت تک ڈھیل دے رکھی ہے۔ یہ الہامات ۷ جنوری کے الحکم میں اور اربعین نمبر ۳ میں شایع ہوگئے اور عین اسوقت سب احباب کو سنائے گئے چنانچہ ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو وہ دیوار بنائی گئی جس سے ہمارا راستہ آمد و رفت بند ہوگیا اور ہمارے مہمان بہت تکلیف کے ساتھ دور کے کوچوں سے ہوکر مسجد تک پہنچتے لیکن آخر عدالت کے حکم سے وہ دیوار ۲۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ء کو گرائی گئی اور مقدمہ کا خرچہ بھی ہمارے مخالفین پر پڑا۔ فالحمد للہ ــــ	۲۰ اگست ۱۹۰۱ء
زندہ گواہ رویت		ان الہامات کے گواہ سید فضل شاہ صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب و دیگر بہت سے احباب ہیں۔ مثلاً شیخ یعقوب علی صاحب۔ حکیم فضل الدین صاحب	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	پیشگوئی یا الہام جو دنیا پر ظاہر کیا گیا معہ ذیل علامات جس میں سے وہ پیشگوئی شہرت کیا گیا اور شائع ہوئی	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی ۹۹	تخمیناً ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء	ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے بھائی غلام قادر صاحب سخت بیمار ہیں سو یہ خواب بہت سے آدمیوں کو سنایا گیا چنانچہ اسکے بعد وہ سخت بیمار ہو گئے تب میں نے ان کے لئے دعا شروع کی تو دوبارہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارا ایک بزرگ فوت شدہ انکو بلا رہا ہے اور اس خواب کی تعبیر بھی موت ہوا کرتی ہے چنانچہ انکی بیماری بہت بڑھ گئی اور وہ ایک مشت استخوان سے رہ گئے اسپر مجھے سخت قلق ہوا اور میں نے انکی شفا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جس کو میری تین غرضیں تھیں (۱) میں دیکھنا چاہتا تھا کہ میری دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں (۲) میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسے بیمار کو بھی تندرست کرتا ہے یا نہیں (۳) میں یہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ ایسی منذر خواب جو اُن کی موت کے نسبت تھی رد ہو سکتی ہے یا نہیں۔ سو جب میں دعا میں مشغول ہوا تو میں نے کچھ دنوں کے بعد خواب میں دیکھا کہ برادر مذکور پورے تندرست کی طرح بغیر سہارے کے مکان میں چل رہے ہیں چنانچہ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے انکو شفا بخشی اور وہ اس واقعہ کے بعد پندرہ برس تک زندہ رہے۔	[illegible] ۱۸۶۹ء
پیشگوئی ۱۰۰	۱۸۸۳ء	مذکورہ بالا واقعہ کے پندرہ برس بعد میرے بھائی صاحب کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں امرتسر میں تھا اسی جگہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اب قطعی طور پر انکی زندگی کا پیالہ پُر ہو چکا ہے چنانچہ میں نے یہ خواب حکیم محمد شریف امرتسری کو سنایا اور اپنے بھائی صاحب کو بھی ایک خط	
گواہ	اس نشان کے گواہ قادیان کے بہت لوگ ہیں جو اب تک زندہ موجود ہیں۔		

[illegible]

لکھا کہ آپ امور آخرت کی طرف متوجہ رہیں چنانچہ انہوں نے عام گہر والوں کو اس مضمون سے اطلاع دی اور پہر چند ہفتے میں وہ اس جہان سے گذر گئے۔ منہ

[illegible]

علی محمد خان صاحب نواب جہجر کے لدہیانہ میں ایک غلہ منڈی بنائی تہی کسی شخص کی شرارت کے سبب انکی منڈی بے رونق ہو گئی اور بہت نقصان ہونے لگا تب انہوں نے دعا کے لئے میری طرف رجوع کیا لیکن پیشتر اسکے کہ نواب صاحب کیطرف سے میرے پاس کوئی خط اس خاص امر کیلئے دعا کے بارے میں آتا میں نے اللہ تعالیٰ کیطرف سے یہ خبر پائی کہ اس مضمون کا خط نواب موصوف کیطرف سے آنے والا ہے چنانچہ میں نے اس واقعہ کی خبر اپنے خط کے ذریعہ سے نواب محمد علیخان مرحوم کو قبل از وقت دیدی اور ایسا اتفاق ہوا کہ اس طرف سے تو میرا خط روانہ ہوا اور اسی دن ان کیطرف سے اسی مضمون کا خط میری طرف روانہ ہو گیا جو میں نے خواب میں دیکھا تہا جسکی روانگی کی میں نے اسی وقت انکو خبر دیدی تہی کہ گویا ایک ہاتھ سے انہوں نے ڈاک میں چہٹی ڈالی اور دوسرے ہاتھ سے وہی خط میرا انکو مل گیا جسمیں اس روانہ شدہ چہٹی کا مع مضمون اسکے ذکر تہا تب تو نواب محمد علیخان خط کو پڑہکر ایک عالم سکتہ میں آ گئے اور تعجب کیا کہ یہ راز کا خط جسکو میں نے

[illegible]

قادیان کے کئی مرد اور عورتیں اس بات کے گواہ ہیں کہ ان کی سوت کیطرف مرا خط اسکے صندوق سے نکل آیا تہا۔

نمبر شمار پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	جس کتاب میں شائع کیا گیا اس کی مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی گئیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۹۴	[illegible]	ابہی ڈاک میں روانہ کیا کیونکہ اسکا حال ظاہر کیا گیا اس علم غیب سے انکے ایمان کو بہت قوت دی چنانچہ انہوں نے بارہا مجھے جتلایا کہ اس خط سے خدا پر میرا ایمان بہت بڑہ گیا اُس خط کو وہ ہمیشہ اپنی کتاب جیبی میں بطور تبرک رکہا کرتے تہے ایک مرتبہ اُنہوں نے خلیفہ محمد حسین کو بھی جو وزیر اعظم پٹیالہ ہے بڑی تعجب سے وہ خط دکہایا اور موت سے ایک دن پہلے پھر اس خط کو مجھے دکہلایا کہ میں نے اپنی جیبی کتاب میں رکہہ لیا تہا اور اس نشان کے ساتھ دوسرا نشان یہ ہے کہ جب عالم کشف میں ان کا دوسرا خط مجھ کو ملا جس میں بہت بیقراری ظاہر کی گئی تہی تو میں نے اُس جواب کے خط کو پڑہکر اُنکے لئے دعا کی اور مجھ کو الہام ہوا کہ کچھ عرصہ کے لئے یہ روک اُٹھا دی جاوے گی اور ان کو اس غم سے نجات دیجائیگی - یہ الہام انکو اسی خط میں لکھ کر بھیجا گیا تہا جو زیادہ تر تعجب کا موجب ہوا چنانچہ وہ الہام جلد تر پورا ہوا اور تہوڑے دنوں کے بعد انکی منڈی بہت عمدہ طور پر بارونق ہو گئی اور یہ روک اٹھ گئی - پس اس نشان میں دو نشان ظاہر ہوئے اول قبل از وقت اطلاع دینا کہ ایسا واقعہ پیش آنیوالا ہے - دوم قبولیت دعا سے اطلاع ہونا کہ منڈی پھر بارونق ہو جائیگی سلہ	[illegible]
پیشگوئی نمبر ۹۵	۱۹۰۱	ایک دفعہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ مبارک احمد جو پسر چہارم میرا ہے چٹائی	

سلہ نواب صاحب نے اس واقعہ کو اپنی نوٹ بک میں درج کیا تہا اور محمد حسین خان صاحب منشی پٹیالہ کو بھی سہ پہر سامنے اپنی کتاب دکہائی تہی وزیر صاحب کی مجلس میں بیٹھنے والے لوگ بہی بڑا پایہ رکھنے کے آدمی ہیں اس واقعہ کے گواہ ہیں

[illegible]

کے پاس گر پڑا ہے اور سخت چوٹ آئی ہے اور کرتہ خون سے بھر گیا ہے
خدا کی قدرت کہ ابھی اس کشف پر شاید تین منٹ سے زیادہ نہیں
گذرے ہونگے کہ میں دالان سے باہر آیا اور مبارک احمد کہ شاید
اسوقت سوا دو سال کا ہوگا چارپائی کے پاس کھڑا تھا یکدفعہ کسیطرح
کوئی حرکت کرکے پھسل گیا اور زمین پر جا پڑا اور کپڑے خون سے
ہو گئے اور جس طرح عالم کشف میں دیکھا تھا اسی طرح ظہور میں آگیا اس
واقعہ کی نسبت بھی عورتیں خادمہ وغیرہ جو ہمارے گھر میں ہیں گواہ ہیں

ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مبارک احمد میرا چھوٹا لڑکا فوت ہو گیا
ہے اس سے چند دنوں کے بعد مبارک احمد کو سخت تپ ہوا اور آٹھ
دفعہ غش ہو کر آخری غش میں ایسا معلوم ہوا کہ جان نکل گئی ہے آخر
دعا شروع کی اور ابھی میں دعا میں تھا کہ سب نے کہا کہ مبارک احمد فوت
ہو گیا ہے تب میں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا تو نہ دم تھا نہ نبض تھی آنکھیں
میت کی طرح پتھرا گئیں تھیں۔ لیکن دعا نے ایک خارق عادت اثر
دکھلایا اور میرے ہاتھ رکھنے سے ہی جان محسوس ہونے لگی یہانتک کہ لڑکا
زندہ ہو گیا اور زندگی کے علامات پیدا ہو گئے تب میں نے بلند آواز
سے حاضرین کو کہا کہ اگر عیسی بن مریم نے کوئی مردہ زندہ کیا ہے تو
اس سے زیادہ ہرگز نہیں یعنے اسی طرح کا مردہ زندہ ہوا ہوگا نہ کہ وہ جسکی
جان آسمان پر پہنچ چکی ہو اور ملک الموت نے اسکی روح کو قرارگاہ تک
پہنچا دیا ہو۔[1]

[1] اس واقعہ کے قادیان میں رہنے والے بہت سے مرد اور عورتیں گواہ ہیں۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	ایک دفعہ میں خود سخت بیمار ہو گیا اور حالت ایسی بگڑ گئی کہ بیماری سے جان بر ہونا مشکل معلوم ہوتا تھا تب یہ الہام ہوا ما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کے موافق عین ناامیدی کی حالت میں شفا بخشی اور یوں تو ہزارہا لوگ شفا پاتے ہیں مگر ایسی ناامیدی کی حالت میں سینکڑوں انسانوں میں دعوی سے پیش کرنا کہ شفا ضرور حاصل ہو جائیگی یہ انسان کا کام نہیں۔		
	شروع اکتوبر ۱۸۹۷ء میں مجھے دکھایا گیا کہ میں ایک گواہی کیلئے ایک انگریز حاکم کے پاس حاضر کیا گیا ہوں اور اس حاکم نے مجھ سے سوال کیا کہ آپ کے والد کا کیا نام ہے لیکن جیسا کہ شہادت کے لئے دستور ہے مجھے قسم نہیں دی۔ پھر ۸۔ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ ایک شخص کا سپاہی سمن لیکر آیا ہے یہ خواب صبح میں عام جماعت کو سنا دی گئی پھر بعد اس کے ایسا ہی ظہور میں آیا اور سپاہی سمن لیکر آگیا اور معلوم ہوا کہ ایڈیٹر اخبار ناظم الہند لاہور نے مجھ کو گواہ لکھا دیا ہے جس پر مولوی رحیم بخش پرائیوٹ سکرٹری نواب بہاولپور نے لائبل کا مقدمہ ملتان میں کیا تھا۔ سو جب میں ملتان میں پہنچ کر عدالت میں گواہی کیلئے گیا تو ویسا ہی ظہور میں آیا حاکم کو ایسا سہو ہو گیا کہ قسم دینا بھول گیا اور اظہار شروع کر دیئے۔		
اس نشان کے گواہ ایک گروہ کثیر ہے جیسا خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور مولوی نور الدین صاحب مولوی عبد الکریم صاحب مولوی شیر علی صاحب شیخ عبد الرحمٰن صاحب			

ہمارے دوست مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم ایک مدت سے بیمار تھے پہلے اس سے آخر سنہ ۱۹۰۰ء میں انکی حالت بہت بگڑ گئی اور وہ ان دنوں میں اپنے بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کے پاس چلے گئے کچھ دنوں کے بعد دعا کیلئے انکا خط آیا ہمنے دعا کی تو خواب میں دیکھا کہ ایک سڑک ایسی کہ گویا چاندی کے ٹکڑے اکٹھے کر کے بنائی گئی ہے اور ایک شخص نہایت خوش شکل عزیز مرحوم کو اس سڑک پر لئے جا رہا ہے اور وہ سڑک آسمان کیطرف جاتی ہے اس خواب کی تعبیر یہی تھی کہ انکا خاتمہ بخیر ہوگا اور وہ بہشتی ہے اور نورانی چہرہ والا شخص ایک فرشتہ تھا جو اس عزیز کو بہشت کیطرف لیجا رہا تھا ہمنے یہ خواب مرزا یعقوب بیگ صاحب کو لکھ دیا اور اپنی جماعت میں بھی شائع کر دیا چنانچہ ۶ ماہ کے بعد اس عزیز نے وفات پائی اور جب ہماری پاس تار پہنچا اور ہمنے تعزیت کا خط لکھنا شروع کیا اور ہماری توجہ اس عزیز کیطرف تھی کہ کس طرح وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ناپدید ہو گیا تو اس حالت میں الہام ہوا "مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کی راہ سے داخل ہوں" یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عزیز مرحوم کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی۔[1] مرحوم مذکور نیک بخت۔ جوان صالح اور اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا

[1] اسکے گواہ مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم اے مفتی محمد صادق صاحب مولوی شیر علی صاحب حکیم فضل دین صاحب میر ناصر نواب صاحب شیخ عبدالرحمان قادیانی صاحب شیخ عبدالرحیم صاحب اور کثیر جماعت احمدیہ نیلہ سیالکوٹ وغیرہ

تاریخ ظہور پیشگوئی	جن حالات میں پیشگوئی کی گئی اور جس جگہ وہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
جولائی ۱۸۹۹ء	جولائی ۱۸۹۹ء میں حبّی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اسسٹنٹ سرجنی کا آخری امتحان دیا اور جب میں نے اُنکے لئے دعا کی تو الہام ہوا "آتم پاس ہو گئے ہو" یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ پاس ہو گیا ہے کیونکہ مخلصوں کے لئے جو یگانگت کی حد تک پہنچتے ہیں ایسے فقرے آجاتے ہیں چنانچہ بائیبل میں بھی اس طرز کی کئی پیشگوئیاں درج ہیں بالآخر عزیز مذکور اپنے امتحان میں بڑی خوبی سے کامیاب ہوا اور لاہور کے میڈیکل کالج میں ہوس سرجن مقرر ہوا۔	جولائی ۱۸۹۹ء	[illegible]
[illegible]	ہمارے ایک مخلص دوست مرزا محمد یوسف بیگ صاحب ہیں جو سامانہ علاقہ ریاست پٹیالہ کے رہنے والے ہیں اور ایک مدت دراز سے ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ وہ اسی تعلق میں تمام عمر رہیں گے [illegible] ایک دفعہ انکا لڑکا مرزا ابراہیم بیگ مرحوم [illegible] میری طرف دعا کیلئے خط لکھا [illegible] سلام ہی چاہا [illegible] کہ اب انکی زندگی کا خاتمہ ہے اگرچہ دل نہیں چاہتا تھا تاہم بہت سوچنے کے بعد میرزا محمد یوسف بیگ صاحب کو اس حادثہ سے اطلاع دی گئی اسکے تھوڑے دنوں کے بعد وہ جوان غریب مزاج فرمانبردار بیٹا [illegible]	[illegible]	
[illegible]	اس شمار کے [illegible] مرزا محمد یوسف بیگ صاحب [illegible]	[illegible]	

[illegible]

۱۱۱	[illegible] ۱۹۰۱ء	جب بالمقابل تفسیر نویسی میں مخالف مولوی عاجز آگئے اور مہر علیشاہ گولڑوی نے کوئی ورق بھی قابل شرم کارروائیاں کیں تو اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو بطور تفسیر القرآن کا معجزہ عطا فرمایا اور ستر روز کے عرصہ میں رسالہ اعجاز المسیح لکھا گیا۔ اس عرصہ میں طرح طرح کی روکیں پیش آئیں اور بہت سا وقت بیماری میں گذرا۔ اس نشان کو زیادہ تر ہمارے قادیان میں رہنے والے احباب جانتے ہونگے کیونکہ وہ ہماری روز مرہ حالت سے واقف تھے حاصل کلام انہیں دنوں میں اس رسالہ کے متعلق یہ الہام ہوا کہ منعہ مانع من السماء یعنی روک دیا اسکو مقابلہ کرنے والے سے آسمان سے سو یہ الہام اس صفائی سے پورا ہوا ہے کہ ابتک میاں مہر علی اسکا جواب نہیں دے سکا اور نہ انکا کوئی حامی جواب دینے پر قادر ہو سکا اگر کارروائی کی تو یہہ کی کہ صرف اردو میں ایک کتاب لکھی مگر آخر تحریری ثبوت سے ثابت ہوا کہ وہ بھی اپنی ذاتی لیاقت سے نہیں بلکہ مولوی محمد حسن متوفی کے نوٹوں کا بعینہا سرقہ تھا یہاں تک کہ اس نادان نے اسکی قابل شرم غلطیوں کو بھی صحیح سمجھ لیا اور اس ثالی سرقہ اور مجموعہ اغلاط کا نام سیف چشتیائی رکھا وہ ایسی سیف تھی جو انہیں پر چل گئی [1]

مر گیا بدبخت اپنے وار سے	کٹ گیا سر اپنی ہی تلوار سے
کھل گئی ساری حقیقت سیف کی	کم کرو اب ناز اس مردار سے

[1] اس نشان کا گواہ اول تو خود کتاب اعجاز المسیح ہے اور بہت سے مخلص جو اسجگہ موجود تھے مثلاً مولوی نورالدین صاحب مولوی عبدالکریم صاحب مفتی محمد صادق صاحب مولوی محمد علی صاحب حکیم فضل دین صاحب پیر منظور محمد صاحب پیر سراج الحق صاحب۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن غیبی امور سے مشرف کیا گیا یعنی وحی الٰہی ہوئی جن میں مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
[illegible]	[illegible]	خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم پٹیالہ کسی ابتلا اور فکر اور غم میں مبتلا تھے انکی طرف سے متواتر دعا کی درخواست ہوئی اتفاقاً ایک دن یہ الہام ہوا "چل رہی ہے نسیم رحمت کی جو دعا کیجئے قبول ہے آج" اُسوقت مجھے یاد آیا کہ آج انہیں کے لئے دعا کی جائے چنانچہ دعا کی گئی اور انکو بذریعہ خط اطلاع دی گئی اور تہوڑے عرصہ کے بعد انہوں نے ابتلاء سے رہائی پائی اور بذریعہ خط اپنی رہائی سے اطلاع دی انکا خط میرے کسی بستہ میں ابتک پڑا ہوگا اور وہی اس بات کا کامل گواہ ہے۔	[illegible]
[illegible]	[illegible]	ہمارے بہائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی وفات سے ایک دن پہلے الہام ہوا "جنازہ" اور میں نے اس الہام کی بہت لوگوں کو خبر دیدی چنانچہ دوسرے روز بہائی صاحب فوت ہو گئے۔ اس امر کے [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible] خدا تعالیٰ کے فضل سے [illegible] میں آ گئے ایک یہ ہے کہ جب کتاب امہات المؤمنین عیسائیوں کی طرف سے شایع ہوئی تو انجمن حمایت اسلام لاہور کے ممبروں نے گورنمنٹ میں اس مضمون کا میموریل بہیجا کہ اس مضمون کی اشاعت بند کی جائے اور مصنف سے باز پرس ہو مگر میں انکے میموریل کے سخت مخالف تہا اور میں نے اپنی تحریر میں صاف طور پر شایع کیا تہا کہ یہ طریق اچہا نہیں مگر ان لوگوں نے میری صلاح کو قبول نہ کیا بلکہ	[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نشان نمبر [illegible]	۱۸۸۶ء	یہ گوئی کی اسی اثنا میں مجھے الہام ہوا کہ فستذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللہ یعنی عنقریب تمہیں یہ بات میری یاد آئے گی یہ اسبات کی طرف اشارہ تھا کہ تمہیں اپنی مرادوں میں ناکامی رہیگی اور جس امر کو میں نے اختیار کیا ہے یعنی مخالفین کے اعتراضات کو رد کرنا اور انکو جواب دینا اس امر کو میں خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں یہ الہام قبل از وقت ایک گروہ کثیر کو سنا دیا گیا تھا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا یعنی انجمن کی درخواست نامنظور ہوئی۔	[illegible]
نشان نمبر ۱۰۰	۱۸۸۶ء	جبکہ دلیپ سنگہ کی پنجاب میں آنے کی خبر مشہور تھی تب مجھے دکھلایا گیا کہ دلیپ سنگہ اپنے اس ارادہ میں ناکام رہیگا اور وہ ہرگز ہندوستان میں قدم نہیں رکھیگا چنانچہ میں نے اس کشف کو لالہ شرمپت ساکن قادیان کو جو آریہ ہے اور کئی ہندو مسلمانوں کو بتلا دیا اور ایک اشتہار بھی شایع کر دیا جو فروری ۱۸۸۶ء میں چھپ کر تقسیم کر دیا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دلیپ سنگہ عدن سے واپس ہوا اور اسکی عزت و آسائش میں بہت خطرہ پڑا جیسا کہ میں نے صدہا آدمیوں کو خبر دی تھی له	۱۸۸۶ [illegible]
نشان نمبر ۱۰۱	۱۸۸۶ء	ایک دفعہ ہمارے مخلص میاں عبد اللہ سنوری پٹواری علاقہ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے یہ نشان الٰہی ظاہر ہوا کہ اول مجھ کو کشفی طور پر دکھایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضاء و قدر کے اہل دنیا کی نیکی و بدی	۱۸۸۶ [illegible]

له [illegible] ۱۸۸۲ [illegible] اشتہار [illegible]

[illegible]	جس میں بھی پیشگوئی [illegible] دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	پیشگوئی بیان

متعلق اپنے لئے اور نیز اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور چاہتا ہوں کہ
ایسا ہی ہو جائے پھر تمثل کے طور پر میں نے خدا تعالی بے مثل و بے مانند
کو دیکھا اور وہ کاغذ حضرت جلشانہ کے آگے رکھہ دیا تا اسپر دستخط
کر دے تا وہ سب باتیں جنکے لئے درخواست کیگئی ہے ہو جائیں خدا
تعالی نے اسپر سرخی سے دستخط کر دئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تہی
اسکو جہاڑ دیا اور جہاڑنے کے ساتہہ ہی اس سرخی کے قطرے میرے
اور میاں عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے اور چونکہ کشفی حالت میں انسان
بیداری سے حصہ رکہتا ہے اسلئے مینے ان قطروں کو بچشم خود دیکہا
اور مین اسوقت اس خیال سے کہ خدا نے میرے تجویز کردہ احکام پر دستخط
کر دئے چشم پر آب تہا اور ایک رقت میرے دل پر طاری تہی اتنے مین
میاں عبداللہ نے یہ کہکر کہ یہ کہاں سے سرخ قطرے ہمارے پر پڑے
مجہے اس حالت سے جگا دیا اور مینے اپنے کرتہ اور اسکی ٹوپی پر سرخ اور تر قطرے
سرخی کے [illegible] پڑے ہوئے تہے اور تمام حال اس کیفیت کا سنایا
[illegible] اور خوب [illegible]
پہر [illegible] ان قطروں سے [illegible] گمان ہو سکے
تب میاں عبداللہ کو بہی یقین ہوا کہ یہ سرخ قطرے معجزہ کے طور پر ہیں
بعض کپڑے اب تک میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں اور وہ خدا کے
فضل و کرم سے خوش گذرہ حلف اٹہا سکتا ہے [illegible] موجود ہین اور اس کیفیت
کو حلفا بیان کر سکتے ہیں اور یہ بات کہ یہ سرخ قطرے کس بات کے تہے [illegible]

نام گواہ	اسکے گواہ میاں عبداللہ سنوری اور دیگر بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے بچشم خود اس کرتہ کو دیکہا۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
		کرے تجھے اسکا جواب دیتے ہیں کہ قبل از وقت اس بات کیلئے نشان دیا گیا تھا کہ آسمان سے قہری نشان ظاہر ہونگے اور بعض ہیبت ناک موتین نشان کیطرح ہونگے جیسا کہ لیکھرام پنڈت کی موت اور جیسا کہ طاعون دنیا کو کہا رہی ہے ۔	
[illegible] ۱۰۶	[illegible] ۱۸۸۶ء	پنڈت اگنی ہوتری نے جو برہمو سماج کا ایک منتخب عالم ہے لاہور سے میری طرف ایک خط لکہا جس میں حصہ سوم براہین احمدیہ کا رد لکہنا چاہتا ہوں ابہی وہ خط آنے نہ پایا تہا کہ مجہے خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے اس مضمون سے آگاہی دیدی تہی چنانچہ کئی ہندو آریوں کو بلاکر بتا دیا گیا تہا اور ایک آریہ کو ہی شام کے وقت ڈاکخانہ میں بہیجا گیا تا وہ گواہ بن سکے چنانچہ جب وہ خط آیا تو اس خط کا وہی مضمون تہا جو الہام الٰہی سے خبر پاکر پہلے لوگوں پر ظاہر کر دیا گیا تہا اور وہ خط سب کو دکہایا گیا اور پنڈت اگنی ہوتری کو لکہا گیا کہ جس الہام کے سلسلہ کا تم رد لکہنا چاہتے ہو اسی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی از وقت تمہارے خط کے مضمون سے [illegible] دیدی ہے اگر چاہو تو قادیان میں آکر اپنے ہندو بہائیوں سے ت[illegible] کر لو[1]	[illegible] ۱۸۸۶ء
[illegible] ۱۰۷	[illegible] ۱۸۹۸ء	جب بعض مخالفین کی مخبری سے میرے پر ٹیکس لگانیکے لئے [illegible] طرف سے مقدمہ ہوا اور میری طرف سے عذرداری کی گئی تو [illegible]	[illegible]
[illegible]		[1] اس نشان کے گواہ قادیان کے بہت سے آریہ ہیں ۔	[illegible]

تاریخ ظہور پیشگوئی	جن میں سے بعض کو پیش کیا گیا ان میں سے منتخبہ ذیل پیشگوئیاں بتلا کر دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	
	چھوٹی مسجد میں چند احباب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور آمد و حساب کر رہے تھے کہ مجھ پر ایک کشفی حالت طاری ہوئی۔ سو میں نے دیکھا کہ ہندو تحصیلدار بٹالہ جس کے پاس مقدمہ تھا بدل گیا ہے اور اس کے عوض ایک اور شخص کرسی پر بیٹھا ہے جو مسلمان ہے اور اس کشف کے ساتھ بعض امور ایسے ظاہر ہوئے جو فتح کی بشارت دیتے تھے تب میں نے اسی وقت یہ کشف حاضرین کو سنا دیا جن میں سے ایک خواجہ جمال الدین صاحب بی اے انسپکٹر مدارس جموں و کشمیر تھے اور بہت سی جماعت کے لوگ تھے چنانچہ اس کے بعد ایسا ہوا کہ وہ ہندو تحصیلدار یکایک بدل گیا اور اس کی جگہ میاں تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ مقرر ہوئے جنہوں نے نیک نیتی کے ساتھ اصل حقیقت کو دریافت کر لیا اور جو کچھ تحقیقات سے معلوم ہوا اس کی رپورٹ ڈکسن صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور میں بھیج دی اور نیک اتفاق یہ ہوا کہ صاحب موصوف بھی زیرک اور منصف تھے انہوں نے لکھ دیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کا ایک شہرت یافتہ [illegible] ہم ٹیکس نہیں لے سکتے [illegible] وہ ایسی [illegible] ہے اس لئے ٹیکس معاف [illegible]		[illegible]
[illegible]	ایک دفعہ میں موضع کنجراں ضلع گورداسپور کو جانے کا اتفاق ہوا اور شیخ حامد علی ساکن تھہ غلام نبی ہمارے ساتھ تھا جب صبح کر کے جانے لگا	[illegible]	[illegible]

اس نشان کے گواہ خواجہ جمال الدین صاحب بی اے مولوی محمد علی صاحب ایم اے مولوی عبد الکریم صاحب مولوی نور الدین صاحب مولوی شیر علی صاحب شیخ عبد الرحمن صاحب

[illegible]	[illegible]	...گیا تو الہام ہوا کہ اس سفر میں تمہارا اور تمہارے رفیق کا کچھ نقصان ہوگا چنانچہ راستہ میں شیخ حامد علی کی ایک چادر اور ہمارا ایک رومال گم ہو گیا اس وقت حامد علی کے پاس ہی چادر تھی
[illegible]	[illegible]	ایک دفعہ ڈاکٹر نور محمد صاحب مالک کارخانہ ہمدم صحت کا لڑکا سخت بیمار ہو گیا اسکی والدہ بہت بیتاب تھی اسکی حالت پر رحم آیا اور دعا کی تو الہام ہوا "اچھا ہو جائیگا" اسی وقت یہ الہام سب کو سنایا گیا جو پاس موجود تھے آخر ایسا ہی ہوا کہ وہ لڑکا خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہو گیا۔ [1]
[illegible]	[illegible]	ایک دفعہ ہمارے لڑکے بشیر احمد کی آنکھیں بہت خراب ہو گئی تھیں۔ پلکیں گر گئی تھیں اور پانی بہتا رہتا تھا آخر ہم نے دعا کی تو الہام ہوا "برق طفلی بشیر" یعنے میرے لڑکے بشیر احمد کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ اس الہام کے ایک ہفتہ بعد اللہ تعالیٰ نے اسکو شفا دی اور آنکھیں بالکل تندرست ہو گئیں اس سے پہلے کئی سال انگریزی اور یونانی علاج کیا گیا تھا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا تھا بلکہ حالت ابتر ہوتی جاتی تھی۔ [2]

[1] بہت سے مرد اور عورتیں اس نشان کے گواہ ہیں مثلاً مولوی نور الدین صاحب مولوی عبد الکریم صاحب مولوی شیر علی صاحب شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی
[2] اس الہام کے بہت سے مرد اور عورتیں قادیان میں گواہ ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	عظیم الشان پیشگوئیاں جو ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
۱۱۱	[illegible]	ایک دفعہ الہام ہوا۔ "بے ہوشی پھر غشی پھر موت۔" تفہیم ہوئی کہ ہمارے بڑے مخلص مریدوں میں سے کسی کو ایسا واقعہ پیش آئیگا پہلے بیہوشی ہوگی پھر غشی طاری ہوگی پھر مر جائیگا یہ الہام یہاں رہنے والے احباب کو سنایا گیا اور خطوط کے ذریعہ سے باہر بھی لکھا گیا تھا آخر ایک دو ہفتہ کے اندر ہمارے مخلص مرید ڈاکٹر بوڑے خان صاحب اسسٹنٹ سرجن قصور عین الہام کے الفاظ کے مطابق یکدفعہ بیہوش ہوکر اور پھر غشی میں پڑکر فوراً فوت ہوگئے اور اُنکی وفات کا تار آیا۔[1]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	ایک دفعہ ہمیں لدھیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا روانہ ہونے سے پہلے الہام ہوا کہ "اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ ہم و غم پیش آئیگا" اس پیشگوئی کی خبر ہمنے اپنے ہمراہیوں کو دیدی چنانچہ جب ہم پٹیالہ سے واپس آنے لگے تو عصر کا وقت تھا ایک جگہ ہم نے [illegible] صاحب [illegible] ایک [illegible] فارغ ہوکر ٹکٹ لینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ جس رومال میں روپئے باندھے ہوئے تھے وہ رومال گر گیا ہے تب ہمیں وہ الہام یاد آیا کہ اس نقصان کا ہونا ضروری تھا پھر جب ہم گاڑی پر سوار ہوئے تو راستہ میں ایک اسٹیشن پر وہاں یہ پہرا ہے ایک شخص کو کسی مسافر انگریز نے	[illegible]

[1] اس نشان کے گواہ بہت آدمی یہاں کے اور دیگر مقامات کے ہیں مثلاً مولوی عبدالکریم صاحب مولوی نور الدین صاحب مفتی محمد صادق صاحب مولوی محمد علی صاحب مولوی شیر علی صاحب

[illegible]

نمبر ۱۱۳

مخلص ہو کر دہلی سے اپنے فائدہ کے لئے کہدیا کہ لودیانہ آگیا ہے چنانچہ ہم اسی سبب اتر پڑے اور جب ریل چلدی تب ہمکو معلوم ہوا کہ یہ کوئی اور اسٹیشن تھا اور ایک بیابان میں اترنے کے سبب جماعت کو تکلیف ہوئی اور اس طرح پر الہام مذکورہ کا دوسرا حصہ بھی پورا ہو گیا۔[1]

نمبر ۱۱۴

۱۸۸۲ء

ایک دفعہ میری بیوی کے حقیقی بھائی سید محمد اسمٰعیل کا (جبکہ عمر اس وقت دس برس کی تھی) پٹیالہ سے خط آیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اسحاق میرے چھوٹے بھائی کو کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے اور پھر خط کے آخیر میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اسحاق بھی فوت ہو گیا ہے اور بڑی جلد مجھے بلایا کہ دیکھتے ہی چلے آویں اس خط کے پڑھنے سے بڑی تشویش ہوئی کیونکہ اس وقت میرے گھر کے لوگ بھی سخت تپ سے بیمار تھے ایسی ناگہانی دو موتوں کی خبر میں انکو سنا نہ سکا اور میں سخت بیقراری میں پڑ گیا کہ جن کو بلاتے ہیں وہ خود خطرناک تپ میں مبتلا ہے اور میں ڈرتا تھا کہ اگر میں اس خط کا مضمون اس بیماری کی حالت میں ان کو سناؤں تو جان کا اندیشہ ہے رات کو اس فکر سے نیند میری جاتی رہی کہ کیا کروں اور میں اس خط کو پوشیدہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا جب ایک حصہ رات کا گذر گیا تو فکر کرتے کرتے میرا دل نہایت بیقرار ہو گیا جس کا میں اندازہ نہیں کر سکتا تب مجھ اسی تشویش میں یکدفعہ غنودگی ہوئی اور یہ الہام

[1] اس نشان کے گواہ شیخ حامد علی صاحب شیخ عبد الرحیم صاحب ساکن انبالہ چھاؤنی

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس جس طرح وہ پیشگوئی پوری ہوئی یا جس طرح وہ ظاہر ہوئی	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۱۱۴		ہوا ان کیدکن عظیم یعنے اے عورتو تمہارے فریب بہت بڑی ہیں اور اس حالت میں ہم انکو خط کا مضمون بھی نہیں سنا سکتے تھے اس مصیبت کو سن کر انکی جان کا اندیشہ تھا۔ اسکے ساتھ ہی تفہیم ہوئی کہ یہ ایک خلاف واقعہ بہانہ بنایا گیا ہے تب میں نے اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کے آگے جو اس وقت قادیان میں موجود تھے۔ یہ واقعہ بیان کیا اور ساتھ ہی پوشیدہ طور پر شیخ حامد علی کو جو میرا نوکر تھا پٹیالہ روانہ کیا جس نے واپس آکر بیان کیا کہ اسحٰق اور اسکی والدہ ہر دو زندہ موجود ہیں اور چند روز کی بیماری کی گھبراہٹ اور اشتیاقِ ملاقات کے سبب یہ خلاف واقعہ خط لکھ کر بھیجا گیا تھا [1]	
پیشگوئی نمبر ۱۱۵	[illegible] ۱۸۹۸ء	ایک دفعہ ہمارے ایک مخلص دوست سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس کسی اپنی تشویش میں دعا کے خواستگار ہوئے جب دعا کی گئی تو الہام ہوا۔ "قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے" یہ ایک بشارت ان کا غم دور کرنے کے بارے میں تھی چنانچہ چند ہفتہ کے بعد ہی خدا تعالیٰ نے انکو اس پیش آمدہ غم سے رہائی بخشی۔ پھر ایک مدت کے بعد اس شعر کے دوسرے مصرع کے مطابق ایک اور سخت ابتلا پیش آیا جس کی امید ہے کہ کسی وقت خدا تعالیٰ دفع کر دیگا جس طرح چاہیگا [2]	[illegible] ۱۸۹۹ء
زندہ گواہ رؤیت		[1] اس نشان کے گواہ مولوی عبدالکریم صاحب شیخ حامد علی میر محمد اسمٰعیل صاحب انکی والدہ و دیگر کئی مرد اور عورت [2] اس نشان کے گواہ خود سیٹھ صاحب مولوی عبدالکریم صاحب مولوی نورالدین صاحب مفتی محمد صادق صاحب مولوی محمد علی صاحب مولوی شیر علی صاحب و دیگر بہت سے احباب ہیں۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن حقیقی میں شہرت کیا گیا ہے اور اس کے حق میں مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلاتی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۱۶	۱۸۸۵ء	میاں عبد اللہ سنوری جو علاقہ پٹیالہ میں پٹواری ہیں ایک مرتبہ انکو ایک کام پیش آیا جسکے ہونے کے لئے انہوں نے ہر طرح سے کوشش کی اور بعض وجوہ سے انکو اس کام کے ہو جانیکی امید بھی ہو گئی تھی پھر انہوں نے دعا کے لئے ہماری طرف التجا کی ہمنے جب دعا کی تو بلا توقف الہام ہوا "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" تب مینو اُن کو کہہ دیا کہ یہ کام ہرگز نہیں ہوگا اور وہ الہام سنا دیا اور آخر کار ایسا ظہور میں آیا اور کچھ ایسے موانع پیش آگئے کہ وہ کام ہوتا ہوتا رہ گیا[1]	۱۸۸۵ء
پیشگوئی نمبر ۱۱۷	۱۸۸۸ء	ایک دفعہ ہمیں اتفاقاً پچاس روپیہ کی ضرورت پیش آئی اور جیسا کہ اہل فقر اور توکل پر کبھی کبھی ایسی حالت گذرتی ہے اسوقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا سو جب ہم صبح کے وقت سیر کے واسطے گئے تو اس ضرورت کے خیال نے ہمکو یہ جوش دیا کہ اس جنگل میں دعا کریں پس ہمنے ایک پوشیدہ جگہ میں جاکر اس نہر کے کنارہ پر دعا کی جو قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر بٹالہ کیطرف واقع ہے جب ہم دعا کر چکے تو دعا کے ساتھ ہی ایک الہام ہوا جسکا ترجمہ یہ ہے "دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں" تب ہم خوش ہو کر قادیان کیطرف واپس آئے اور بازار کا رخ کیا تاکہ ڈاکخانہ سے دریافت کریں کہ آج ہمارے نام کچھ روپیہ آیا ہے یا نہیں چنانچہ ہمیں ایک خط ملا جسمیں لکھا تھا کہ پچاس روپیہ لدھیانہ سے کسی نے روانہ کئے ہیں اور غالباً وہ روپیہ اسی دن یا دوسرے دن ہمیں مل گیا[2]	۱۸۸۸ء

[1] اس نشان کے گواہ شیخ حامد علی اور عبد اللہ سنوری ہیں۔

[2] اس نشان کے گواہ شیخ حامد علی صاحب ہیں۔

تاریخ ظہور پیشگوئی	جن پیشگوئیوں کا میں مصداق ہوں ان کی تفصیل اور وہ زمانہ جس میں ظاہر ہوئیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
۱۹۰۰ء	ایک دفعہ مجھے مرض ذیابیطس کے سبب بہت تکلیف تھی کئی دفعہ سو سو مرتبہ دن میں پیشاب آتا تھا۔ دونوں شانوں میں ایسے آثار نمودار ہو گئے جن سے کاربنکل کا اندیشہ تھا تب میں دعا میں مصروف ہوا تو یہ الہام ہوا "والموت اذا عسعس" یعنے قسم ہے موت کی جب کہ ہٹائی جائے چنانچہ یہ الہام بھی ایسا پورا ہوا کہ اس وقت سے لیکر ہمیشہ ہماری زندگی کا ہر ایک سیکنڈ ایک نشان ہے۔	۱۹۰۰ء	پیشگوئی نمبر ۱۱۸
۱۴ جون ۱۸۹۹ء	میرے چوتھے لڑکے مبارک احمد کی پیدائش سے دو ماہ پہلے یہ الہام ہوا تھا " رب اصح زوجتی ھذہ " یعنے اے میرے رب میری اس زوجہ کو بیمار ہونے سے بچا اور بیماری سے شفا دے جس وقت یہ الہام ہوا اس وقت میری بیوی بالکل تندرست تھی گویا اس الہام میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ کسی بیماری کا اندیشہ ہے لیکن بعد میں شفا ہو جائیگی۔ چنانچہ دو ماہ کے بعد یہ الہام ہر دو پہلو سے پورا ہوا یعنی میری بیوی کو ایک سخت مرض نے گھیرا اور خطرناک حالت ہوئی لیکن آخر اللہ تعالیٰ نے شفا دی [1]	۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء	پیشگوئی نمبر ۱۱۹
۱۹۰۱ء	ایک دفعہ مجھے الہام ہوا "رب ارنی کیف تحی الموتٰی رب اغفر وارحم من السماء" اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردہ	۱۹۰۱ء	
	[1] اسکے گواہ مولوی عبدالکریم صاحب مولوی نورالدین صاحب مولوی محمد علی صاحب مفتی محمد علی صاحب مولوی شیر علی صاحب و دیگر احباب ہیں اور دوسرے شہروں میں بذریعہ خطوط یہ الہام لکھے گئے		زندہ گواہ رویت

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن حجتوں میں شرف کیا گیا ہوں ان میں سے منجملہ ذیل پیشگوئیاں بطور نمونہ بیان کی جاتی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۲۰		کیونکر زندہ کرتا ہے اور آسمان سے اپنی بخشش اور رحمت نازل فرما اس الہام میں یہ خبر دی گئی کہ کبھی ایسا موقع آنیوالا ہے کہ ہمیں یہ دعا کرنی پڑیگی اور وہ قبول ہوگی چنانچہ ایسا ہوا کہ ایک دفعہ ہمارا لڑکا مبارک احمد ایسا سخت بیمار ہوا کہ سب نے کہا وہ مر گیا ہے ہم اٹھے اور دعا کرتے ہوئے لڑکے پر ہاتھ پھیرتے ہی لڑکے کو سانس آنا شروع ہوگیا تھا علاوہ ازیں یہ الہام اس طرح سے بھی پورا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اب تک ہمارے ہاتھ سے ہزار ہا روحانی مردہ زندہ کئے ہیں اور کر رہا ہے	
پیشگوئی نمبر ۱۲۱	[illegible]	عرصہ قریباً پچیس برس کا گذرا ہے کہ مجھے گورداسپور میں ایک رویا ہوا کہ میں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوں اور اسی چارپائی پر بائیں طرف مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم بیٹھے ہیں اتنے میں میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ میں مولوی صاحب موصوف کو چارپائی سے نیچے اتار دوں چنانچہ میں نے انکی طرف کھسکنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ چارپائی سے اتر کر زمین پر بیٹھ گئے اتنے میں تین فرشتے آسمان کی طرف سے ظاہر ہو گئے جنمیں سے ایک کا نام خیراتی تھا وہ تینوں بھی زمین پر بیٹھ گئے اور مولوی عبداللہ بھی زمین پر تھے اور میں چارپائی پر بیٹھا رہا۔ تب میں نے ان سب کو کہا کہ میں دعا کرتا ہوں تم سب آمین کہو تب میں نے یہ دعا کی رب اذھب عنی الرجس وطھرنی	[illegible] سال بعد
زندہ گواہ رویت		اس نشان کے گواہ بہت سے مرد اور عورتیں ہیں منجملہ ان کے مولوی نورالدین صاحب مرزا خدا بخش صاحب صاحبزادہ سراج الحق صاحب شیخ عبدالرحمن قادیانی صاحب اور	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن پیشگوئیوں سے میں مشرف کیا گیا ہوں یا اسی طرح کے متفرقات ذیل ہیں جن کا ظہور بتلا دینا ہے جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ نشان نمبر ۱۴۱		تطہیرا۔ اس دعا پر تینوں فرشتوں اور مولوی عبداللہ نے آمین کہی اسکے بعد وہ تینوں فرشتے اور مولوی عبداللہ آسمان کیطرف اڑ گئے۔ اور میری آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلتے ہی مجھے یقین ہوگیا کہ مولوی عبداللہ کی وفات قریب ہے اور میرے لئے آسمان پر ایک خاص فضل کا ارادہ ہے اور پھر میں ہر وقت محسوس کرتا رہا کہ ایک آسمانی کشش میرے اندر کام کر رہی ہے یہانتک کہ وحی الہی کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ وہی ایک ہی رات تھی جس میں اللہ تعالی نے بتمام وکمال میری اصلاح کر دی اور مجھ میں ایک ایسی تبدیلی واقع ہوگئی جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادہ سے نہیں ہوسکتی تھی مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عبداللہ غزنوی اس نور کی گواہی کے لئے پنجاب کی طرف کھنچا تھا اور اس نے میری نسبت گواہی دی اور اس گواہی کو حافظ محمد یوسف اور ان کے بھائی محمد یعقوب نے بیان بھی کیا مگر پھر دنیا کی محبت ان پر غالب آگئی اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے کہ مولوی عبداللہ نے میرے خواب میں میرے دعوی کی تصدیق کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اگر یہ قسم جھوٹی ہے تو اے قادر خدا مجھے ان لوگوں کی ہی زندگی میں جو مولوی عبداللہ صاحب کی اولاد یا انکے مرید یا شاگرد ہیں سخت عذاب سے مار ورنہ مجھے غالب کر اور انکو شرمندہ یا ہدایت یافتہ۔ مولوی عبداللہ صاحب کے اپنے موہنہ کے یہ لفظ تھے کہ	
		مفتی محمد صادق صاحب۔ شیخ حامد علی صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب۔ منشی ظفر احمد صاحب۔ میر ناصر نواب صاحب	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس حصہ دین میں مشرف کیا گیا ہے انہوں میں حق ہے بند دشمن جنہیں پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		آپ کو آسمانی نشانوں اور دوسرے دلائل کی تلوار دی گئی ہے اور جب میں دنیا پر تھا تو امید رکھتا تھا کہ ایسا انسان خدا کی طرف سے دنیا میں بھیجا جائیگا یہ میری خواب ہے لعن اللہ من کذب والیہ من صدق۔	
	پیشگوئی ۱۶ ستمبر ۱۸۹۷ ‏رؤیا ستمبر ۱۸۶۸	جب مولوی صاحب غزنوی ہماری مذکورہ بالا خواب کے مطابق فوت ہو گئے تو جیسا کہ بیٹے ابہی لکھا ہے تہوڑے دنوں کے بعد بیٹے انکو خواب میں دیکھا کہ میں اپنا ایک خواب انکے آگے بیان کر رہا ہوں اور وہ ایک بازار میں کہڑے ہیں جو ایک بڑے شہر کا بازار ہے اور پہر میں انکے ساتھ ایک مسجد میں آگیا ہوں اور انکے ساتھ ایک گروہ کثیر ہے اور سب با ہیبت شکل پر نہایت جسیم مضبوط وردیاں کسے ہوئے اور مسلح ہیں اور انہیں میں سے ایک مولوی عبداللہ صاحب ہیں کہ جو ایک قوی اور جسیم جوان نظر آتے ہیں وردی کسے ہوئے ہتیار پہنے ہوئی اور تلوار میان میں لٹک رہی ہے اور میں دل میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ لوگ ایک عظیم الشان حکم کیلئے تیار بیٹھے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ باقی سب فرشتے ہیں مگر تیاری ہولناک ہے تب میں نے مولوی عبداللہ صاحب کو اپنا ایک خواب سنایا ہے [illegible] خواب یہ لکھا ہے کہ ایک نہایت چمکیلی اور روشن تلوار میرے ہاتھہ میں ہے جسکی نوک آسمان میں ہے اور قبضہ میرے پنجہ میں اور اس تلوار میں سے ایک نہایت تیز چمک نکلتی ہے جیسا کہ	پیشگوئی بعظمت پوری ہو رہی ہے
زندہ گواہ رویت		خلیفہ نورالدین صاحب منشی تاج الدین صاحب ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب ۔ میر حامد شاہ صاحب ۔ حکیم حسام الدین صاحب ۔ شیخ یعقوب علی صاحب اڈیٹر الحکم	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن کتابوں میں شائع کیا گیا ان میں سے بطور نمونہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تفصیل نشان نمبر ۱۲۲		آفتاب کی چمک ہوتی ہے اور میں اُسے کبھی اپنے دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف چلاتا ہوں اور ہر ایک وار سے ہزارہا آدمی کٹ جاتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ تلوار اپنی لمبائی کی وجہ سے دُنیا کے کناروں تک کام کرتی ہے اور وہ ایک بجلی کی طرح ہے جو ایک دم میں ہزاروں کوس چلی جاتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ہاتھ تو میرا ہی ہے مگر قوت آسمان سے ہے اور میں ہر ایک دفعہ اپنے دائیں اور بائیں طرف اس تلوار کو چلاتا ہوں اور ایک مخلوق ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرتی جاتی ہے۔ یہ خواب تھی جو میں نے مولوی عبداللہ کے پاس بیان کی اور جب میں خواب کو بیان کر چکا اور اُن سے تعبیر پوچھی تب مولوی عبداللہ نے اسکی تعبیر یہ بتلائی کہ تلوار سے مراد اتمام حجت اور تکمیل تبلیغ ہے اور جو ہرے دلائل قاطعہ کی تلوار ہے اور یہ جو دیکھا کہ وہ تلوار دائیں طرف زمین کے کناروں تک مار کرتی ہے اس سے مراد دلائل روحانیہ ہیں جو از قسم خوارق اور آسمانی نشانوں کے ہونگے اور یہ جو دیکھا ہے کہ وہ بائیں طرف زمین کے کناروں تک مار کرتی ہے اس سے مراد دلائل عقلیہ وغیرہ ہیں جن سے ہر ایک فرقہ پر اتمام حجت ہوگا پھر انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ جب میں دنیا میں تھا تو امیدوار تھا کہ ایسا انسان خدا کی طرف سے دنیا میں بھیجا جائیگا اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی اس خواب کے ایک حصہ کے حافظ محمد یوسف صاحب اور انکے	
زندہ گواہ رویت		میاں محمد جان صاحب کپورتھلہ - میاں فتحدین صاحب - میاں عبداللہ صاحب پشاوری - خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ وغیرہ احباب ہیں -	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس جس سے پیش شرف کیا گیا یا جنہوں نے متعدد ذیل پیشگوئیاں تا امر حج دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		بہائی محمد یعقوب نے بہی تصدیق کی ہے شاید میں نے اس خواب کو سو سے زیادہ لوگوں کو سنایا ہوگا چنانچہ وہ پیشگوئی آج پوری ہو رہی ہے اور روحانی تلوار نے ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کو فتح کرلیا ہے اور کرتی جاتی ہے۔	
پیشگوئی نمبر ۱۲۳	غالباً ۱۸۸۴ء لغایت جنوری ۱۸۸۶ء	سید عباس علی لدہانوی کو ہمنے اپنے ابتدائی خطوط میں اپنے کشوف کے ذریعہ سے اس بات سے پیش از وقت اطلاع دی تہی کہ آپ کا انجام اچہا نہیں معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ اس وقت اپنے تئیں اسی راہ میں فناشدہ ظاہر کرتے تہے چنانچہ بعض کلمات ان خطوط کے مفصلہ ذیل ہیں "بنظر کشفی آپ کے دل میں انقباض معلوم ہوا" "آپ کسی نئے امر کے پیش آنے پر مضطرب نہ ہوں آپ ابتلا سے بچ نہیں سکتے" "نیک ظن رہنا آسان ہے مگر نبہانا مشکل" "نہایت بدنصیب وہ انسان ہے جسکا انجام آغاز کا سا جوش نہیں رکہتا" ان سے صاف ظاہر تہا کہ اسکا انجام اچہا نہیں چنانچہ چند سالوں کے بعد وہ مرتد ہو گیا مکتوب میر ان کی خاص دستخطی موجود ہے جسمیں اس پیشگوئی سے کئی سال بعد اس کا انجام بد ہوا یہ مکتوب انکی وفات کے بعد انکے کتب خانہ سے ملا اس مکتوب کے دیکہنے سے ہر ایک کو معلوم ہوگا کہ دنیا کیسا عبرت کا مقام ہے جب انسان پر شقاوت کے دن آتے ہیں تو وہ دیکہتی ہوئی نہیں دیکہتا جس شخص کو پہلے سے خبر دی گئی تہی کہ تو برگشتہ ہو جائیگا اور چہوڑ کر جائیگا وہ برگشتہ ہوکر اس پیشگوئی [illegible]	خطوط کی تحریر سے چند سال بعد
[illegible]		ان نشانوں کے گواہ منشی ظفر احمد صاحب حافظ محمد یوسف صاحب۔ محمد یعقوب صاحب۔ منشی محمد خان صاحب۔ عبداللہ سنوری وغیرہ احباب ہیں۔	

اشاعت

یہ کتاب نزول المسیح زیر طبع تھی کہ مولوی کرم دین ساکن بھیں نے جسکے خطوط اس کتاب میں درج کیئے گئے ہیں ایک مقدمہ دائر عدالت کیا کہ مجھ کو کذّاب اور لئیم مواہب الرحمٰن میں (جو حضرت اقدسؑ کی عربی تالیفات سے ہے) لکھا گیا ہے اور اس کتاب میں میرے جو خطوط لکھے گئے ہیں وہ جعلی ہیں اور ایک نسخہ اسکا کسی ذریعہ سے حاصل کرکے اُسکو عدالت میں پیش کیا جسکی وجہ سے کتاب کے طبع ہونے میں روک پیش آگئی یہ مقدمہ مع دیگر مقدمات کے دو ڈھائی سال تک جاری رہا اور آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں (نسبت انجام مقدمات) کے مطابق یہ مقدمات فیصل ہوئے۔ اور حضرت اقدس مع اطہر نے اُنکے فیصلہ کے بعد ایک کتاب اور لکھنی شروع کی جس کا نام نصرۃ الحق رکھا اور جو بعد میں براہین احمدیہ حصہ پنجم کے جلیل القدر نام سے موسوم ہوئی اور اُسکے اندر مقدمات میں جو جو تائیدات الٰہیہ آپکے شامل حال رہیں اُنکا ذکر کرتے ہوئے اور اُس کتاب میں ہو) کرم دین مدعی کے متعلق یہ شعر تحریر فرمایا کہ ؎ کذّاب اُسکا نام دفاتر میں رہ گیا ✽ چالاکیوں کا فخر جو رکھتا تھا ہو گیا + کتاب نصرۃ الحق ابھی زیر طبع ہی تھی کہ ایک فتنہ ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی کے ارتداد کا اُٹھا جسکے دفع کرنے کے واسطے آپنے حقیقۃ الوحی ایک ضخیم کتاب جو سات سو صفحہ کی ہے تصنیف فرمائی اور اُس میں دو سو آٹھ نشانات کا ذکر بھی آپنے فرمایا جو آپکی تصدیق میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے فعلی شہادت کے طور پر ظہور پذیر ہوئے۔ اُسکے ختم کرنے پر ارادہ تھا کہ یہ کتاب اور نیز نصرۃ الحق کو مکمل کیا جاوے کہ انہیں ایام میں آپکا ایک مضمون آریوں کے جلسہ میں پڑھا گیا جسکے بالمقابل آریوں کی طرف سے گالیوں سے بھرا ہوا لیکچر حضرت کے مسلمانوں کی حاضری میں سنایا گیا اُسکے جواب میں کتاب چشمہ معرفت جو ساڑھے تین سو صفحہ کی پُر معارف کتاب ہے آپنے شائع فرمائی۔ ابھی اُسکو شائع کیئے دو تین روز گذرے تھے کہ پیغام صلح کے لکھنے پر ضرورت وقت نے حضور کو توجہ دلائی وہ لکھ ہی رہے تھے اور ختم کیا ہی تھا کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے

آپ کی طلبی کا پیغام آپہنچا اور رسالہ الوصیۃ مجریہ سنہ ۱۹۰۶ء کی پیشگوئیوں کے مطابق الرحیل ثم الرحیل کا نقارہ بج گیا۔

ان حالات کے ماتحت اس کتاب کا شائع ہونا معرض التوا میں رہا ہے۔ اسکے شروع میں نیز کشتی نوح میں آپ نے اسکے اندر ڈیڑھ سو ۱۵۰ پیشگوئیوں کے لکھنے کا اور شامل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اسلئے یہ بات بتا دینے کے لائق ہے کہ حقیقۃ الوحی متذکرہ صدر کتاب اسکے بعد لکھی تھی جس میں دو سو آٹھ ۲۰۸ نشانات آپ نے قلمبند فرمائے ہیں اور بعض کے گواہان رویت بھی تحریر فرمائے ہیں اسلئے جو شخص حقیقۃ الوحی کا مطالعہ کریگا وہ بخوبی سمجھ لے گا کہ ڈیڑھ سو نشانات کی تکمیل کے بجائے دو سو آٹھ نشان آپ نے اس کتاب میں لکھکر وعدہ کو پورا فرما دیا ہے اور حقیقۃ الوحی نے نزول المسیح کا تکملہ کیا بلکہ نأت بخیر منہا کے مطابق بڑھ چڑھ کر ہے اسلئے اب ضرورت نہیں کہ ان نشانات کو لکھکر اسجگہ ایک سو پچاس ۱۵۰ پورے کئے جاویں کیونکہ حضرت موعودؑ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کتاب حقیقۃ الوحی میں وہ ضرورت سے بہت کچھ زیادہ موجود ہیں نظر براں جسقدر کتاب ہذا حضرت اقدسؑ کے روبرو طبع ہوئی تھی اسی کو پبلک کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔ اور قیمت بہت ہی کم اس خیال سے رکھی گئی ہے کہ ہر مستطیع و غیر مستطیع اسکو خرید کر پڑھ سکے۔ اللہ تعالیٰ پڑھنے والوں کو فہم و فراست اپنی طرف سے عطا فرما دے اور چونکہ مسیحؑ جسکے نزول کا اس میں تذکرہ ہے وہ دنیا سے چلا گیا ہے اور بہت سے علوم و فیوض کے خزانے چھوڑ گیا ہے پڑھنے والوں کے دلوں کو ان علوم و فیوض کی طرف رغبت بخشے۔ آمین

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

المذکّر

کمترین خادمان مسیح موعودؑ مہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت ممدوح

از قادیان دارالامان

ضلع گورداسپور پنجاب

۲۵-اگست سنہ ۱۹۰۹ء

۸-شعبان المعظم سنہ ۱۳۲۷ ہجری